حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کا

سفرنامہ بغداد

و

مستند فضائل

اہلبیت کرام خصوصاً
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مستند فضائل

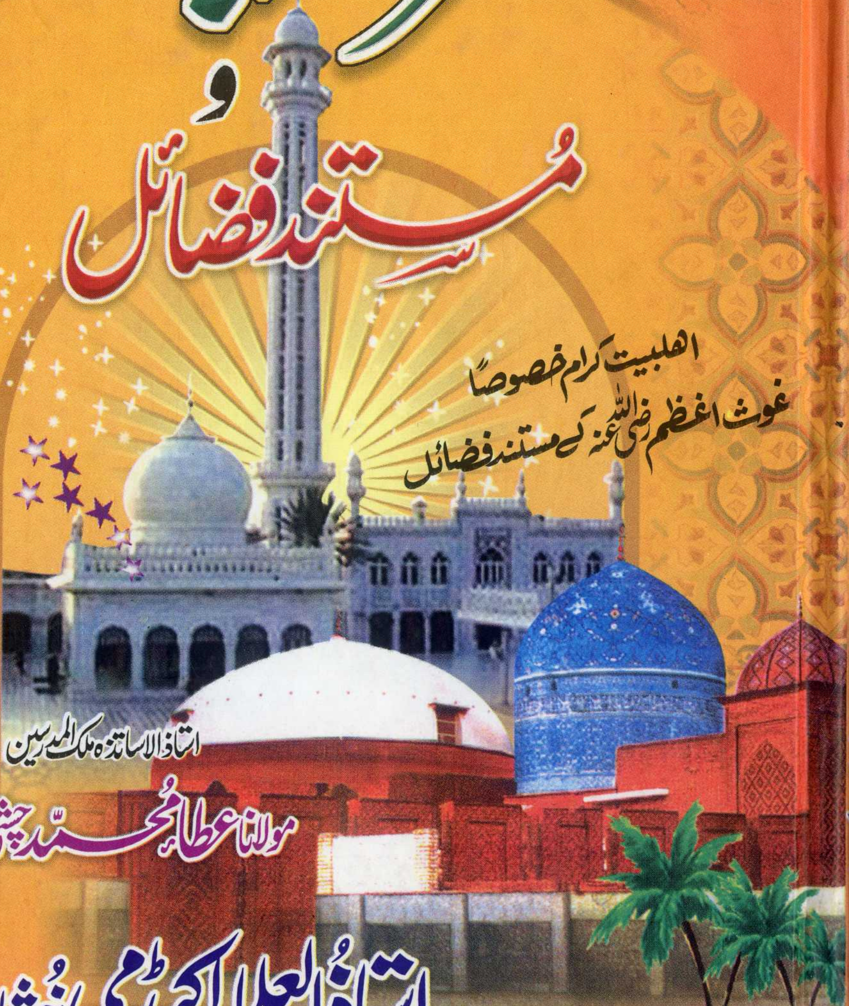

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین
مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی

استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب

سفر نامۂ بغداد

1948ء

حضرت خواجہ سیّد غلام محی الدین چشتی گولڑوی المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ایک سو (100) اربابِ عقیدت کی حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری

تحریر:

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی علیہ الرحمۃ

ناشر:

استاذ العلماء اکیڈیمی (خوشاب)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں﴾

نام کتاب ...... سفرنامۂ بغداد (1948ء)

تحریر ...... ملک المدرّسین مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی

تقدیم ...... مولوی نذر حسین چشتی گولڑوی

تعاون ...... حضرت مولانا قاری محمد حسین گولڑوی، حال مقیم برمنگھم (انگلینڈ))

پروف ریڈنگ ...... صاحبزادہ مولانا حافظ محمد ارشاد رسول رضوی

کمپوزنگ ...... حافظ محمد کاشف جمیل (0301-4423944)

باہتمام ...... صاحبزادہ فداء الحسن چشتی گولڑوی، مہتمم جامعہ غوثیہ مہریہ عطاء العلوم

سن اشاعت ...... 1431ھ / 2010ء (اشاعت: بارِ دوم)

تعداد 1100

صفحات 192

ہدیہ ......

ملنے کے پتے:

☆ استاذ العلماء اکیڈمی (خوشاب)

جامعہ غوثیہ مہریہ عطاء العلوم، دھمن داخلی پدھراڑ تحصیل وضلع خوشاب

0345-4868494 0342-7559591

☆ دارالعلوم جامعہ فریدیہ عربیہ تعلیم القرآن، دربار حضرت سیّد شاہ فرید

سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور 0334-4025170

☆ اہلسنّت پبلی کیشنز

شاندار بیکری والی گلی، منگلا روڈ، دینہ 0321-7641096

☆ مکتبہ سلطانیہ رضویہ، خوشاب 0300-6077287

انتساب

بندہ اپنی اس عاجزانہ کوشش کو حضور غوث الثقلین، محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لامکانی قندیل نورانی الحسنی والحسینی سیدی الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ ناز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کے وجود مسعود کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء کونئی حیات بخشی۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ

شاہا! قبول کن مراایں ایجاب را

تراب اقدام العلماء و الصلحاء، سگ درگاہِ جیلانی

مولوی نذر حسین چشتی گولڑوی عفی عنہ

بمطابق 23/06/2010 بروز بدھ 10 رجب المرجب

اجمالی خاکہ

ملک المدرّسین کے حالاتِ زندگی صفحہ نمبر 6

اہل بیت کرام خصوصاً غوثِ اعظمؒ کے مستند فضائل صفحہ نمبر 58

سفر نامۂ بغداد صفحہ نمبر 105

اب کچھ سفرنامۂ بغداد کے متعلق

1948ء میں جب حضور سلطان العارفین محبوب الٰہی حضور قبلہ پیر سیّد غلام محی الدین گولڑوی نور اللہ مرقدہ تقریباً یک صد نفر کے ساتھ اپنے جد اعلیٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے عازم سفر ہوئے تو اسی سفر میں علم و عرفان کے بحر بیکراں امام علم وحکمت مجدد مسلک اہلسنّت فنا فی الشیخ الحاج الحافظ علامہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی گولڑوی بندیالوی نور اللہ مرقدہ بھی آپ کی معیت میں تھے۔

قبلہ استاذی المکرّم نے اس پورے سفر مقدس کو قلمبند فرمایا اور اس کا نام ''سفرنامۂ بغداد'' تجویز فرمایا۔ جس کا ظاہر نام سفرنامہ ہے لیکن دراصل یہ علم کا خزانہ ہے۔

اب بندۂ ناچیز اس سفرنامہ کی ابتداء میں قبلہ استاذی المکرّم کے مختصر حالات اور اہلبیت کرام اور خصوصاً سیّدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مستند فضائل اور قدم غوث رضی اللہ عنہ پر قبلہ استاذی المکرّم کی ایک مستند تحریر قارئین کی نظر کرتا ہے۔

ملک المدرّسین کے حالاتِ زندگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

نام ونسب:

استاذ الکل ملک المدرسین مولانا عطاء محمد اعوان علیہ الرحمۃ

بن اللہ بخش اعوان

بن غلام محمد اعوان

بن محمد چراغ اعوان

ولادت باسعادت:

استاذ العلماء ملک المدرسین مولانا عطاء محمد اعوان چشتی گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت 1916ء موضع پدھراڑ ضلع وتحصیل خوشاب میں ہوئی۔

شجرۂ نسب:

شجرۂ نسب بابا چراغ عرف چرکھال قطب شاہی اعوان از اولاد امجاد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

- ملک محمد چراغ اعوان مرحوم
  - ملک غلام محمد اعوان مرحوم
    - ملک اللہ بخش اعوان مرحوم
      - ملک شیر محمد اعوان مرحوم
        - ملک عبدالرحمٰن اعوان مرحوم
          - ملک محمد فاروق اعوان
            - ملک محمد عمر فاروق اعوان
      - ملک العلماء مولانا عطا محمد اعوان مرحوم
        - صاحبزادہ ملک فداء الحسن اعوان
          - صاحبزادہ ملک محمد اجمل عطاء اعوان
      - ملک فتح محمد اعوان مرحوم
        - ملک نادر خان اعوان
          - ملک محمد سجاد اعوان
          - ملک محمد مسعود اعوان
      - مولانا ملک علی محمد اعوان مرحوم (وفات قبل از نکاح)
      - ملک غلام محمد اعوان مرحوم
        - ملک اللہ دتہ اعوان
          - ملک محمد اسلم اعوان مرحوم
            - ملک محمد عقیل اسلم اعوان
          - ملک محمد حسین اعوان
          - ملک محمد سلیم اعوان
            - ملک فیصل سلیم اعوان
          - ملک محمد رشید اعوان
          - ملک محمد اظہر اعوان
            - ملک محمد عرفان اظہر شہید اعوان
    - بہاول بخش اعوان مرحوم

آپ علیہ الرحمۃ کی ولادت سے قبل آپ کے عالم اور حافظ ہونے کی بشارت:

بشارتِ پیر محمد شاہ صاحب کروڑوی علیہ الرحمۃ:

یہ بزرگ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے فردِ فرید ہیں اور ان کا مزارِ پر انوار موضع پدھراڑ ضلع خوشاب میں مرجع خلائق ہے۔

راقم الحروف کو قبلہ استاذ العلماء (علیہ الرحمۃ) نے یہ واقعہ خود سنایا کہ میرے والد گرامی ملک اللہ بخش اعوان اور ان کے کچھ احباب جن میں ملک محمد خان اور بابا کرم فقیر شامل ہیں۔ یہ حضرات عموماً رات کے وقت قبلہ کروڑوی صاحب (علیہ الرحمۃ) کی مجلس میں حاضری دیا کرتے تھے اور ان تینوں حضرات نے قرآن مجید ناظرہ پڑھا ہوا تھا لیکن کروڑوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) میرے والد گرامی کو حافظ صاحب کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ دوسرے ساتھیوں نے ایک دن عرض کی حضور ہم نے بھی قرآن مجید ملک اللہ بخش کی طرح ناظرہ پڑھا ہوا ہے لیکن آپ ان کو حافظ صاحب کہہ کر کیوں بلاتے ہیں ا تو کروڑوی صاحب (علیہ الرحمۃ) نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہاں صرف حافظ نہیں بلکہ عالم بھی پیدا ہوں گے۔ اللہ اکبر

اولاد امجاد ملک اللہ بخش اعوان مرحوم

ملک اللہ بخش اعوان مرحوم کے پانچ بیٹے تھے۔ جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔
(۱) ملک شیر محمد اعوان (۲) ملک فتح محمد اعوان (۳) ملک غلام محمد اعوان (۴) ملک العلماء علامہ عطاء محمد اعوان (۵) ملک علی محمد اعوان

آپ کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے کوشش کی کہ ان کا ہر ایک فرزند حافظِ قرآن ہو لیکن ان میں سے قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) اور فاضلِ اجل مولانا علی محمد مرحوم یہ دونوں حافظ قرآن اور بلند پایہ عالم دین ہوئے ہیں۔ قبلہ استاذی المکرّم اور مولانا علی محمد مرحوم، ان دونوں بھائیوں نے موضع وسنال ضلع چکوال میں حافظ الٰہی بخش (علیہ الرحمۃ) سے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی اور پھر مولانا علی محمد مرحوم نے تمام کتب معقول و منقول اپنے برادرِ اکبر مولانا عطا محمد صاحب سے پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف قبلہ پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب آستانہ عالیہ بھکی شریف و استاذ العلماء مولانا محمد نواز کیلانوی صاحب گوجرانوالہ کے ہمراہ بریلی شریف میں محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب (علیہ الرحمۃ) سے پڑھا لیکن افسوس کہ مولانا علی محمد مرحوم نے جوانی کے عالم میں وفات پائی جبکہ قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) سے ایک عالم مستفید ہوا۔

غیبی بشارت:

قبلہ استاذی المکرّم مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی بندیالوی (علیہ الرحمۃ) پرائمری پاس تھے۔ آپ بہت زیادہ ذہین وفتین و خوش نویس تھے۔ آپ کے اسکول ماسٹر صاحب نے آپ کے والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بچے عطاء محمد کو مڈل تک ضرور پڑھائیں اور اس کے بعد ان کو پٹواری لگوا دینا جبکہ آپ کے والد صاحب کا آپ کو علمِ دین پڑھانے کا ارادہ تھا۔ آپ کے والد بزرگوار ماسٹر کا مشورہ سن کر اسی سوچ و بچار میں تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ آپ کے والد صاحب مسلسل تین راتیں خواب میں ایک بزرگ کو دیکھتے ہیں کہ وہ بزرگ اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر پانچ سے آٹھ تک گنتی کرتے ہیں اور کہتے ہیں چھ، ساتھ، آٹھ۔ پھر کیا ہوگا۔ آپ کے والد گرامی فرماتے

ہیں کہ میں نے اس خواب کے بعد ان کو سکول پڑھانے کا ارادہ ترک کر دیا اور علم دین پڑھانا شروع کر دیا۔

استاذ العلماء کے حق میں حضرت ثالث غریب نواز حضور خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی قدس سرہ العزیز کی دُعا

استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فرماتے تھے کہ ہمارے گاؤں موضع پدھراڑ میں ایک مرتبہ ایک شرعی فیصلہ کے لئے حضور قبلہ خواجہ پیر محمد ضیاء الدین سیالوی (علیہ الرحمۃ) آستانہ عالیہ سیال شریف تشریف لائے۔ میرا اُس وقت بچپن کا زمانہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے ساتھ لے کر خواجہ صاحب (علیہ الرحمۃ) کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ قبلہ اُستاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب (علیہ الرحمۃ) ایک کمرے میں تشریف فرما تھے۔ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کمرے میں داخل ہوئے تو پورا کمرہ آپ کے جلال اور دبدبہ سے بھرپور تھا اور خواجہ صاحب (علیہ الرحمۃ) کے حسن کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص آپ کو نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ لاسکتا تھا۔

قبلہ استاذی المکرّم فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھے خواجہ صاحب (علیہ الرحمۃ) کے حضور پیش کیا اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو علم دین کی سمجھ عطا فرمائے تو قبلہ خواجہ صاحب (علیہ الرحمۃ) نے میرے سر پر دستِ شفقت رکھا اور دعا فرمائی۔ یقیناً یہ انہیں دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

یہ تینوں واقعات راقم الحروف کو قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) نے خود سنائے۔

باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز:

پہلی درسگاہ:

آپ (علیہ الرحمۃ) نے موضع وسنال (نزد مُنارہ) ضلع چکوال میں حافظ الٰہی بخش سے تین سال میں قرآن مجید حفظ کیا۔ وسنال میں وہ قدیم درسگاہ ہے جس کی بنیاد قاضی عبدالرحیم وسنالوی (علیہ الرحمۃ) نے رکھی۔ وسنالوی صاحب (علیہ الرحمۃ) اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (علیہ الرحمۃ) کے ساتھ علم دین پڑھتے رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت گولڑوی (علیہ الرحمۃ) کے مرید اور بہت بڑے خلفاء میں سے تھے۔

اور قبلہ اُستاذی المکرم فرماتے ہیں کہ بندہ کا خیال ہے کہ قاضی وسنالوی صاحب (مرحوم) اعلیٰ حضرت گولڑوی (قدس سرہ) کے سب سے پہلے خلیفۂ مجاز تھے۔ میں نے خود اپنے حضرت سلطان العارفین محبوبِ الٰہی سیّد غلام محی الدین (قدس سرہ) سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قاضی وسنالوی صاحب (مرحوم) میرے بھی اُستاد تھے۔ میں نے حضرت استاذ الاساتذہ مولانا غلام محمد گھوٹوی (رحمۃ اللہ) سے قاضی وسنالوی صاحب کے علم کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ قاضی وسنالوی صاحب اتنے ماہر عالم تھے کہ کتاب حمد اللہ اور امورِ عامہ اور قاضی مبارک وخیالی اس طرح پڑھاتے جیسے کریما پڑھایا جاتا ہے اور قاضی وسنالوی صاحب (مرحوم) کا ایک بڑا لڑکا تھا جس کا نام عبدالکریم تھا۔ یہ بھی بہت بڑے عالم تھے۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی (علیہ الرحمۃ) نے ان کا امتحان لے کر ان کو سندِ فراغت لکھ کر دی جس کے الفاظ یہ تھے۔

"میرے دوست کا لڑکا اور دوست بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ کا دوست ہے۔ میں نے درسِ نظامی کی کتابوں سے چند سوال کئے

اور انہوں نے بڑے اچھے جواب دیئے لہٰذا میں ان کو سند دیتا ہوں۔"

نوٹ: قاضی محمد عبد الرحیم وسنالوی صاحب (مرحوم و مغفور) قاضی محمد سراج الدین صاحب جو کہ راولپنڈی میں مقیم تھے اور دربار عالیہ گولڑہ شریف کی جامع مسجد کے خطیب بھی رہے۔ قاضی وسنالوی صاحب (مرحوم) ان کے سگے نانا تھے اور قاضی سراج الدین صاحب کے والدِ ماجد حافظ الٰہی بخش مرحوم و مغفور جو کہ اس فقیر کے حفظ قرآن کے استاد تھے۔ قاضی عبدالرحیم وسنالوی صاحب ان کے سگے ماموں تھے۔

(انتہائے کلام استاذ العلماء)

قاضی وسنالوی (مرحوم) کا مزارِ پرانوار وسنال میں مسجد قاضی عبدالرحیم کے ساتھ ایک حجرہ میں مرجع خلائق ہے۔ راقم الحروف کو بارہا حاضری کا شرف نصیب ہوا ہے۔ اور جس حجرہ میں قاضی وسنالوی صاحب کا مزار پرانوار ہے۔ اس میں بڑی تعداد میں طلباء قرآن پاک حفظ کرتے تھے۔ اور راقم الحروف نے وسنال کے عمر رسیدہ لوگوں سے سنا ہے کہ وسنالوی صاحب کی مسجد کی پہلی صف میں صرف حافظ قرآن ہی کھڑے ہوتے تھے۔ اور اسی درسگاہ میں قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) نے کریما اور نامِ حق فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا قاضی محمد بشیر وسنالوی صاحب (مرحوم) سے پڑھیں۔

بعد ازاں 1933ء میں قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) پیر ولایت شاہ صاحب ہاشمی پدراھڑوی (علیہ الرحمۃ) جو کہ پیر محمد شاہ صاحب کروڑوی (علیہ الرحمۃ) کے پوتے تھے، ان کی وساطت سے فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی (متوفی 1336ھ (1947ء) کی خدمت میں بندیال شریف ضلع خوشاب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت فقیہ العصر مولانا یار محمد صاحب بندیالوی (علیہ الرحمۃ) منتہی کتابیں پڑھاتے تھے۔ جبکہ ابتدائی کتابیں طلباء بھی پڑھا دیا کرتے تھے اور پیر ولایت شاہ صاحب (مرحوم) کی فقیہ

العصر کے ساتھ دوستی تھی تو شاہ صاحب نے فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی سے عرض کی کہ اگر آپ خود اس طالبعلم کو پڑھائیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس کو (وہابیوں) کے مدرسہ میں چھوڑ آؤں گا۔ اس کے جواب میں مولانا یار محمد بندیالوی صاحب نے فرمایا کہ شاہ صاحب میں خود اس طالبعلم کو پڑھاؤں گا۔ قبلہ استاذی المکرّم فرماتے تھے کہ فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی منتہی کتب پڑھانے کے باوجود خود مجھے چھوٹی کتابیں پڑھاتے۔

فقیہ العصر (رحمہ اللہ) نے مجھے پند نامہ شیخ عطار شروع کرائی تو ایک ایک شعر کی مکمل تفصیل بیان کرتے مثلاً

آں خداوندے کہ ہنگامِ سحر
کرد قومِ لوط را زیر و زبر

تو مکمل لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کرتے۔ حتیٰ کہ ہر ایک شعر کی مکمل تفصیل بیان کرتے۔ جب فقیہ العصر مجھے پڑھاتے اور تقریر کرتے تو بڑے طلباء ہنستے اور کہتے کہ دیکھو نیک بخت کے تماشے کہ ابتدائی طالبعلم کے سامنے اتنی لمبی چوڑی تقریر کرتے ہیں۔ فقیہ العصر کی انہیں مہربانیوں کی وجہ سے استاذی المکرّم فرماتے تھے کہ میں ہدایۃ النحو پڑھتا تھا اور شامی کی عبارتیں حل کر لیتا تھا۔ استاذی المکرّم فرماتے تھے کہ میں نے ایک دن فقیہ العصر کے سامنے شرح التہذیب کی عبارت پڑھی تو فقیہ العصر مسکراتے رہے حتیٰ کہ میں نے پورا ایک صفحہ پڑھ دیا اور کوئی غلطی نہ ہوئی تو فقیہ العصر خوش ہو کر فرمانے لگے کہ یہ ہم فقیروں کی دُعا اور برکت ہے۔ قبلہ استاذی المکرّم تقریباً چھ یا سات برس فقیہ العصر کی خدمت میں رہے اور فارسی میں گلستان، بوستان، یوسف، زلیخا، سکندر نامہ بری و بحری، تحفۃ الاحرار جامی، صرف میں صرف بہائی اور قانونچہ سے لے کر شافیہ تک، نحو میں نحو میر، کافیہ عبدالرسول، ہدایۃ النحو، الفیہ بن مالک

اور جامی تک۔ اصول فقہ میں اصول الشاشی ، نور الانوار و حسامی تک اور فقہ میں نورالایضاح ، قدوری، کنز الدقائق ، شرح وقایہ تک اور منطق میں مجموعہ منطق سے لے کر میر ایساغوجی ، ایساغوجی ، قال قول مرقاۃ ، شرح التہذیب ، قطبی تک ، دورانِ تعلیم استاذی المکرّم نے فقیہ العصر کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔حتیٰ کہ جب قبلہ فقیہ العصر علیل ہوئے تو چھ ماہ تک سلسلۂ اسباق منقطع رہا۔اس کے باوجود خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔آپ اپنے اساتذہ میں مولانا یار محمد بندیالوی (علیہ الرحمۃ) پر بہت فخر کیا کرتے تھے۔

یہاں تک کہ راقم الحروف نے ایک دفعہ استاذی المکرّم سے سوال کیا کہ آپ نے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کیا مثلاً فاضلِ اجل مولانا حافظ مہر محمد صاحب اچھروی (رحمہ اللہ) و مولانا غلام محمود پپلانوی و مولانا محبّ النبی صاحب و مولانا ولی اللہ صاحب ان میں سے کون زیادہ اعلم ہے تو آپ نے فرمایا۔بے وقوف میں اپنے اساتذہ کا علم نہیں تولتا پھر میں نے یہی سوال کیا تو پھر آپ نے یہی دہرایا۔پھر میں نے تیسری دفعہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ (اوزورِ وراء) یہ آپ کا تکیۂ کلام تھا۔مولانا یار محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ جیسا عالم پاک و ہند میں نہیں ہے۔

استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) کی فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی (علیہ الرحمۃ) پر فخر کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کا سلسلۂ تلمذ صرف دو واسطوں سے امام علم و حکمت مولانا فضل حق خیر آبادی (علیہ الرحمۃ) سے ملتا ہے۔یعنی فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی اور علامۃ العصر استاذ الکل مولانا ہدایت اللہ جونپوری (علیہما الرحمۃ) کے واسطہ سے۔اور حقیقت یہ ہے کہ فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی (علیہ الرحمۃ) آیۃ من آیت اللہ تھے۔ پس بندہ مزید لب کشائی کرنے سے عاجز ہے۔

قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) کا فقیہ العصر مولانا یار محمد علیہ الرحمۃ کے

حضور نذرانۂ عقیدت جو کہ قبلہ فقیہ العصر مولانا یار محمد (علیہ الرحمۃ) کے لوح مزار مبارک پر کندہ ہیں۔

شدہ او را یدِ طولیٰ بہ منقول
بدہ در مرتبہ اولیٰ بہ معقول
دلش روشن ز انوارِ الٰہی
بیانش گنج اسرارِ الٰہی
و ان غاب و لٰکن ضُوفشاں ماند
سراجِ صد ہزاراں زُو نشاں ماند
ہمہ عمرش بزھد و اتقا رفت
عطاؔ گوید بہ عشقِ مصطفٰے رفت
آباد خدا رکھے میخانہ فقیہ العصرؒ کا

بعدازاں قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی (علیہ الرحمۃ) کے حکم کے مطابق 40-1939ء میں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں فاضل اجل مولانا مہر محمد صاحب چشتی گولڑوی (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں آپؒ نے مختصر المعانی، مطول، ملاحسن، حمد اللہ، قاضی مبارک، شرح عقائد خیالی، امور عامّہ وغیرہ کتابیں پڑھیں اور مولانا مہر محمد صاحب (علیہ الرحمۃ) ہی سے مشکوٰۃ شریف، بخاری شریف، مسلم شریف کا درس لیا اور اسی دوران چھ ماہ موضع (اَنّھی ضلع گجرات میں مولانا ولی اللہ صاحب سے منطق اور فلسفہ کی بعض کتب پڑھیں۔قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے پڑھانے کا عجب انداز تھا۔ وہ یہ کہ خود ہی طالبعلم عبارت پڑھتا اور خود ہی تقریر کرتا جہاں کوئی مشکل مقام ہوتا تو مولانا بیان فرما دیتے۔

استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فرماتے تھے کہ (اَنّھی) میں طلباء کو اور کوئی فائدہ حاصل ہوتا یا نہ ہوتا یہ فائدہ ضرور حاصل ہوتا کہ ان کا مطالعہ چل جاتا تھا۔ قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) فرماتے تھے کہ (اَنّھی) میں ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں، جن کا اسمِ گرامی مولانا غلام رسول صاحب (علیہ الرحمۃ) ہے۔ ان کی بیعت حضرت خواجہ محمد دین صاحب ثانی لاثانی سیالوی سے تھی۔ مولانا غلام رسول صاحب (علیہ الرحمۃ) کا وصال (1933ء) میں ہوا۔ مولانا ولی اللہ صاحب، مولانا غلام رسول صاحب (علیہ الرحمۃ) کے داماد تھے۔

راقم الحروف نے غلام رسول صاحب (علیہ الرحمۃ) کے مزار پر حاضری دی ہے۔ مولانا غلام رسول صاحب (علیہ الرحمۃ) اور ان کی اہلیہ محترمہ کا مزار (اَنّھی) میں بہت بڑے بوہڑ کے درخت کے نیچے ایک چاردیواری میں واقع ہے اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ لیکن افسوس کہ اب مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد مسلک حقہ اہلسنّت و جماعت کو چھوڑ کر دیوبند کی طرف مائل ہو چکی ہے۔ راقم الحروف کو جب 1997ء میں مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا تو آپ کے مزار مبارک کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا تو بندہ کی ملاقات (مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے) ایک شخص سے ہوئی تو میں نے اس سے مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق پوچھا کہ ان کی بیعت کہاں تھی تو اس نے (افتراء) کہا کہ ان کی بیعت مولوی حسین علی واں بچھروی سے تھی۔ پھر میں نے مدرسہ کا پوچھا تو اس نے کہا کہ یہی جو مزار کے ساتھ مسجد ہے اسی میں طلباء پڑھتے تھے۔ مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ کے بعد مولانا ولی اللہ صاحب اسی مسجد میں طلباء کو پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد مولوی ولی اللہ صاحب نے موضع میانوال رانجھا میں اپنا مدرسہ قائم کیا۔

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ لاہور دوبارہ تشریف لائے اور مولانا محبّ النبی صاحب علیہ الرحمۃ سے شمس بازغہ اور شرح عقائد خیالی پڑھی۔ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے مولانا محبّ النبی صاحب علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ میں شمسِ بازغہ اور شرح عقائد خیالی پڑھنا چاہتا ہوں تو مولانا محبّ النبی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے مولانا جب بھی آپ تشریف لائیں، میرے ساتھ تکرار کرلیا کریں۔ اس بات سے مولانا محبّ النبی صاحب علیہ الرحمۃ کی کسر نفسی اور سادگی کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کتنے منکسر المزاج تھے۔

بعد ازاں بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں فاضل اجل مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی علیہ الرحمۃ سے تصریح شرح چغمینی اور علم ریاضی کی کتب پڑھیں۔ یوں آپ علیہ الرحمۃ نے صرف دس سال کے مختصر عرصہ میں علوم وفنون کی تمام کتب سے فراغت حاصل کی۔

نوٹ:

جامی اور قطبی اور شرح وقایہ سے اوپر کی تمام کتابیں بشمول دورۂ حدیث صرف دوسال کے عرصہ میں مولانا مہر محمد صاحب (علیہ الرحمۃ) سے جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں پڑھیں۔ راقم الحروف کو جامعہ فتحیہ جانے کا کئی بار اتفاق ہوا ہے لیکن افسوس کہ اب یہ اہلسنّت کی عظیم درسگاہ (دیوبندیوں) کے قبضہ میں ہے۔

قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کی

مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے عقیدت

تقریباً 1996ء کی بات ہے کہ جب قبلہ استاذی المکرّم علیل تھے تو راقم الحروف اور صاحبزادہ فداء الحسن صاحب (دامت فیوضہم) قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ

کے ہمراہ علاج کے لئے لاہور روانہ ہوئے ۔ لاہور پہنچ کر ایک دن صبح کے وقت قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ آج ہم مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر حاضری دیں گے۔ چونکہ مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار اچھرہ میں فیروز پور روڈ کے قریب بڑے قبرستان میں ایک مسجد کے عقب میں ذیلداروں کے احاطہ میں واقع ہے۔ القصہ راقم الحروف اور قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ گاڑی پر سوار ہو کر فیروز پور روڈ کے قریب واقع قبرستان میں پہنچے۔ چونکہ راقم الحروف کو اس سے پہلے اس مزار پر حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔

اور قبلہ استاذی المکرّم (علیہ الرحمۃ) علیل تھے تو بسیار کوشش کے باوجود مزار شریف نہ ملا تو قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ آؤ واپس چلیں ۔ راقم الحروف نے عرض کی کہ حضور تھوڑا صبر کیجئے ۔ میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں ۔ راقم الحروف دوبارہ قبرستان میں داخل ہوا۔ اب ایسا معلوم ہوا کہ کسی چیز نے بندہ کو اٹھا کر قبر کے سامنے کھڑا کر دیا۔ جونہی قبر پر نظر پڑی تو قبر کی تختی پر لکھا ہوا تھا:

"فاضل اجل حافظ مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ"

میں نے استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کو بتایا کہ یہ آپ کے استاذ صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار ہے۔ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور راقم الحروف کا ہاتھ پکڑ کر فاتحہ پڑھنے کے لئے قبر پر تشریف لائے ۔ فاتحہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارے استاذ صاحب علیہ الرحمۃ کی کرامت ہے کہ ہمیں جاتے ہوئے بلا لیا۔ بعد ازاں راقم الحروف کو جب بھی لاہور جانے کا اتفاق ہو تو لازماً مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری نصیب ہوتی ہے۔

آغازِ تدریس:

تحصیل علومِ سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ نے مدرسہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں اپنی بے مثل تدریس کا آغاز فرمایا۔ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مہتمم مدرسہ فتحیہ محمد قمر دین کے کہنے پر مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ نے دورۂ حدیث شریف شروع کرایا چونکہ مدرسہ فتحیہ میں صرف مولانا مہر محمد صاحب ہی مدرس تھے تو مولانا مہر محمد صاحب نے دورۂ حدیث شریف کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے تو پہلے جو آپ کے پاس بڑی کتابیں پڑھنے والے طلباء تھے ان کو اسباق پڑھانے کے لئے کوئی دوسرا مدرّس نہ تھا جو ان کو پڑھاتا تو مولانا مہر محمد صاحب علیہ الرحمۃ نے مہتمم قمر دین مرحوم کو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ کام چلا لے گا تو مہتمم قمر دین مرحوم نے مجھے فرائضِ تدریس سرانجام دینے کے لئے کہا کہ آپ ان طلباء کو اسباق پڑھائیں۔ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ مدرسہ فتحیہ میں میری ماہانہ تنخواہ بیس روپے مقرر ہوئی اور میں بیس اسباق پڑھاتا تھا اور تمام اسباق جامی اور قطبی سے اوپر والے تھے۔ (انتہاء)

اسی زمانے میں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ سے شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی صاحب شارح بخاری (قدس سرہ) نے تفسیر بیضاوی، مسلم الثبوت اور قلیدس وغیرہ کتابیں پڑھیں اور جب قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ علیل ہوئے تو راقم الحروف ہی کو آپ کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا تو بڑے بڑے علماء قبلہ استاذی المکرّم کی عیادت کے لئے تشریف لاتے تھے تو ایک مرتبہ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب رضوی شارح بخاری علیہ الرحمۃ آپ کی عیادت کے لئے (ڈھوک دھمن) تشریف لائے تو راقم الحروف سے ملاقات ہوئی اور فرمانے لگے کہ میں مدرسہ

فتحیہ میں داخل ہونے سے قبل امرتسر میں دیوبندیوں کے مدرسہ میں پڑھتا رہا اور ان کی
نحوست کی وجہ سے میں امکانِ کذب کا قائل تھا۔ (نعوذ باللہ) لیکن جب میں نے قبلہ
استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ سے مسلم الثبوت پڑھی اور استاذ صاحب کے دلائل سنے تو میں
عقیدہ (امکانِ کذب) سے تائب ہو گیا بلکہ راقم الحروف کو فرمایا:

''مجھے تو صحیح العقیدہ سنّی مسلمان ہونے کا شرف بھی استاذ صاحب
کی وجہ سے نصیب ہوا۔''

اور اسی زمانے میں یعنی مدرسہ فتحیہ میں پڑھانے کے دوران لالہ پاک سائیں
حضرت محمد اشرف صاحب نور اللہ مرقدہ آستانہ عالیہ کھرپڑ شریف ضلع قصور نے آپ
علیہ الرحمۃ سے اکتسابِ فیض کیا۔

دوسرا مقامِ تدریس:

1943ء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری
رضوی نور اللہ مرقدہ کی دعوت پر جامعہ حزب الاحناف لاہور میں تدریس کے لئے
تشریف لائے اور ایک سال تک تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے رہے۔

اسی دوران شارح بخاری حضرت مولانا سیّد محمود احمد صاحب رضوی علیہ الرحمۃ
نے آپ سے بیضاوی شریف، ہدیہ سعیدیہ، مختصر المعانی وغیرہ کتب پڑھیں۔

تیسرا مقامِ تدریس:

1944ء میں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ ایک سال کے لئے مدرسہ
اسلامیہ رانیاں ضلع حصار ہندوستان تشریف لے گئے اور وہاں علم کی خیرات تقسیم کی۔

چوتھا مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ غازیٔ اسلام پیر محمد شاہ صاحب علیہ

الرحمۃ سجادہ نشین آستانہ عالیہ امیر السالکین بھیرہ شریف کی دعوت پر بھیرہ شریف تشریف لے گئے۔اور تین سال تک طلباء کی پیاس کو بجھاتے رہے اور اسی دوران پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ فاضل عربی کی تیاری کر رہے تھے تو انہوں نے آپ سے اشارات ابن سینہ اور نور الانوار کے کچھ سبق پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور جب قبلہ استاذی المکرّم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکی شریف پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو راقم الحروف بھی آپ کے ساتھ تھا تو ایک دن استاذ العلماء مولانا محمد نواز صاحب کیلانوی قدس سرہ (گوجرانوالہ) بھکھی شریف استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور قبلہ پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب آپ کو ملنے کے لئے بھیرہ شریف حاضر ہوئے تو اس وقت پیر محمد کرم شاہ صاحب آپ سے تفسیر بیضاوی شریف پڑھ رہے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

پانچواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ حضور شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ پیر خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی دعوت پر دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام (سیال شریف) تشریف لے گئے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ سال تک علم کے موتی لٹائے ۔انہی دنوں میں آپ علیہ الرحمۃ سے امیر شریعت پیر طریقت خواجہ محمد حمید الدین صاحب سیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف نے اکتسابِ فیض کیا۔

چھٹا مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ نے آستانہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف میں ایک سال تک مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔

ساتواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ نے اپنے استاذِ گرامی فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف میں تقریباً 25 سال تک فقیہ العصر علیہ الرحمۃ کے فیض کو عام فرمایا۔

بندیال شریف میں قیام فرما کر قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ نے کثیر تعداد میں بلند پایہ مدرّسین تیار فرمائے۔ مثلاً ابن فقیہ العصر تاج الفقہاء صاحبزادہ علامہ محمد عبدالحق بندیالوی صاحب علیہ الرحمۃ، ابو الفتح مولانا محمد اللہ بخش صاحب (واں بچھراں)، شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب علیہ الرحمۃ، مولانا مفتی پیر محمد چشتی صاحب چترالوی ثم پشاوری، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب شارح بخاری، فخر المدرّسین مولانا غلام محمد تونسوی صاحب، شیخ الحدیث علامہ مفتی علی احمد سندھیلوی صاحب، علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب، علامہ شاہ حسین گردیزی صاحب، علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی صاحب، علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی صاحب، مولانا محمد کمال الدین صاحب، مفتی محمد فضل الرحمٰن صاحب ان کے علاوہ کثیر تعداد مدرّسین کی ہے جنہوں نے قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ سے بندیال شریف میں اکتسابِ فیض کیا۔ جن کے اسماءِ گرامی کو قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کے شاگردوں کی فہرست میں ذکر کیا جائے گا۔ بندیال شریف میں زیادہ عرصہ قیام فرمانے کی وجہ سے قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ بندیالوی مشہور ہو گئے۔

آٹھواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ دو سال کے لئے وڑچھہ شریف ضلع

خوشاب میں فرائض تدریس سرانجام دینے کے لئے تشریف لے گئے۔اس دوران آپ علیہ الرحمۃ سے قبلہ سید غلام حبیب شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ وڑچھ شریف نے اکتسابِ فیض کیا۔ ان کے علاوہ علامہ مقصود احمد قادری سابق خطیب دربار عالیہ داتا صاحب لاہور، مولانا امام دین وٹو صاحب خطیب اعظم فاروق آباد ضلع شیخوپورہ نے فیض حاصل کیا۔

نواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ بندیال شریف دوبارہ تشریف لائے اور کچھ عرصہ تک تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اسی دوران مولانا غلام نبی فخری صاحب مہتمم جامعہ حامدیہ رضویہ کراچی کی دعوت پر کراچی تشریف لے گئے اور تین سال تک کراچی میں تشنگانِ علم کو سیراب فرمایا۔ اسی دوران دیگر علماءِ کرام کے علاوہ صاحبزادہ علامہ محمد مظہر الحق بندیالوی صاحب ابن مولانا عبدالحق بندیالوی، و پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی صاحب ابن مولانا عبدالحق بندیالوی صاحب نے قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کے فیض سے فیض یاب ہوئے۔

دسواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ درگاہ مولانا محمد علی صاحب مکھڈوی علیہ الرحمۃ پر فرائضِ تدریس سرانجام دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ علیہ الرحمۃ نے تین سال تک قیام فرما کر علم کی خیرات تقسیم فرمائی۔ اسی دوران آپ سے علامہ صاحبزادہ محمد ناصر گل ابن صاحبزادہ صالح گل صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ مولانا صاحب و مولانا مفتی فضل الرحمٰن صاحب (پرووا)، مولانا غلام مرتضٰی عطائی صاحب، مولانا مقبول احمد صاحب موسی والی، علامہ مفتی محمد عارف الحسن الحسنی کمبوہ شریف،

مولانا محمد قاسم صاحب منگوال شریف ضلع خوشاب جیسے علماءِ کرام نے اپنی پیاس بجھائی اور صاحبزادہ علامہ معظم سلطان صاحب دربار سلطان باہو نے بھی اسی دوران اکتسابِ فیض کیا۔

گیارہواں مقامِ تدریس:

بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف تشریف لے گئے اور اسی دوران آپ سے دوسرے علماء کرام کے علاوہ علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، مولانا نور محمد، مولانا حق نواز صاحب اور جگر گوشہ ملک المدرّسین صاحبزادہ فداء الحسن صاحب و راقم الحروف نے سلسلۂ اکتسابِ فیض اسی مدرسہ سے شروع کیا۔ بعد ازاں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی صاحب کی دعوت پر پھر بندیال شریف تشریف لے گئے اور ایک سال تک قیام فرمانے کے بعد اپنے آبائی گاؤں ڈھوک دھمن داخلی پدھراڑ ضلع خوشاب میں تشریف لائے اور آخر دم تک راقم الحروف کو یہیں فیض یاب فرماتے رہے اور اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتے رہے۔

شانِ تدریس:

بلاشبہ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ اس صدی کے بہترین ماہر، مدرّس تھے۔ آپ ہر فن پڑھانے میں یکتائے زمانہ تھے جو طالبعلم آپ علیہ الرحمۃ سے ایک سبق پڑھتا پھر وہ آپ علیہ الرحمۃ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ راقم الحروف نے جب صاحبزادہ فداء الحسن صاحب کے ساتھ آپ علیہ الرحمۃ سے فارسی کی کتاب بوستان شروع کی تو میں سمجھا کہ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کو تمام علوم سے زیادہ فارسی میں مہارت حاصل ہے پھر

جب صرف شروع کی تو میں نے کہا کہ آپ فارسی سے زیادہ علم صرف میں ماہر ہیں اور جب نحو شروع کی تو سمجھا کہ آپ صرف سے بڑھ کر نحو میں ماہر ہیں لیکن جب فقہ شروع کی تو سمجھا کہ آپ فقہ میں سب سے زیادہ قابل ہیں حتیٰ کہ جو بھی فن شروع کیا، یہی سمجھا کہ آپ سب سے زیادہ اس فن میں ماہر ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ جو بھی اسباق پڑھاتے باقاعدہ طور پر مطالعہ کر کے پڑھاتے۔ یہاں تک کہ راقم الحروف نے آپ کو کریما سعدی اور اس کی شرح محمد گلھوی و دریکتا کا مطالعہ فرماتے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کی کہ آپ اب بھی کریما کا مطالعہ فرماتے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ ہر دفعہ مطالعہ کرنے سے نئے نقاط حاصل ہوتے ہیں۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

اور یہ حق ہے کہ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ اس صدی میں منطق و فلسفہ کے امام تسلیم کئے گئے ہیں۔ اس وجہ سے لوگ آپ کو منطقی کے نام سے یاد کرتے ہیں تو آپ بطور خوش طبعی فرماتے تھے کہ میرے نزدیک منطقی کا معنی ہے (وہمی)۔ وہمی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خیر آبادی سلسلہ کی تدریس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے طالبعلم عبارت پڑھتا ہے استاذ اس عبارت کو غور سے سنتا ہے پھر استاذ تقریر کرتا ہے۔ پھر طالبعلم اسی تقریر کا اعادہ کرتا ہے پھر استاذ ترجمہ کرتا ہے اور پھر طالبعلم ترجمہ کرتا ہے تو قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کا طریقۂ تدریس یہی تھا یعنی آپ علیہ الرحمۃ جب تقریر فرماتے اور پھر طالبعلم اسی تقریر کو دہراتا تو اگر آپ اس کی تقریر سے مطمئن نہ ہوتے تو آپ دوبارہ تقریر فرماتے اور پھر طالبعلم اسی تقریر کو دہراتا یعنی آپ اس وقت تک سبق آگے نہ پڑھاتے جب تک آپ کو یقین کامل نہ ہو جاتا کہ طالبعلم بعینہٖ وہی تقریر کر رہا ہے جو ہم نے کی ہے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ لوگ ہمیں منطقی کہتے ہیں اور

میں نے منطق کا معنی کیا ہے وہمی۔

اقــولُ: قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کے وہم کا اور کسی کو فائدہ ہوا ہے یا نہیں۔ طلباء کو یقیناً فائدہ ہوا ہے کہ جو بھی طالبعلم آپ علیہ الرحمۃ کے حلقۂ تلمیذ میں داخل ہوا وہ چوٹی کا مدرّس بن کے نکلا۔

آپ علیہ الرحمۃ کے وہم کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی چھت والے پنکھے کے نیچے آرام نہیں فرمایا کہ کہیں پنکھا اوپر نہ گر جائے۔ قبلہ استاذی المکرّم مردِ کوہستانی ہونے کی وجہ سے مضبوط جسم کے مالک تھے۔ سارا دن پڑھانے کے باوجود طبیعت مبارک پر کبھی تھکاوٹ کے آثار نمودار نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اختتامِ سال پر اگر طلباء کے اسباق زیادہ رہ جاتے تو طلباء کو حکم ہوتا کہ مجھے فجر کی اذان سے پہلے جگا دینا۔ آپ علیہ الرحمۃ وضو فرما کر انہیں نمازِ فجر سے پہلے سبق پڑھاتے اور فرماتے کہ نماز کے بعد دوبارہ کتابیں لے کر آ جانا۔ بعد ازاں حسب معمول اسباق پڑھاتے اور ظہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا اور پھر ان کو حکم ہوتا کہ عصر کے بعد پھر کتابیں لے کر آ جانا اور یہ صرف مردِ کوہستانی ہی کا کام ہے۔

اور آپ علیہ الرحمۃ نے تقریباً نصف صدی تک مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ اسی لئے آپ فرماتے تھے کہ کوئی سرکاری ملازم ہو یا پرائیویٹ وہ پچاس سال سروس کر کے دکھائے۔ جبکہ اس فقیر نے پچاس سال بفضلہٖ تعالیٰ دینِ مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کی ہے۔

قبلہ استاذی المکرّم کی تمکین تدریس:

آپ علیہ الرحمۃ کی تدریس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ علیہ الرحمۃ اگر کسی ایک سبق پر دو دو یا تین تین گھنٹے بھی تقریر فرماتے تو یہ چیز طالب علم پر گراں نہ گزرتی بلکہ طبیعت یہ چاہتی کہ استاذ صاحب اور زیادہ تقریر فرمائیں۔ قبلہ استاذی

المکرّم علیہ الرحمۃ اسباق کے دوران صاجزادہ میاں محمد سعد اللہ صاحب سیالوی کے قلندار نے سناتے، جو اسباق کو چار چاند لگا دیتے تھے۔ (صاجزادہ میاں محمد سعد اللہ سیالوی صاحب یہ خواجہ محمد دین ثانی لاثانی کے لختِ جگر اور خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے اور قبلہ استاذی المکرّم فرماتے تھے کہ صاجزادہ میاں محمد سعد اللہ صاحب سیالوی فقیر کے دنیاداری کے اُستاذ ہیں اور قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ ان کی ذہانت کی تعریف فرماتے تھے۔راقم الحروف نے اس لئے قبلہ استاذی المکرّم کی تدریس کو نمکین کہا کہ اکثر مدرّسین کی تدریس میٹھی ہوتی ہے اور بندہ میٹھی چیز کھا کھا کر اُکتا جاتا ہے کیونکہ بعض مدرّسین کی تدریس میں ایک آدھ گھنٹہ ایک سبق پر لگے تو پڑھنے والے کی طبیعت اُکتا جاتی ہے جبکہ نمکین چیز کے کھانے سے انسان کبھی سیر نہیں ہوتا اور قبلہ استاذی المکرّم کی تدریس تو اتنی نمکین تھی کہ اگر ایک سبق پر دو دو تین تین گھنٹے بھی گزر جاتے تو پھر بھی طبیعت طوالت کا تقاضا کرتی اسی لئے بندہ نے آپ علیہ الرحمۃ کی تدریس کو نمکین کہا ہے۔

اوصافِ مبارکہ:

قبلہ استاذی المکرّم نہایت ہی سادہ مزاج تھے اور آپ علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر کی اور آپ علیہ الرحمۃ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ طلباء اور عوام سے نہایت سادگی اور بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے اور اگر آپ علیہ الرحمۃ کی آمد پر کوئی طالبعلم کھڑا ہوتا تو اسے سختی سے منع فرماتے تھے کہ کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ کی طبیعت میں اس قدر سادگی تھی کہ دیکھنے والے کو یہ محسوس تک نہ ہوتا تھا کہ یہ علم کا کوہِ ہمالیہ ہے یا کوئی عام انسان۔ حتیٰ کہ آپ اپنا اسم گرامی بھی سادگی سے تحریر فرماتے۔ آپ امام العلماء والفضلاء، بحر العلوم، مجددِ مسلکِ اہلسنّت ہونے کے

باوجود کبھی اپنے نام کے ساتھ کوئی لقب تحریر نہ فرماتے بلکہ سادہ سا اپنا نام تحریر فرماتے وہ یہ کہ مولوی عطامحمد چشتی گولڑوی بندیالوی۔ اس کے علاوہ کبھی اپنے نام کے ساتھ کسی لقب کی زیادتی نہ فرماتے۔ اور خود بینی اور ریاکاری کا آپ میں نام ونشان تک نہ تھا۔ مزاج میں حیرت انگیز تحمل ہے۔ بعض طلباء نہایت بے تکلفی سے گفتگو کرتے۔ اس کے باوجود کبھی پیشانی پر بل نہ پڑتے۔

دورانِ تدریس رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ ذہین وفطین طلباء آپ علیہ الرحمۃ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ کرتے اور دورانِ تدریس بے نیازی کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی دورانِ اسباق حاضر ہوتا تو آپ اس کو خاطر میں نہ لاتے اور جب آپ سبق ختم کرتے تو پھر اس کی طرف متوجہ ہوتے اور راقم الحروف کے نزدیک اس صدی میں جس شخصیت پر لفظ استاذ کا اطلاق ہوتا ہے وہ آپ ہی کی ذاتِ گرامی تھی۔

حق گوئی اور بے باکی آپ علیہ الرحمۃ کا طرۂ امتیاز تھی۔ تقویٰ اور پرہیز گاری میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ نماز اس قدر خشوع وخضوع سے ادا فرماتے کہ اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی اور آپ صوم وصلوٰۃ کے بہت ہی پابند تھے۔

راقم الحروف کو یاد ہے کہ جب آپ بھکی شریف میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے تھے انہی دنوں گجرات میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مفتی مختار احمد نعیمی صاحب علیہ الرحمۃ کا وصال پر ملال ہوا تو قبلہ استاذی المکرّم کے ساتھ راقم الحروف کو مفتی صاحب رحمہ اللہ کی فاتحہ خوانی کے لئے گجرات جانے کا اتفاق ہوا تو فاتحہ خوانی کے بعد جب بھکھی شریف پہنچے تو رات کا ایک بج چکا تھا تو آپ رحمہ اللہ نے راقم الحروف کو پاؤں دبانے کا حکم فرمایا اور آپ علیہ الرحمۃ نے تقریباً تین چار اسباق کا مطالعہ فرمایا اس کے بعد آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور

شدید تھکاوٹ کی وجہ سے نمازِ فجر قضاء ہو گئی۔

اور جب آپ بیدار ہوئے تو راقم الحروف کو جگایا اور فرمایا کہ تم نے مجھے جگایا نہیں میری نماز قضا ہو گئی۔ اس وقت آپ علیہ الرحمۃ کے چہرے کا رنگ نماز قضا ہو جانے کی وجہ سے بہت زیادہ سرخ تھا اور پھر لوٹے میں پانی لانے کا حکم فرمایا اور وضو فرما کر نماز پڑھی اور بندہ نے ایک طویل عرصہ آپ علیہ الرحمۃ کی صحبت میں بسر کیا ہے، اس کے علاوہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کی کوئی نماز قضاء ہوئی ہو۔ چونکہ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کو بواسیر اور تبخیر کی شکایت تھی اور ایک دفعہ آپ علیہ الرحمۃ اپنے کتب خانہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ پر تبخیر معدہ کا حملہ ہوا تو مجھ سے یعنی راقم الحروف سے پوچھا کہ عصر کی اذان ہو گئی ہے تو بندہ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے نمازِ عصر ادا فرمائی اور تھوڑی دیر کے بعد پھر مجھ سے پوچھنے لگے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے تو میں نے ہاں میں جواب دیا۔ لیکن آپ علیہ الرحمۃ نے دوبارہ نمازِ عصر دہرائی یعنی آپ اس قدر نماز کے پابند تھے کہ تبخیر معدہ کی وجہ سے آپ علیہ الرحمۃ نے اس دن چار مرتبہ عصر کی نماز پڑھی۔ اللہ اللہ!! یہ تھی آپ علیہ الرحمۃ کی عباداتِ الٰہیہ سے لگن

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں او کدی نیں مَردے

کامل مرداں دے در تک لے اجے وی دیوے بلدے

حتیٰ کہ تقریباً آپ چھ سال تک شدید علیل رہے۔ اس کے باوجود آپ تیمّم فرما کر باقاعدہ نماز بھی ادا فرماتے رہے اور راقم الحروف کو بحسب طاقت مطالعہ فرما کر اسباق بھی پڑھاتے رہے۔

اللہ اکبر! یہ تھی آپ کی دین سے لگن اور محبت کہ آپ کے سامنے طلباء کی ایک جماعت ہو یا ایک مجھ جیسا ایک فقیر طالب علم۔ آپ علیہ الرحمۃ دیانتداری سے مطالعہ فرما کر اپنا مافی الضمیر طلباء کے اذھان میں منتقل فرمانے کی سعی جملہ فرماتے رہے اور

علالت کے دنوں میں آپ علیہ الرحمۃ جس کمرے میں مقیم رہے تو راقم الحروف دن میں اسی کمرے میں اکتسابِ فیض کرتا اور رات بھی اسی کمرے میں قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کے ساتھ بسر کرنے کی سعادت نصیب ہوتی۔ ایک وقت تھا کہ اس کمرے پر بہار تھی کہ اس کمرے میں اس زمانے کا علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ موجود تھا اور کتب کے انبار لگے ہوئے ہوتے تھے لیکن اب

ویران ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

قبلہ استاذی المکرّم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا سُنہری واقعہ

آپکی زندگی کا سُنہری واقع یہ ہے کہ 23 مارچ 1984ء میں بادشاہی مسجد لاہور میں ایک بد بخت نے نعرۂ رسالت کے جواب میں ایمان سوز نعرہ لگایا، جس سے پورا عالم اسلام آتش زیر پا ہو گیا۔ اس سلسلہ میں متعدد اجلاس ہوئے، 21 مئی کو ملک بھر کے علماء و مشائخ کا جو اجلاس (حزب الاحناف) لاہور میں منعقد ہوا۔ اس کی صدارت قبلہ استاذی المکرّم نے فرمائی۔ اہلسنّت کا مطالبہ حکومت سے یہ تھا کہ گستاخ کو گرفتار کر کے سزا دی جائے اور شاہی مسجد کے خطیب کو برطرف کیا جائے ورنہ ہم 21 مئی کو شاہی مسجد میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد کریں گے گورنر پنجاب نے مطالبات سن کر ان پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ خصوصی اجلاس کے بعد حزب الاحناف لاہور ہی کے پنڈال میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ عوام سے جب دریافت کیا گیا کہ گورنر کی یقین دہانی کے باوجود شاہی مسجد چلنا ہے؟ تو سب نے کہا کہ ضرور جانا ہے۔

سوا پانچ بجے بعد دوپہر جلوس وہاں سے روانہ ہوا علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ علالت کے باوجود جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ عوامی جوش و خروش کو دیکھ کر پولیس نے راستے سے رکاوٹیں ہٹا دیں۔ اس طرح جلوس بخیریت شاہی مسجد پہنچ گیا۔ علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ سخت علیل تھے اس لیے وہ شاہی مسجد سے دعا کر کے واپس آ گئے، ان کے علاوہ دیگر علماء بھی چلے آئے لیکن خیرآبادی کچھار کے شیر علامہ عطاء محمد بندیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہیں تشریف فرما رہے یہاں تک کہ بعد میں کچھ علماء اور کثیر عوام بھی آ گئے اور اس طرح یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس شروع ہو گئی جو رات ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہی۔ قبلہ استاذی المکرّم نے صدارتی تقریر کرتے

ہوئے فرمایا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کو فرقہ واریت قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ ملک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اگر اس میں ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ نہیں ہو سکتا تو (واہگہ) بارڈر ختم کر دو۔ میں خیر آبادی ہوں چاپلوسی سے کام نہیں لوں گا قاتل نامعلوم ہو تو پرچہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ شاہی مسجد کے معاملہ پر پرچہ کیوں نہیں کاٹا گیا؟ گورنر سے بات ہوئی ہے اس نے ہمیں ٹالنے کے لیے کہا ہے کہ یہ وفاقی مسئلہ ہے ہمارا مطالبہ ہے کہ اسے فوراً تبدیل کیا جائے میں نے مسجد شہید گنج کی تحریک دیکھی اور امیرِ ملت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہ کی زیارت بھی کی ہے۔ اس تحریک میں انگریز کی گولیاں کھا کر چھ چھ مسلمان گرتے رہے یہ تحریک اس سے بھی اہم ہے۔ ہم نے تحریکِ پاکستان بھی دیکھی یہ تحریک اس سے بھی اہم ہے، یہ تحریک پاکستان کے مقصد کی حفاظت کے لیے ہے۔۔۔ ہم نے تحریکِ ختم نبوت بھی دیکھی کسی قادیانی کی جرأت نہیں ہے کہ وہ مردہ آباد کا نعرہ لگائے ۔۔۔ کیا آپ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہیں؟

سب نے بیک زبان کہا ہم تیار ہیں۔

گویا کہ قبلہ استاذی المکرّم زبانِ حال سے فرما رہے تھے۔

بتلادو گستاخِ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے
دین پہ مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

رات کے ساڑھے بارہ بجے یہ کانفرنس سلام اور دعا کے بعد اختتام کو پہنچی۔

خاک تربت بھی ہو جائے گی تیری عنبر فشاں
لوحِ عشق مصطفیٰ ﷺ اس پر نسب ہونے کے بعد

تحریک پاکستان اور قبلہ استاذی المکرّم رحمۃ اللہ علیہ

1946ء میں جب آپ بطور مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ (بھیرہ شریف) ضلع سرگودھا میں تشریف فرما تھے ان دنوں میں تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی۔

ضلع سرگودھا میں مسلم لیگ کے صدر حضرت شیخ الاسلام المسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ تھے اور پیر محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین بھیرہ شریف) ایک مجاہد کامل تھے۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب علاقہ کا ایک بھرپور دورہ کرتے تھے۔ اس مرتبہ انہوں نے قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کو بھی دورہ میں شامل کر لیا اور قبلہ استاذی المکرّم کی شرکت کیوجہ سے تمام طلباء بھی اس دورے میں شریک ہوئے گویا کہ پورا مدرسہ اس دورے میں شریک ہوا۔ آپ نے قریہ قریہ، نگر نگر اور بستی بستی مسلم لیگ اور پاکستان کا پیغام پہنچایا اور اس شان سے کہ اپنا مشن تدریس بھی ترک نہ کیا بلکہ مطالعہ بھی جاری رہتا اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی۔

ادھر آپ کے استاذ گرامی فقیہ العصر مولانا یار محمد صاحب (بندیالوی) بھی مسلم لیگ کی ڈٹ کر حمایت کر رہے تھے۔ ان دنوں پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ (جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے) کا بڑا چرچا تھا آپ نے بھی اس کی تصدیق کی اور مسلم لیگ کی حمایت میں سینہ سپر ہو گئے۔

تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ میں قبلہ استاذی المکرّم کا کردار

قبلہ استاذی المکرّم نے جمعیت علماء پاکستان کے سٹیج سے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ جمعیت علماءِ پاکستان کی مجلس شوریٰ کے چیئرمین اور نائب صدر کی حیثیت سے علماءِ اہلسنّت و جماعت کی مساعی میں بھرپور شرکت کرتے رہے اور باوجود گوناگو مصروفیات کے جمعیت کے اجلاسوں میں باقاعدہ شرکت فرماتے تھے اور آپ قائدِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی نوراللہ مرقدہٗ کی قیادت پر مطمئن تھے اور آپ کو امامت کا حقدار سمجھتے تھے۔ قبلہ استاذی المکرّم فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے جمعیت علماءِ پاکستان کو مولانا شاہ احمد نورانی نوراللہ مرقدہٗ کی قیادت حاصل ہے۔

اور ان میں اسلام کے نظریۂ امامت کے مطابق مسلمانوں کا امام بننے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت امامت کی جائے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو، انتہائی بااخلاق، ملنسار، حق گو، صالح، پرہیزگار، متقی اور بزرگ عالمِ دین ہیں۔

قبلہ استاذی المکرّم فرماتے ہیں کہ اگر مولانا شاہ احمد نورانی نوراللہ مرقدہ بالفرض مجھے بھی کسی اجلاس سے نکال دیں تو میں پھر بھی اپنا ووٹ جمعیت کو ہی دوں گا کیونکہ جمعیت کا پروگرام پاکیزہ اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہے۔ قبلہ استاذی المکرّم آخری دم تک جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ رہے اور مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے رہے۔ اسی طرح قائدِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نوراللہ مرقدہ بھی قبلہ استاذی المکرّم کا بے حد احترام فرماتے اور آپ کی تجاویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جب قبلہ استاذی المکرّم سے ملتے تو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کبھی قبلہ استاذی المکرّم کا رومال چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور کبھی آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور کبھی آپ کا عصا مبارک چوم کر آنکھوں پر لگاتے۔ یہ تھی قبلہ نورانی صاحب نور اللہ مرقدہ کی استاذی المکرّم سے عقیدت و محبت اور علماء دین کی عزت افزائی۔

نہد شاخِ پُرمیوہ سر بر زمیں

قبلہ استاذی المکرّم کی اسلامی نظریاتی کونسل میں خدمات

قبلہ استاذی المکرّم رحمۃ اللہ علیہ کسی عام مولوی کی طرح آبلۂ مسجد نہ تھے بلکہ ایک وجود میں مختلف انواع کی بے شمار خوبیوں کا خوبصورت مجموعہ تھے۔ آپ نے قوانین اسلام کی تدوین کے سلسلہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے فورم پر بھی کام کیا اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے عظیم ادارے میں اپنی خدمات کا لوہا منوا کر علمی و تحقیقی کام سرانجام دینا بھی آپ کا خاصہ تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں ہر مکتبۂ فکر کے لوگ تھے جبکہ اہلسنّت و جماعت میں سے قبلہ استاذی المکرّم کے علاوہ صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی، مفتی شجاعت علی صاحب قادری (کراچی) اور مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب، صاحبزادہ سعید احمد گجراتی صاحب، صاحبزادہ عبدالباقی صاحب (ہمایوں شریف) جیسی ہستیاں نمایاں تھیں۔ یہ تمام حضرات قبلہ استاذی المکرّم کی تجویز کو تمام فیصلوں میں حتمی قرار دیتے۔

علاوہ ازیں اسلامی نظریاتی کونسل کے تمام اراکین خواہ وہ کسی بھی مکتبۂ فکر سے منسلک تھے، قبلہ استاذی المکرّم کی تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں علماء کے علاوہ وکلاء و سیاسی حضرات بھی موجود تھے

ایک دفعہ ایک صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار انگلش میں کیا تو قبلہ استاذی المکرّم نے فرمایا کہ اس کا ترجمہ بیان کریں تو انہوں نے کہا کہ آپ کو انگلش پڑھنی چاہیئے تھی، تو پھر جب قبلہ استاذی المکرّم کی تقریر کی باری آئی تو آپ نے اپنے خیالات کا اظہار فصیح عربی زبان میں فرمایا، جس پر تمام حضرات بشمول چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل سراپائے عجز ہو گئے اور کہنے لگے کہ بندیالوی صاحب اس کا ترجمہ بیان کریں تو آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو عربی کی تعلیم حاصل کرنی چاہیئے تھی۔اس کہ بعد جو صاحب بھی انگلش میں بات کرتا اس کا ترجمہ بھی بیان کرتا۔

بندہ کو یاد ہے کہ جس وقت قبلہ استاذی المکرّم اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے، ان دنوں کونسل میں سُود کے متعلق مسئلہ زیر بحث تھا تو قبلہ استاذی المکرّم نے سُود کے بارے میں مفصل مقالہ تحریر فرمایا جو اپنی مثال آپ ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

بیعت اور مرشد گرامی سے عقیدت:

قبلہ استاذی المکرّم نے طالب علمی کے زمانہ میں فاتح قادیانیت، نائب غوث الورٰی جانشین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضور قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کے دست حق پرست پر سلسلۂ عالیہ چشت اہل بیت بہشت میں بیعت فرمائی۔ قبلہ استاذی المکرّم فرماتے ہیں کہ میں نے حضور قبلۂ عالم سے اس وقت بیعت کی جس وقت آپ پانچ وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا فرمانے کے لیے تشریف لاتے، حضور قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے وصال فرمانے کے بعد آن کے فرزند ارجمند حضور سلطان العارفین محبوب الٰہی، پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔اس کا باعث یہ تھا کہ آپ نے کچھ پیر بھائیوں سے سُنا کہ وہ حضرت پیر

مہر علی شاہ صاحب کو حضرت صاحب کہتے اور سجادہ نشین (بابوجی) کو صاحبزادہ صاحب کہتے یہ بات انہیں ناگوار گزرتی یہاں تک کہ آپ نے حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب سے گزارش کی کہ مجھے بھی بیعت کرلیں۔ حضرت نے کئی مرتبہ انکار کر دیا اور فرمایا کہ کیا بڑے حضرت صاحب کی بیعت ختم ہو گئی ہے۔ قبلہ استاذی المکرّم برابر اصرار کرتے رہے آخر جب قبلہ استاذی المکرّم اپنے حضرت صاحب کی معیت میں 1948ء کو بغداد شریف حاضر ہوئے تو پھر بیعت کی درخواست پیش کی تو حضرت نے ازراہِ کرم درخواست قبول کر لی اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پاس بیعت فرمایا۔

قبلہ استاذی المکرّم کا تقویٰ

تصویر کے بغیر بغداد شریف کا سفر کرنا

قبلہ استاذی المکرّم اپنے حضرت کے ہمراہ 1948ء میں جب بغداد شریف حاضری کے لیے روانہ ہوئے تو کراچی میں تھے ایک مشکل پیش آ گئی۔ قبلہ استاذی المکرّم (سفرنامۂ بغداد) میں رقمطراز ہیں کہ

> آج میرے حضرت صاحب مدظلہ عالی کا ارشاد ہوا کہ فوٹو کے بغیر عراق جانا مشکل ہے لہٰذا ابھی فوٹو بنانے والا آئے گا فوٹو بنوالینا یہ بات سن کر طبیعت پر بڑا اثر پڑا کیونکہ ہم اس ذاتِ گرامی کے دربارِ دُربار پر حاضر ہو رہے ہیں جن کو محی الدین کا لقب اس لیے عطا ہوا کہ آپ نے شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہر ایک بدعت کو دور کر کے از سرِ نو دین کو زندہ فرمایا۔ اب اگر ہم

ارتکاب بدعت کر کے ان کے دربار پر حاضر ہوں تو بظاہر سوءِ ادب ہے چونکہ آپ نے ایک شرعی مسئلہ کے تحت فوٹو نہیں بنوایا تھا۔

چنانچہ بغیر تصویر کے بغداد شریف پہنچ گئے۔ حضرت غوث الوریٰ کے دربار کے خادم نے کہا کہ آپ کے پاسپورٹ پر تصویر نہیں ہے لہٰذا تصویر بنوائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اتنے میں میرے حضرت دام بقائہ تشریف لے آئے۔

آپ نے خادم صاحب سے فرمایا کہ ہم نے کراچی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اگر ایک ماہ تک رہنا ہو تو فوٹو کی ضرورت نہیں۔ خادم صاحب نے عرض کی کہ کل ہائی کمشنر صاحب کے پاس جا کر تفتیش کریں گے تو ہمارے حضرت دام بقائہ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو ضرور مستثنیٰ کروائیں گے۔۔۔ الحمدللہ! کیسے کریم خاندان کی غلامی حاصل ہوئی ہے۔ (زہے عز و شرف)

واما بنعمة ربك فحدث (القرآن)

اے اللہ تو ہی عصیاں سے بچانے والا ہے۔ اپنے محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے اس بلا کو اپنے اس عاجز بندے کے سر سے ٹال۔

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

غوث اعظم بے من بے سروسامان مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اس پر خطا کی شرم تمہارے ہی ہاتھ ہے
اور اس ننگے دو جہاں کا وسیلہ تمہیں تو ہو

جو دستگیر ہے وہ تمہارا ہی ہاتھ ہے
جو ڈوبنے نہ دے وہ سہارا تمہیں تو ہو

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلۂ جلیلہ سے اور مرشد گرامی کی نظر عنایت سے مشکل آسان ہو گئی اور فوٹو سے مستثنیٰ قرار دے دیئے گئے۔ (اس کی مکمل تفصیل آئندہ صفحات میں سفر نامۂ بغداد میں ملاحظہ فرمائیے)

قبلہ استاذی المکرّم کی اپنے مرشد کے آستانہ عالیہ سے عقیدت

قبلہ استاذی المکرّم سال میں کئی مرتبہ آستانہ عالیہ گولڑہ مقدسہ میں حاضری دیتے اور عرس کی طویل نشستوں میں سراپائے ادب ہو کر تشریف رکھتے اور مرشد گرامی کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ قبلہ استاذی المکرّم جہاں بھی تدریس کے فرائض سر انجام دیتے تو ان کے ساتھ پہلے شرائط میں یہ بات طے کر لی جاتی کہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر جتنی اعراس کی مجالس منعقد ہوتی ہیں بندہ ان تمام میں ضرور شریک ہوگا۔ انشاء اللہ

اگر یہ شرائط منظور کر لی جاتیں تو آپ وہاں خدمتِ تدریس سر انجام دیتے۔

راقم الحروف کئی سال آپکے ہمراہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں حاضر ہوتا رہا۔

قبلہ اُستاذی المکرّم اس طرح اپنے گھر سے تیار ہو کر آستانہ عالیہ کی طرف روانہ ہوتے جس طرح آدمی بیت اللہ شریف کے سفر کیلئے تیار ہو کر جاتا ہے۔

اس اہتمام سے آپ تیاری کر کے اپنے مرشد گرامی کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور وہاں اپنے مرشد گرامی کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ خود کھڑے ہو کر قوالوں کو نذرانہ دینے کیلئے تشریف لے جاتے حالانکہ آپ کے ساتھ عموماً طلباء ہوتے۔

قبلہ استاذی المکرّم کی اپنے شیخ کی اولاد کے ہر فرد سے محبت

قبلہ استاذی المکرّم اپنے مرشد گرامی اور آپکی اولاد کے ہر فرد سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔بالخصوص صاحبزادہ والا شان پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی سے نرالا پیار اور انوکھا تعلق تھا اور آپ ان کے ساتھ بڑی علمی گفتگو فرماتے تھے۔

اسی طرح ایک مرتبہ دورانِ گفتگو سید نصیر الدین شاہ صاحب نے آپ سے فرمایا کہ حضور قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کُتب میں سرکار دو عالم نورِ مجسم ﷺ کے دو چچے یعنی حضرتِ امیرِ حمزہ اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا ہے اور حضرت ابو طالب کا ذکر نہیں کیا تو قبلہ استاذی المکرّم نے فرمایا کہ حضور قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب نے پُرانے مصنفین کا طریقہ اختیار فرمایا ہے یعنی آپ نے حضرت سیدنا امیر حمزہ اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام کے ساتھ فقط کی قید نہیں لگائی اگر آپ اُن کے ساتھ فقط کی قید لگاتے تو پھر یہ بات ثابت ہوتی کہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہی دو چچے مسلمان ہیں۔

چونکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ و حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسلام مشہور ہے اس لئے متقدمین کی طرح ان کا نام ذکر فرمایا اور حضرت ابو طالب کا نام ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا اسلام لانا مشہور نہیں ہے۔

شادی خانہ آبادی

جب جناب قبلہ استاذی المکرّم رحمہ اللہ تعالٰی دارالعلوم ضیاءِ شمس الاسلام (سیال شریف) میں تشنہ گان علم کو سیراب فرمار ہے تھے تو آپ نے سنتِ (مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء) (النکاحُ مِن سُنتی) پرعمل کیا اور آپ کی شادی آپ کے گاؤں ڈھوک دھمن میں آپ کے رشتہ داروں میں ہوئی۔

سعادتِ عظمٰی:

1963ء میں قبلہ استاذی المکرّم کو اللہ تعالٰی نے ایک سعادتِ عظمٰی سے بہرہ ور فرمایا اور وہ سعادت جس کی طلب ہر ایک مسلمان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حج و زیارت کی تمنا پوری ہوئی خوب زیارات کیں ملتزم کو پکڑ کر دعائیں مانگنے کا موقع ملا۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سنہری جالیوں کے سامنے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا شرف حاصل ہوا گنبدِ خضرا کی زیارت کر کے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی باغِ جنت میں نوافل پڑھ کر لذت عبادت حاصل کی۔ حج و زیارت سے واپسی پر ذوق وشوق اور رقت میں مزید اضافہ ہو گیا بات بات پر آنکھیں پُر نم ہو جاتیں۔

اہلِ بیتِ کرام کے ذکر پر آبدیدہ ہو جاتے کوئی نعت پڑھتا تو آنکھوں سے محبت کے موتی چھلک پڑتے۔

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے قبلہ استاذی المکرّم کو چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ فداء محمد عطاء فرمایا۔ جن دنوں آپ گولڑہ شریف میں پڑھاتے تھے وہ صاحبزادہ یعنی فداء محمد صغر سنی میں داغِ مفارقت دے گیا۔ تمام نیازمندوں کی دلی خواہش تھی کہ مولیٰ کریم جل شانہ آپ کو نرینہ اولاد عطا فرمائے۔ آخر دعائیں بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوئیں اور یکم رمضان المبارک 1390 ہجری/1970ء میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ عطا فرمایا جس کا نام فداء حسن رکھا گیا۔

صاحبزادہ صاحب ماشاء اللہ شادی شدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جن کا نام قبلہ استاذی المکرّم نے خود تجویز فرمایا جو کہ صاحبزادہ محمد اجمل عطاء ہے۔ جن کی عمر اس وقت تقریباً گیارہ برس ہے۔

جب قبلہ استاذی المکرّم کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ فداء الحسن صاحب عطا فرمایا تو اس موقع پر جناب صوفی اصغر علی اصغر (اڈہ مرید والا فیصل آباد) نے پنجابی اشعار میں ہدیۂ تبریک پیش کیا جو درج ذیل ہے:

عطاء اللہ عطا محمدی اے سنیا نیک فرزند عطاء ہویا
گولا گولڑے دا کرم چشتیاں دا مہر پاک دا صدقہ فداء ہویا
غوث پاک دی کرم نوازیاں تھیں پورا اج بڑھاپے دا چا ہویا
قدرت دی ضعیف نوں بخشن لاٹھی آخر وقت وچ فضل خدا ہویا
سن کے خوشی دا رہیا نئیں کوئی حد بنا سجدے شکر دے پیا گزار داھاں
اصغر اپنے استاد دے باغ اندر طلبگار میں سدا بہار دا ہاں

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

(قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کا سفرِ آخرت)

جو شخص بھی اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے رختِ سفر باندھنا ہے اور بابِ موت سے گزر کر اپنے خالق عزوجل کے حضور پیش ہونا ہے تو پھر انسان کو ہمہ وقت اس کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے تحت جانا تو ہر کسی نے ہے لیکن کسی کا جانا ویرانے کا سبب ہوتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کے وصال پرملال پر یہ حدیث شریف صادق آتی ہے کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

چنانچہ قبلہ استاذی المکرّم نے اپنے ایامِ زندگی میں ہمیشہ موت کو یاد رکھا ہے اور اپنی زندگی ہی میں اپنا تابوت تیار کروا کے رکھا اور بیماری کے ایام میں راقم الحروف کو قبرستان میں لے گئے اور اپنی آخری آرام گاہ کی نشاندہی فرمائی اور حکم فرمایا کہ قبرستان میں ہی میری قبر بنوانی ہے۔ علیحدہ قبر مت بنوانا اور قبر کے لئے جگہ بھی زیادہ نہ لینا یعنی اتنی ہی جگہ لینا جہاں صرف قبر آسانی سے بن جائے چنانچہ بیماری کے ایام میں جو احباب آپ کی عیادت کے لئے آتے تو آپ ان کو حکم فرماتے کہ آپ نے گواہ رہنا ہے اور پھر یہ حدیث شریف تلاوت فرماتے کہ

رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا۔ (الحدیث)

اور اسی طرح ایک دن راقم الحروف کو حکم فرمایا کہ میرے کتب خانے سے

(شامی) سے لے آؤ۔ اور یہ عبارت نکال کر بندہ کو دکھائی اور فرمایا کہ یہ عبارت میرے کفن پر کچی پینسل یا چاک مٹی سے لکھ دینا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

لَا الٰه الا اللـه و اللّٰـه اکبر لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شریك لـه لا الٰه الا اللّٰه له الملك وله الحمد لا الٰه الا اللّٰه و لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم۔

نوٹ:

اس عبارت کو علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے علاوہ امام ترمذی نے نوادر الاصول میں روایت کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو یہ دُعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینے پر کفن کے نیچے رکھ دے تو اسے عذابِ قبر نہ ہوگا اور نہ منکر نکیر نظر آئیں گے۔

چنانچہ اسی دعا کو اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 4 میں کتاب الجنائز میں ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح قبلہ استاذی المکرّم نے فرمایا کہ میرے تابوت میں مٹی لازمی بچھانا اور اسی طرح ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے احرام کی چادریں سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں مجھے انہی میں کفن دینا۔

آخر وہ جانکاہ گھڑی 4 ذیقعد 1419ھ / 21 فروری 1999ء بروز اتوار صبح 9 بجے ہمیں دیکھنی پڑی۔ اس حال میں کہ راقم الحروف نے آخری پانی کا چمچ آپ کے دہن مبارک میں ڈالا۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ آپ کے لب مبارک حرکت کر رہے تھے۔ پس بندہ کو یاد نہیں کہ آپ سورۂ فاتحہ یا آیت الکرسی کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ان دونوں میں کوئی ایک ضرور تھی جو کہ آپ کا آخری کلمہ بنی اور آپ کے رعب اور دبدبہ کا عالم یہ تھا کہ راقم الحروف نے ڈرتے ڈرتے آپ کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للّٰہ و انّا الیه راجعون۔

اور یوں دنیائے تدریس کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً كَامِلَةً۔

جانے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں

22 فروری بروز پیر آپ کے آبائی گاؤں ڈھوک دھمن داخلی پدھراڑ ضلع خوشاب دن کے 11 بجے آپ کی نمازِ جنازہ جگر گوشۂ شیخ الاسلام والمسلمین امیر شریعت حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جس میں آپ کے شاگردوں کے علاوہ ملک کے کونے کونے سے علماء و مشائخ اور طلباء و عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ گویا کہ اس دن آپ کے گاؤں میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اور آپ کا جنازہ کھلے میدان میں ادا کیا گیا۔ قبلہ استاذی المکرّم کے جنازہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ کوئی بدمذہب آپ کے جنازہ میں شامل نہیں ہوا۔ عاشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا جنازہ صرف عشاق ہی نے پڑھا ہے۔ آپ کے جنازہ میں علماء و مشائخ و طلباء کی اتنی کثرت تھی کہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ داڑھی منڈوانے والا یا کتروانے والا کوئی ایک بھی جنازہ میں شریک نہیں ہے یعنی اکثریت کے چہرے پر سنت مصطفیٰ ﷺ کی بہار تھی۔ راقم الحروف نے اپنی زندگی میں شاید ہی کوئی ایسا پاکیزہ جنازہ دیکھا ہو جس میں ہر کام سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوا ہو۔ زیارت کے بعد آپ کا جسدِ اطہر قصیدہ بردہ شریف اور نعتوں کی گونج میں قبرستان میں لایا گیا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

تقریباً 1 بجے دوپہر سینکڑوں علماء نے قصیدہ بردہ شریف وکلمہ طیبہ شریف کی گونج میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

اس طرح علم و حکمت کا آفتاب نصف صدی نور کی روشنی پھیلانے کے بعد ہمیشہ کے لئے پردے میں چلا گیا۔ رحمة الله عليه واسعة كاملة

ہوا ختم ہستی کا اپنی فسانہ
بدلتا رہے کروٹیں اب زمانہ

صورت از بے صورتی آمد بروں
باز شد انا الیہ راجعون

وہ صورت بے صورتی کے عالم سے باہر آئی یعنی صورت اختیار کی اور پھر اسی کی طرف لوٹ گئی۔

بعد از وصال قبلہ استاذی المکرّم کے جسد اطہر پر نور کی برسات:

جب قبلہ استاذی المکرّم کا تابوت قبر میں اتارا جا رہا تھا تو قبر پر حاضرین قصیدہ بردہ شریف پڑھ رہے تھے۔ تو صاحبزادہ فداء الحسن صاحب نے راقم الحروف کو بتایا کہ دیکھو یہ نور کی برسات ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو واقعی قبلہ استاذی المکرّم کے تابوت پر آسمان سے نور کی برسات برس رہی تھی تو میں نے اس کا مشاہدہ حاضرینِ قبر کو بھی کرایا تو انہوں نے تصدیق کی کہ ایسی ہی نور کی برسات محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز کے جنازہ پر ہوئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

....

بعد وفات تربت ما در زمین مجو
در سینہ ہائے مردمِ عارف مزار ما

((((.........))))

قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ کی تصانیف:

- ☆ سیف العطاء علی اعناق من طغی واعرض عن دین المصطفٰی ﷺ
- ☆ رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق
- ☆ قوالی کی شرعی حیثیت
- ☆ عقیدۂ اہلسنّت
- ☆ اسلام میں عورت کی حکمرانی
- ☆ مسئلہ امامتِ کبریٰ
- ☆ دیت المرأۃ
- ☆ مسئلہ حاضر وناظر القول السدید فی بیان معنی الشاہد والشہید
- ☆ صرفِ عطائی
- ☆ تحقیقِ وقتِ افطار
- ☆ مسئلہ سود
- ☆ سفرنامۂ بغداد شریف
- ☆ مسئلہ ایمان ابوطالب
- ☆ تحقیق الفرید فی تراکیب کلمۃ التوحید

گلستانِ عطاء رحمہ اللہ کے پھول (تلامذہ)

☆ جگر گوشۂ شیخ الاسلام امیر شریعت حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ العالی سجادہ نشین سیال شریف

☆ حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی، گولڑہ شریف

☆ حضرت علامہ مولانا سیّد محمود احمد رضوی صاحب رحمہ اللہ (شارح بخاری شریف)

☆ علامہ مولانا شیخ الحدیث غلام رسول رضوی صاحب رحمہ اللہ شارح بخاری، فیصل آباد

☆ علامہ مولانا شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی شارح بخاری و مسلم شریف، دارالعلوم نعیمیہ کراچی

☆ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی سجادہ نشین بندیال شریف

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد فضل حق رحمہ اللہ بندیالوی، بندیال شریف

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبداللہ صاحب بندیالوی ابن فقیہ العصر رحمہ اللہ، بندیال شریف

☆ حضرت علامہ مولانا پیر محمد اشرف قادری صاحب رحمہ اللہ کھرپیڑ شریف پتوکی

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ سردار احمد صاحب مدظلہ العالی کھرپیڑ شریف پتوکی

☆ حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمہ اللہ بھیرہ شریف سرگودھا

☆ شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب مدظلہ العالی، سرگودھا

☆ شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ حضرت علامہ مولانا سیّد غلام حبیب شاہ صاحب رحمہ اللہ، وڑچھہ شریف ضلع خوشاب

☆ علامہ صاحبزادہ سیّد انوار الحسن شاہ صاحب مدظلہ العالی وڑچھہ شریف خوشاب

☆ علامہ مولانا پیر نور سلطان القادری صاحب رحمہ اللہ جامعہ انوار باہو بھکر

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ سلطان معظم علی القادری صاحب مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ سلطان باہو جھنگ

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد زبیر نقشبندی صاحب مدظلہ العالی رکن الاسلام حیدر آباد

☆ حضرت علامہ مولانا جمال الدین شاہ کاظمی رحمہ اللہ خواجہ آباد شریف میانوالی

☆ حضرت علامہ مولانا محمد معظم دین شاہ کاظمی خواجہ آباد شریف میانوالی

☆ حضرت علامہ مولانا میاں علی اکبر صاحب رحمہ اللہ، بالا شریف میانوالی

☆ حضرت علامہ مولانا میاں محمد حیات صاحب رحمہ اللہ، بالا شریف میانوالی

☆ حضرت علامہ مولانا میاں غلام صفدر صاحب مدظلہ العالی، بالا شریف میانوالی

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ عبدالمالک صاحب مدظلہ العالی، جامعہ اکبریہ بلوخیل میانوالی

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری صاحب مدظلہ العالی

جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی مدظلہ العالی جامعہ حسنیہ رضویہ شاہوالہ خوشاب

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی مدظلہ العالی، جامعہ حسنیہ رضویہ شاہوالہ

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی صاحب مدظلہ العالی بندیال شریف

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی صاحب مدظلہ العالی بندیال شریف

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ مسعود احمد صاحب، وڑچھہ شریف

☆ علامہ مولانا اللہ بخش صاحب رحمہ اللہ، جامعہ مظفریہ رضویہ واں بھچراں میانوالی

☆ علامہ مولانا علی محمد صاحب رحمہ اللہ برادر خورد قبلہ استاذی المکرّم علیہ الرحمۃ

☆ علامہ مولانا فخر المدرسین غلام محمد تونسوی صاحب مدظلہ العالی جامعہ نوشاہیہ جہلم

☆ علامہ مولانا شیخ الحدیث مولانا پیر محمد صاحب چشتی مدظلہ العالی جامعہ معینیہ غوثیہ، پشاور
☆ علامہ مولانا فضلِ سبحان صاحب قادری مدظلہ العالی دار العلوم قادریہ بغدادہ مردان
☆ علامہ مولانا مقصود احمد قادری صاحب مدظلہ العالی سابق خطیب مسجد داتا دربار لاہور
☆ علامہ مولانا مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی
جامعہ جلالیہ مظہر اسلام داروغہ والا لاہور
☆ علامہ مولانا مفتی علی احمد سندھیلوی صاحب مدظلہ العالی، جامعہ ہجویریہ لاہور
☆ شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت علامہ مولانا محمد عبدالرشید صاحب رضوی، سمندری ضلع فیصل آباد
☆ علامہ مولانا مفتی محمد رشید صاحب نقشبندی رحمہ اللہ سابق مدرّس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ علامہ مولانا قاضی محمد مظفر اقبال صاحب رضوی مدظلہ العالی،
خطیب اونچی مسجد بھاٹی گیٹ لاہور
☆ علامہ مولانا مفتی گل احمد عتیقی صاحب، مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ ومدرّس جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور
☆ علامہ مولانا محمد اشرف صاحب نقشبندی رحمہ اللہ (شارح حسامی ومرقاۃ)، لاہور
☆ علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد یعقوب صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
مدرّس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
☆ علامہ مولانا محمد عبدالرشید قریشی صاحب مدظلہ العالی
مدرّس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
☆ علامہ مولانا امام دین وٹو صاحب مدظلہ العالی، فاروق آباد
☆ علامہ مولانا مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب مدظلہ العالی، مدینۃ العلوم کراچی
☆ علامہ مولانا محمد شریف الحسنی صاحب مدظلہ العالی خطیب مبارک مسجد کراچی
☆ علامہ مولانا شاہ حسین صاحب گردیزی مدظلہ العالی دار العلوم مہریہ گلشن اقبال کراچی

☆ علامہ مولانا محمد اقبال صاحب ڈیروی خطیب مبارک مسجد گزری کراچی
☆ علامہ مولانا مفتی محمد فضل الرحمٰن صاحب، دار العلوم منظر اسلام پروا
ڈیرہ اسماعیل خان
☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عارف الحسن الحسنی صاحب دار العلوم منظر اسلام ڈیرہ اسماعیل خان
☆ علامہ مولانا مفتی سرفراز قادری صاحب مدظلہ العالی پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان
☆ علامہ مولانا مفتی حسین علی صاحب مدظلہ العالی مدرّس بندیال شریف
☆ علامہ مولانا محمد یوسف شاہ صاحب مدظلہ العالی مدرّس شمس العلوم کراچی
☆ علامہ مولانا محمد اکرم چشتی سیالکوی مدظلہ العالی مدرس نوریہ رضویہ کلفٹن کراچی
☆ علامہ مولانا مفتی محمد یعقوب معینی صاحب رحمہ اللہ مدرسہ علویہ غوثیہ کراچی
☆ علامہ مولانا محمد طفیل صاحب رحمہ اللہ ڈرک روڈ کراچی
☆ علامہ مولانا محمد مشتاق احمد صاحب مدظلہ العالی، کراچی
☆ علامہ مولانا محمد بشیر القادری صاحب مدظلہ العالی، کراچی
☆ علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب قادری مدظلہ العالی
مدرّس جامعہ غوثیہ باغ حیات علیشاہ سکھر سندھ
☆ علامہ مولانا غلام دستگیر افغانی صاحب مدظلہ العالی ضیاء العلوم آگرہ تاج کالونی کراچی
☆ علامہ مولانا مفتی عطاء محمد متین صاحب مدظلہ العالی شادیہ ضلع میانوالی
☆ علامہ مولانا مفتی محمود حسین شائق صاحب خطیب اعظم منگلا
☆ علامہ مولانا کمال الدین صاحب مدظلہ العالی مدرّس کوٹلہ ارب علی خان آزاد کشمیر
☆ علامہ مولانا مفتی محمد اقبال مصطفوی صاحب مدظلہ العالی مدرس جامعہ ہجویریہ لاہور
☆ علامہ مولانا سیّد سکندر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف
☆ علامہ مولانا صاحبزادہ عزیز الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی، گولڑہ شریف

☆ علامہ مولانا فیض علی گردیزی صاحب مدظلہ العالی، دارالعلوم مہریہ کراچی
☆ علامہ مولانا غلام نبی نقشبندی صاحب مدظلہ العالی، دارالعلوم عطائیہ رضویہ گھکھڑ
☆ علامہ مولانا محمد رفیق چشتی صاحب رحمہ اللہ (مؤلف فیض عطاء شرح کریما)، گوجر خان
☆ علامہ مولانا عطاء محمد قادری صاحب مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ سلطانیہ حاصل پور
☆ علامہ مولانا شیخ احمد سیالوی صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ شمسیہ چنیوٹ
☆ علامہ مولانا محمد ناظر صاحب سیالوی صاحب مدظلہ مدرّس محمدی شریف
☆ علامہ مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ، محمدی شریف
☆ علامہ مولانا محمد یوسف صاحب، مدرّس پیر صلاح الدین سمندری
☆ علامہ مولانا شاہ نواز صاحب مدظلہ، لاہور
☆ علامہ مولانا شاہ محمد صاحب مدظلہ، لاہور
☆ علامہ مولانا محمد اسلم صاحب رحمہ اللہ، جھنگ
☆ علامہ مولانا سعید احمد صاحب، اوکاڑہ چھاؤنی
☆ علامہ مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ، خطیب مدینہ کالونی لاہور
☆ علامہ مولانا محمد رشید تونسوی صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد حنفیہ لاہور
☆ علامہ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد حنفیہ لاہور
☆ علامہ مولانا قاری محمد بشیر نسیم صاحب مدظلہ العالی سابق مدرّس درس بڑے میاں لاہور
☆ علامہ مولانا حافظ محمد حسین صاحب گولڑوی مدظلہ العالی حال مقیم انگلینڈ
☆ علامہ مولانا غلام محمد شرقپوری صاحب مدظلہ العالی جامعہ نبویہ مدینۃ العلوم لاہور
☆ علامہ مولانا مجاہد کبیر محمد نذیر نقشبندی صاحب، آزاد کشمیر
☆ علامہ مولانا فتح محمد باروزئی، سبی بلوچستان
☆ علامہ مولانا محمد نذیر صاحب مدرّس غوثیہ ہدایت القرآن، ممتاز آباد ملتان

☆ علامہ مولانا یار محمد کھچی صاحب، فورٹ عباس ضلع بہاولنگر
☆ علامہ مولانا محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور
☆ علامہ مولانا عبدالرشید قمر صاحب لیکچرار گورنمنٹ کالج فیصل آباد
☆ علامہ مولانا محمد نواز الحسنی صاحب لیکچرار اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
☆ علامہ مولانا محمد عبداللہ باروی، مظفر گڑھ
☆ علامہ مولانا حافظ محمد یونس صاحب رحمہ اللہ چکوال، سابق مدرّس خدام الصوفیہ گجرات
☆ علامہ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ عطائی مدرّس جامعہ رضویہ فیصل آباد
☆ علامہ مولانا محمد سلطان صاحب مدرّس جامعہ رضویہ فیصل آباد
☆ علامہ مولانا حبیب امجد صاحب مدرّس جامعہ امینیہ فیصل آباد
☆ علامہ مولانا مفتی نواب الدین صاحب رحمہ اللہ سابق مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد
☆ علامہ مولانا قاری جان محمد صاحب قادری مہتمم جامعہ فریدیہ پاکپتن شریف
☆ علامہ مولانا رضاء المصطفیٰ صاحب مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء القرآن، ڈنگہ گجرات
☆ علامہ مولانا محمد رفیق ضیاء صاحب، مدرّس جامعہ سلطانیہ جہلم
☆ علامہ مولانا محمد اللہ بخش صاحب سیالوی مدرّس راوی ریان لاہور
☆ علامہ مولانا صالح محمد صاحب مدرّس جامعہ واحدیہ بلوخیل روڈ میانوالی
☆ علامہ مولانا غلام محمد مٹھا صاحب مدرّس جامعہ عزیزیہ سلطان باہو جھنگ
☆ علامہ مولانا میاں غلام محمد رحمہ اللہ میاں جی صاحب بندیال شریف
☆ علامہ مولانا قاضی سراج دین صاحب رحمہ اللہ وسنال، چکوال
☆ علامہ مولانا محمد قاسم سیالوی صاحب، منگوال
☆ علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سندھی مدرّس ہمایوں شریف لاڑکانہ
☆ علامہ مولانا عطاء محمد کونڈوی صاحب سابق خطیب دربار بادشاہاں خوشاب شہر

☆ علامہ مولانا محمد صابر الامینی صاحب، خطیب کاموکی

☆ علامہ مولانا محمد شہباز خان رحمہ اللہ سابقہ مدرّس شاہوالہ شریف

☆ علامہ مولانا منظور احمد صاحب خطیب حافظ آباد

☆ علامہ مولانا عبدالواحد بندیالوی صاحب شادیہ میانوالی

☆ علامہ مولانا سید عباس علی شاہ مدرس جامعۃ المدینہ کاہنہ نو لاہور

☆ علامہ مولانا چراغ دین صاحب بگی ڈل تحصیل جڑانوالہ

☆ علامہ مولانا مختار احمد تبسم صاحب، مدرس قمر العلوم گجرات

☆ علامہ مولانا نور محمد قریشی صاحب، راولپنڈی

☆ علامہ مولانا خلیق الرحمٰن رحمہ اللہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ بورے والا

☆ علامہ مولانا محمد حنیف سیالوی صاحب خطیب جامع مسجد بغدادی قائد آباد خوشاب

☆ علامہ مولانا محمد نذیر نقشبندی صاحب، آزاد کشمیر

☆ علامہ مولانا محمد سعید کشمیری صاحب رحمہ اللہ، کشمیر

☆ علامہ مولانا محمد سرفراز صاحب مہتمم دارالعلوم قادریہ ملتان

☆ علامہ مولانا محمد ایوب صاحب، آزاد کشمیر

☆ علامہ مولانا محمد شفیع الہاشمی صاحب ڈنڈی شریف میانوالی حال مقیم لندن

☆ علامہ مولانا پروفیسر صاحبزادہ غلام معین الدین نظامی صاحب، پنجاب یونیورسٹی

☆ علامہ مولانا محمد نذیر خان صاحب مدرّس جامعہ امینیہ فیصل آباد

☆ علامہ مولانا نواز خان صاحب ڈیرہ اسماعیل خان

☆ علامہ مولانا عزیز خان صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

☆ علامہ مولانا شیر افضل خان صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

☆ علامہ مولانا مولیٰ بخش باروی صاحب، لیہ

☆ علامہ مولانا محمد شبیر صاحب، لیہ
☆ علامہ مولانا محمد لطیف صاحب، کمر مشانی میانوالی
☆ علامہ مولانا ظہور الاسلام صاحب چکوال حال مقیم راولپنڈی
☆ علامہ مولانا دلاور حسین صاحب سیالکوٹ مدرّس پنج پیر گھوڑے شاہ لاہور
☆ علامہ مولانا محمد الیاس صاحب، کراچی
☆ علامہ مولانا حافظ عالم صاحب، کراچی
☆ علامہ مولانا محمد سمیع صاحب، کراچی
☆ علامہ مولانا اکرم صاحب، ٹھٹھہ سندھ
☆ علامہ مولانا محمد ریاض صاحب کشمیری حال مقیم کراچی
☆ علامہ مولانا بلال صاحب، تونسہ شریف
☆ علامہ مولانا قاری غلام مجتبیٰ صاحب، وہاڑی
☆ علامہ مولانا احمد دین صاحب، شاہیوالہ شریف
☆ علامہ مولانا غلام سرور صاحب، سراج العلوم بھکر
☆ علامہ مولانا فتح شیر صاحب، وڑچھ شریف
☆ علامہ مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب، چکوال مقیم لندن
☆ علامہ مولانا عبدالکریم صاحب کشمیری، کشمیر
☆ علامہ مولانا محمد عظیم صاحب کشمیری
☆ علامہ مولانا قاری محمد اقبال صاحب کشمیری
☆ علامہ مولانا حق نواز صاحب چورنڈ شریف سابق مدرّس بھکھی شریف
☆ علامہ مولانا مولوی جمیل احمد صاحب، مدرّس بھکھی شریف
☆ علامہ مولانا نور احمد صاحب، مدرّس سوہاوہ

☆ علامہ مولانا محمد حیات قریشی صاحب، منکیرہ بھکر

☆ علامہ مولانا محمد دین صاحب، مدرّس جامعہ نوشاہیہ کشمیر کالونی

☆ علامہ مولانا حافظ دوست محمد صاحب مدرّس جامعہ غوثیہ مہریہ عطاء العلوم ڈھمن خوشاب

☆ علامہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب عرف جامی، کراچی

☆ علامہ مولانا صوفی غلام محمد صاحب، کراچی

☆ علامہ مولانا صوفی اصغر علی اصغر، اڈا مریدوالا فیصل آباد

☆ علامہ مولانا محمد اسلم صدیقی صاحب جہلم مقیم انگلینڈ

☆ علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عارف صاحب، پاکپتن شریف

☆ علامہ مولانا محمد ممتاز الحسنی صاحب، کمبوہ شریف

☆ علامہ مولانا شیر محمد صاحب، شاہوالہ

☆ علامہ مولانا شہباز علی صاحب، فیصل آباد

☆ علامہ مولانا محمد ناصر سراج الدین صاحب، مکھڈ شریف

☆ علامہ مولانا محمد مقبول صاحب، موسی والی پپلاں میانوالی

☆ علامہ مولانا عبدالباری بنگالی رحمہ اللہ، بھکھی شریف

☆ علامہ مولانا حکیم عبدالغنی صاحب جھنگ

☆ علامہ مولانا محمد یعقوب صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

☆ علامہ مولانا محمد بشیر احمد سیالوی صاحب، کھوکھا شریف

☆ علامہ مولانا محمد سیف اقبال صاحب، بندیال

☆ علامہ مولانا محمد بشیر صاحب، شادیہ

☆ علامہ مولانا غلام ربانی صاحب، شاہیانوالہ بھکر

☆ علامہ مولانا محمد رفیع صاحب باروی، مدرّس جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

☆ علامہ مولانا فیض احمد کشمیری صاحب

☆ علامہ مولانا ربانی صاحب، میانوالی

☆ علامہ مولانا سونا صاحب، پیر بارو فتح پور لیہ

☆ علامہ مولانا حکیم مہر محمد صاحب رحمہ اللہ، دائیوال

☆ علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب، ڈاگ روڈ کراچی

☆ علامہ مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ، مدرّس سیال شریف

☆ علامہ مولانا محمد اصغر علی سیالوی صاحب، مدرس سیال شریف

☆ علامہ مولانا حافظ فتح محمد صاحب رحمہ اللہ، ساہیوال

☆ علامہ مولانا محمد زمان صاحب بندیالوی، بندیال شریف

☆ علامہ مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب، سرائے عالمگیر

☆ علامہ مولانا غلام محمد اختر صاحب رحمہ اللہ کباڑی نزد شاویہ سابق مدرّس بندیال

☆ علامہ مولانا محمد علی صاحب، خطیب پاک نیوی کراچی

☆ علامہ مولانا محمد منیر مہروی، کوٹ اڈو ضلع مظفر گڑھ

☆ علامہ مولانا غلام مرتضیٰ مہروی، کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ

☆ علامہ مولانا محمد حسین آزاد صاحب، ملیر کینٹ کراچی

☆ علامہ مولانا محمد دلنواز صاحب جامعہ جماعتیہ علی پور سیداں سیالکوٹ

☆ علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب، شاہوالہ شریف

☆ علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب ڈیرہ اسماعیل خان سرحد

☆ علامہ مولانا مولوی فیروز دین صاحب رحمہ اللہ سابق خطیب میمن مسجد کراچی

☆ حضرت علامہ مولانا محمد مقبول احمد صاحب، سابق شیخ الحدیث و مدرّس دو دروازہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل بیت کرام اور خصوصاً سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مستند فضائل

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ و

علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد!

فقیر عطا محمد چشتی گولڑوی عفی عنہ اہل ذوق اہل سنت کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ میرے ایک عزیز علامہ شاہ حسین گردیزی زید مجدہ نے بندہ سے فرمائش کی ہے کہ یہ فقیر حضرت قبلہ سیدی وسندی محبوب الٰہی السید محی الملۃ والدین جناب شاہ غلام محی الدین گولڑوی قدس سرہ کے حالات حیطۂ تحریر میں لائے۔ اگرچہ آپ کے حالات کا احاطہ اس فقیر جیسے ہیچ مدان کے لئے نہایت مشکل اور متعذر ہے بلکہ سمندر کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ لیکن بمطابق منقولہ مشہور ما لا یدرك كله لا يترك كله یعنی جس چیز کا پورا ادراک نہ ہو سکے اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ اس کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

اس بناء پر بندہ اپنے حضرت کے یہاں وہ چند احوال تحریر کرے گا جن کا اس فقیر نے خود مشاہدہ کیا ہے یا کہ نہایت مستند طریقہ سے بندہ کو معلوم ہوئے۔ کوئی سنی سنائی بے سروپا بات یہاں تحریر نہیں کی جائے گی کیونکہ اس فقیر نے حضرت قبلہ شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی سے سنا ہے کہ اپنے شیخ کے لئے سند اور غلط ملفوظات ذکر کرنا ایسا ہے جیسے حدیث موضوع کا وضع کرنا اور لوگوں کو بطور اصلی حدیث بیان کرنا ہے۔

قبل اس کے کہ یہ عاجز اپنے حضرت کے احوال بیان کرے مناسب معلوم

ہوتا ہے کہ اہل بیت نبی اکرم ﷺ کے نہایت مستند فضائل بیان کرے۔ خصوصاً سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل۔

قرآن پاک میں ہے۔ قولہ تعالیٰ

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ جزایں نیست کہ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ نجاست اور پلیدی تم سے لے جائے اور مکمل طور پر تم کو پاک کردے۔

لفظ رجس سے مراد برے عقائد، بری عادتیں اور برے اعمال ہیں اور تطہیر سے مراد روحانی کمالات ہیں۔ مذکورہ بالا آیۂ مبارکہ اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان معرکۃ الآراء ہے۔ شیعہ اس آیت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت معصوم ہیں اور ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوسکتا۔ محققین اہل سنت نے شیعہ کے اس استدلال کو چند وجوہ سے ردّ کیا ہے۔

وجہِ اوّل:

شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل بیت پیدائشی طور پر معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔ یہ عقیدہ تب ثابت ہوتا کہ قرآن پاک کی آیت اس طرح ہوتی (ان اللّٰہ اذھب عنکم الرجس اھل البیت و طھرکم تطھیرا) یعنی صیغہ ماضی لایا جاتا حالانکہ آیۂ مذکورہ بالا میں صیغہ مضارع لایا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اذہاب رجس اور تطہیر مستقبل میں ہوگی۔

وجہ دوم:

آیت مبارکہ میں ارادہ اذہاب اور ارادۂ تطہیر کا ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کر رہا ہے کہ مستقبل میں اہل بیت سے رجس دور کر دے اور اہل بیت کو پاک کر دے اور شیعہ کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس کے ارادہ سے متخلف ہوسکتی ہے یعنی جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے یہ ضروری نہیں کہ وہ چیز واقعہ میں متحقق بھی ہو تو اس اصل کی بناء پر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ اذہاب اور تطہیر کیا ہو لیکن یہ مراد پوری نہ ہوئی ہو۔

وجہ سوم:

مستقبل میں اذہاب، رجس اور تطہیر تب متصور ہو گی کہ نزول کے وقت اہل بیت میں رجس اور گناہ ہوں اور یہ بھی شیعہ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

وجہ چہارم:

یہ ایک قاعدہ مسلمہ ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خصوص مورد کا۔ قرآن میں لفظ اہل بیت ہے جو کہ مطلق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف ائمہ اہل بیت ہیں یا کہ مطلق اہل بیت جو قیامت تک آنے والے ہیں۔ اگر مراد صرف بارہ ائمہ ہوں تو اس پر کوئی قرینہ نہیں کیونکہ یہ آیہ بارہ ائمہ کے متعلق نازل نہیں ہوئی اور نیز خصوص مورد کا اعتبار نہیں اور اگر مراد قیامت تک آنے والی اہل بیت ہیں تو یہ خلاف مشاہدہ ہے کیونکہ بعض اہل بیت سے کبائر کا صدور بھی ہوا ہے مثلاً زنا اور شرب خمر مزید براں نہج البلاغۃ کے بعض خطبات سے پتہ چلتا ہے کہ شیعہ کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی معصوم نہیں ہیں۔

وجہ پنجم:

مذکورہ بالا آیۃ تطہیر کی طرح اہل بدر کے متعلق بھی قرآن پاک میں ایک آیۃ

نازل ہوئی ہے۔تو شیعہ پر یہ لازم آئے گا کہ اہل بدر کو بھی معصوم تسلیم کریں حالانکہ تمام اہل بدر شیعہ کے نزدیک معصوم نہیں ہیں۔اب اہل بدر کے متعلق آیۃ ملاحظہ ہو۔ قولہ تعالیٰ

ولکن یرید لیطھر کم و لا تمّ نعمتی علیکم۔ الآیۃ

یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری تطہیر کا ارادہ فرماتا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کرنے کا۔

اب اس آیۃ کا فائدہ مذکورہ بالا آیۃ تطہیر سے کچھ زیادہ ہی ہے کیونکہ اس آیۃ میں اتمام نعمت کا بھی ذکر ہے تو اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اہل بدر کی تطہیر بھی فرمائی اور ان پر نعمت کا بھی اتمام کر دیا اور یہ اتمام اسی وقت متصور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کو گناہوں اور شر شیطان سے محفوظ فرمائے۔شیعہ آیتِ تطہیر سے ائمہ اہل بیت کی معصومیت ثابت کرتے ہیں تو تو پھر دوسری آیۃ سے اہل بدر کی معصومیت بطریق اولیٰ ثابت ہوگی، حالانکہ تمام اہل بدر کی معصومیت کا وہ عقیدہ نہیں رکھتے۔

یہاں تک بندہ نے آیۃ تطہیر سے اہل شیعہ کی دلیل کا ردّ کیا ہے۔اب بندہ یہ ذکر کرتا ہے کہ اہل سنت نے آیۃ تطہیر کا کیا معنی کیا ہے تو واضح ہو کہ اہل سنت کے نزدیک بھی آیۃ تطہیر میں آنحضرت ﷺ کی آل داخل ہے اور اس میں اہل بیت کی مدح اور ستائش بیان کی گئی۔

اہل سنت کے نزدیک آیۃ تطہیر کے دو معنی کئے گئے ہیں:

معنی اوّل:

ارادہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے یعنی اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اس بات کو کہ تم سے رجس اور ناپاکی دور کر کے تمہاری تطہیر کرے اور اللہ تعالیٰ نے اس محبت کا اظہار قرآن پاک میں فرما دیا تاکہ جب تک قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہے گی۔

امت کے سامنے اس محبت اور پسند کا ذکر ہوتا رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اہل بیت کو پاکیزگی اسی وقت حاصل ہوگی کہ اہل بیت کتاب و سنت اور شرع شریف پر مکمل عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے اظہار سے اہل بیت کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ اہل بیت تم شرع شریف پر پورا عمل کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق جس چیز کو پسند فرماتا ہے وہ چیز متحقق ہو جائے۔

دوسرا معنی:

اللہ تعالیٰ نے آیۃ تطہیر سے قبل اوامر اور نواہی کا ذکر فرمایا ہے اور آیۃ تطہیر نواہی اور اوامر کی علت ہے تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو نہی کی اور امر بھی۔ نہی اس لئے تا کہ جب تم رک جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم سے رجس لے جائے گا اور جب تم امر پر عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تطہیر کر دے گا تو گویا کہ نواہی سے اجتناب اور اوامر پر عمل یہ ہر دو شرط ہیں اور اذہاب رجس اور تطہیر یہ ہر دو مشروط ہیں یعنی اذہاب، رجس اور تطہیر اس وقت متحقق ہوں گے۔ جب کہ اہل بیت منہی عنہ سے اجتناب اور مامور بہ پر عمل پیرا ہوں گے اور یہ معقول امر ہے۔ نیز یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جب کسی چیز پر نقش و نگار کرنے ہوں تو پہلے اس چیز کا تخلیہ کیا جاتا ہے یعنی اس چیز کو ریگ مال سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کے بعد تحلیہ ہوتا ہے یعنی اس چیز پر نقش و نگار کیا جاتا ہے تو اذہاب، رجس سے تخلیہ کی طرف اور تطہیر سے تحلیہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ دوسرا معنی علامہ صاحب روح المعانی نے کیا ہے۔

اس معنی پر ایک اعتراض ہوتا ہے جس کا علامہ صاحب روح المعانی نے جواب دیا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ اس میں اہل بیت کی کیا تخصیص ہے جو مسلمان بھی منہی عنہ سے اجتناب اور مامور بہ کا ارتکاب کرے تو وہاں بھی تخلیہ اور تحلیہ متحقق ہوتا ہے

خواہ وہ مسلمان اہل بیت سے ہو یا نہ ہو۔

تو علامہ صاحب روح المعانی نے اس کا جواب دیا ہے۔ جواب کی تقریر علامہ مذکور کی عبارت میں ملاحظہ ہو:

و فیه ایماء الی قبول اعمالهم و ترتب الآثار الجمیلة علیها قطعًا و یکون هذا خصوصیة لهم و مزیة علی من عداهم من حیث ان اولئك الاغیار اذا انتهوا و ائتمروا و لا یقطع لهم بحصول ذالك۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت جو اعمال کرتے ہیں وہ قطعی طور پر مقبول ہوتے ہیں اور ان اعمال پر جو ثواب وغیرہ مترتب ہوتے ہیں۔ یہ ترتب بھی قطعی ہے اور یہ اہل بیت کی خصوصیت ہے جو کہ غیر اہل بیت میں متحقق نہیں ہے اور اہل بیت کو اغیار یعنی غیر اہل بیت پر یہ فوقیت حاصل ہے کیونکہ غیر اہل بیت اگر منہی عنہ سے اجتناب کریں اور مامور بہ کا ارتکاب کریں تو یہ امر قطعی نہیں کہ ان کے اعمال قبول ہوں گے اور نہ ہی یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان کو وہ مراتب حاصل ہوں گے جو کہ اہل بیت کرام کو حاصل ہوتے ہیں۔

یہاں تک بندہ نے اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی بزرگی پر ایک آیۂ تطہیر پیش کی ہے اور اس آیۂ کی نہایت مجمل تحقیق کی ہے۔ اب بندہ اہل بیت کے اور خواص ذکر کرتا ہے جو غیر اہل بیت میں نہیں پائے جاتے اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ آج کل کے بعض آ کڑ خان مشائخ اور مغرور و متکبر نام نہاد صالحین کا یہ طریقہ ہے کہ صرف اپنے مشائخ جن کی طرف وہ منسوب ہیں، کی تعریف اور ستائش سننا اور کرنا پسند کرتے ہیں اور دیگر اکابرین امت کی عموماً اور مشائخ اہل بیت کی خصوصاً اگر ایسی تعریف کی جائے جس کی وجہ سے مشائخ اہل بیت کی دوسرے صالحین پر برتری معلوم

ہوتی ہے تو یہ آکڑ خان مغرور اس کو پسند نہیں کرتے اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور اس کا نہایت سخیف طریقہ سے ردّ کرتے ہیں اور اہل بیت کے اعلیٰ اور ارفع سردار حضرت غوثِ اعظم السید محی الدین عبدالقادر گیلانی کو جو اللہ تعالیٰ نے مراتب عالیہ عطا فرمائے ہیں اور ان مراتب عالیہ میں حضرت غوثِ صمدانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کا کوئی ولی شریک نہیں ہے۔ جب یہ آکڑ خان ان مراتب خاصہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کا انکار کر دیتے ہیں اور اپنے مشائخ کو ان مراتب خاصہ کے لحاظ سے غوثِ اعظم کے برابر یا زیادہ خیال کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مطلق اہل بیت اور مشائخ اہل بیت کے عموماً اور محبوب سبحانی رضی اللہ عنہم کے خصوصاً خواص بیان کئے جائیں جن میں غیر اہل بیت عموماً اور غیر اہل بیت مشائخ شریک اور مساوی نہیں برتر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خواص اہل بیت کے ذکر سے قبل بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ فقیر مشرب کے لحاظ سے چشتی گولڑوی اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادنیٰ ترین غلام ہے اور تمام سلاسل کے تمام مشائخ کے ساتھ عموماً اور مشائخ چشت اہل بہشت کے ساتھ خصوصاً بڑی عقیدت مندی رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود فرق مراتب کا قائل ہے۔

مشہور مقولہ ہے کہ "گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی" جس طرح ہر مسلمان تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایمان رکھتا ہے، اس کے باوجود فرق مراتب کے ساتھ بھی ایمان رکھتا ہے اور اس فرق مراتب میں دوسرے انبیاء کرام کی گستاخی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان تمام اولیاء کرام کے ساتھ پوری عقیدت رکھتا ہے۔ اس کے باوجود وہ فرق مراتب کا عقیدہ بھی رکھتا ہے اور حضرت غوثِ صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطب الاقطاب اور سلطان الاولیاء جانتا ہے تو اس میں دوسرے مشائخ کی کوئی گستاخی نہیں ہے۔ آج کل کے آکڑ خان مشائخ کرام کو اپنے پر محمول کرتے ہیں

کہ جیسا یہ آکڑ خان اپنے کو اوروں سے برتر سمجھتے ہیں شاید مشائخ کرام کا طریقہ بھی یہی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول اپنے کو سب سے کمتر سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ان کے زمانہ میں بارش نہ برسنے کی وجہ سے قحط سالی پیدا ہوگئی۔ لوگوں نے ان سے استدعا کی کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت برسائے تو حضرت ذوالنون اپنا شہر چھوڑ کر کہیں دور دراز جگہ پر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ان کے شہر میں بارش ہوگئی جب حضرت ذوالنون واپس اپنے شہر آئے تو لوگوں نے قلب مکانی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ بارش گناہوں کی وجہ سے بند ہو جاتی ہے۔ میں نے غور کیا تو اس شہر میں مجھے اپنے سے بڑھ کر کوئی گنہگار نظر نہ آیا۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ میرے گناہوں کی وجہ سے بارش رکی ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور پھر میرا یہ خیال درست بھی ثابت ہوا کہ میرے جانے کے بعد بارش ہوگئی۔

البتہ بعض مشائخ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر اپنے مراتب عالیہ کا اعلان کریں تو وہ مشائخ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔ جیسا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ذکر کیا جائے گا۔

بات طویل ہوگئی ہے۔ بندہ دراصل اہل بیت کے فضائل اور خواص بیان کر رہا تھا۔ اب اہل بیت کے خواص نمبروار بیان کئے جائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ بندہ جو چیز بھی ذکر کرے گا وہ مستند کتب مذہب کے حوالہ سے ذکر کرے گا اور کسی غیر مستند ملفوظ کا سہارا نہیں لے گا جیسا کہ اناڑی لوگوں کا وطیرہ ہے۔

خاصہ اوّل:

قبل ازیں بندہ علامہ صاحب روح المعانی کی عبارت اور تفسیر سے ثابت کر چکا ہے کہ آیۂ تطہیر میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے اعمال قطعی طور پر مقبول ہوں گے اور ان اعمال صالحہ پر ثواب اور دیگر مراتب قطعی طور پر مترتب ہوں گے اور جو مسلمان اغیار سے ہیں یعنی اہل بیت سے نہیں ہیں ۔ان کے اعمال اور مراتب میں یہ قطعیت نہیں ہے۔اب بندہ اس خاصہ اوّل کو ذرّا تفصیل سے ذکر کرتا ہے کہ اہل بیت کی تین اقسام ہیں۔ ادنیٰ ، اوسط اور اعلیٰ۔ اسی طرح غیر اہل بیت کی بھی تین اقسام ہیں جو اہل بیت قسم ادنیٰ میں داخل ہیں۔ ان کے اعمالِ صالحہ کی قبولیت اور اس پر مترتب عالیہ قطعی ہیں اور غیر اہل بیت کی تینوں اقسام میں یہ قطعیت نہیں ہے۔ جب ادنیٰ اہل بیت کی یہ فضیلت ہے تو اعلیٰ اہل بیت کی بزرگی کا احاطہ مشکل ترین ہے اور اس کو فضیلت جزئی کہا جاتا ہے جو کہ فضیلت کلی کے منافی نہیں ہے۔ فافہم وتدبر

خاصہ دوم:

علامہ صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔عبارت ملاحظہ ہو:

ولذا نجد عباد اهل البيت اتم حالا عن سائر العباد المشاركين لهم فى العبادة الظاهرة و احسن اخلاقا و ازكى نفساً و اليهم تنتهى سلاسل الطرائق التى مبناها كما لا يخفى على سالكيها التجلية و التحلية اللتان هما جناحان للطيران الى خصائر القدس والوقوف على اوكار الانس۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ چونکہ اہل بیت کے اعمال صالحہ قطعی طور پر مقبول ہیں اور ان اعمال پر مراتب عالیہ کا ترتب بھی قطعی ہے اس لئے مشائخ اہل بیت کے حالات

دوسرے مشائخ سے بہت اتم اور کامل ہیں۔ حالانکہ دوسرے مشائخ عباداتِ ظاہرہ میں مشائخ اہل بیت کے ساتھ شریک ہیں اور مشائخ اہل بیت دوسرے مشائخ سے اخلاق کے لحاظ سے بہت حسین اور ان کے نفوس بہت پاکیزہ ہیں اور تمام سلاسل اور طرائق مشائخ اہل بیت کی طرف منتہی ہوتے ہیں اور ان سلاسل کی بنیاد اعمال، اخلاق اور عقائد ذمیمہ سے تخلیہ اور حسنات سے تحلیہ ہے اور یہ ہر دو تخلیہ اور تحلیہ دو پر ہیں، جن کے ذریعہ مقاماتِ مقدسہ کی طرف اڑا جاتا ہے۔ اس طویل عبارت سے بھی واضح ہو گیا کہ مشائخ اہل بیت اور مشائخ غیر اہل بیت اگرچہ اس امر میں شریک ہیں کہ ہر دو مشائخ منہی عنہ سے اجتناب اور مامور بہ پر عمل کرتے ہیں لیکن مشائخ اہل بیت کے حالات اور اخلاق دوسرے مشائخ کے حالات اور اخلاق سے اتم اور احسن ہوتے ہیں اور اسی طرح تزکیہ نفس میں مشائخ اہل بیت کے ساتھ کوئی مشائخ برابر نہیں۔

خاصہ سوم:

روح المعانی میں ہے:

و رایت فی مکتوبات الامام الفاروقی الربانی مجدد الف الثانی قدس سرہ ما حاصله ان القطبية لم تكن علی سبيل الاصالة الا لائمة اهل البيت المشهورين ثم انها صارت بعدهم لغيرهم على سبيل النيابته عنههم ثم انتهت النوبتة الى السيد الشيخ عبد القادر الكيلانی قدس سره النورانی فنال مرتبته القطبية على سبيل الاصالة فلما عزح بروحه القدسية الى اعلىٰ عليين نال من بعده تلك على سبيل النيابته عنه فاذا جاء المهدی ينالها اصالة كمانا لها غيره من

الائمة رضوان الله عليهم اجمعين۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں فرمایا کہ اصلی اور مستقل قطب بغیر ائمہ اہل بیت کے نہیں ہوا اور ائمہ اہل بیت کے بغیر جس کو یہ رتبہ قطبیت ملتا ہے۔ یہ قطب اصلی اور مستقل نہیں ہوتا بلکہ آئمہ اہل بیت کا نائب اور ان کا فیض یافتہ ہوتا ہے اور نیز یہ قطب ائمہ اہل بیت کے زمانہ میں نہیں ہوتا بلکہ آئمہ کے وصال کے بعد ان کا نائب ہوتا ہے۔ پھر قطبیت کی انتہا سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر ہے اور وہ مستقل اور بالاصالۃ قطب ہیں اور ان کے زمانہ میں ان کے سوا دوسرا کوئی قطب نہ تھا۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روح مقدس جب اس دنیا سے اعلیٰ علیین میں پہنچی تو اس کے بعد جو قطب بھی اس دنیا میں تشریف لایا وہ محبوب سبحانی کا نائب اور آپ کا فیض یافتہ ہے۔ جب آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو وہ قطب بالاصالۃ ہوں گے جیسا کہ ائمہ اہل بیت قطب بالاصالۃ تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اس عبارت سے چند امور واضح ہوئے:۔

امر اوّل:

ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب بالاصالۃ ہیں، ان کے سوا جو قطب بھی ہے وہ ان کا نائب ہے۔ یہ تمام نائب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے آئمہ اہل بیت کے نائب اور ان کے فیض یافتہ تھے۔

امر دوم:

اہل بیت کے سوا کوئی قطب حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں ہے۔

امر سوم:

حضرت مجدد الف ثانی رَضی اللہ عنہ اگرچہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے نہایت دیانتداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت محبوب سبحانی کے علو اور فوقیت کا برملا اعتراف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام سلاسل کے تمام مشائخ کا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی نظریہ ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہاں کسی اختلاف کا ذکر نہیں فرمایا۔ آجکل کے نام نہاد مشائخ چشت پر بڑا افسوس ہے کہ وہ محبوب سبحانی کی اس عظمت اور فوقیت کے منکر ہیں اور واہی تباہی دلائل کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے مشائخ کو غوث اعظم کے برابر اور برتر مانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مشائخ کا عقیدہ غوثِ اعظم کے متعلق وہ ہے جو کہ حضرت مجدد قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

پیران نمی پرند ، مریداں ہمی پرانند

خاصہ چہارم:

روح المعانی میں ہے:

و اقول ان السید الشیخ عبدالقادر قدس سرہ غمرنا برہ قد نال ما نال من القطبیة بواسطة جدہ علیه الصلوٰۃ والسلام علی اتم وجہ و اکمل حال فقد کان رضی اللّٰہ تعالی عنه من اجلة اهل البیت حسنیا من جهة الاب حسینیا من جهة الام لم یصبه نقص والذی غلب علی ظنی ان القطب قد یکون من غیرهم لکن قطب

الاقطاب لا یکون الا منہم لانہم ازکی الناس اصلا و اوفرھم فضلًا و ان من ینال ھذہ الرتبتہ منہم لا ینالھا الا علی سبیل الاصالۃ دون النیابۃ و الوکالۃ۔

اس عبارت میں بندہ سے کچھ تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔ اب خلاصہ عبارت عربی ملاحظہ ہو۔ علامہ صاحب روح المعانی حضرت غوث صمدانی کے متعلق اپنا یہ نظریہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو قطبیۃ کا اعلیٰ رتبہ پایا ہے وہ بیان اور عرفان سے ماوراء ہے۔ یہ رتبہ آپ کو اپنے جد امجد کے واسطہ سے حاصل ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ رتبہ اتم اور اکمل ہے اور اتم اور اکمل کیوں نہ ہو۔ آپ اہل بیت کے بزرگ ترین افراد سے ہیں۔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان میں کوئی نقص نہیں ہے اور غالب ظن یہ ہے کہ اگرچہ قطب تو غیر اہل بیت سے ہوسکتا ہے لیکن قطب الاقطاب اہل بیت کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اہل بیت نسب اور اصل کے لحاظ سے سب لوگوں سے پاکیزہ اور بزرگی کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ ہیں اور اہل بیت سے جو کوئی یہ رتبہ حاصل کرتا ہے تو یہ حصول بالاصالۃ ہے، نیابت اور وکالۃ کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محبوب سبحانی کے زمانہ اقدس سے لے کر قیامت تک کوئی ولی اللہ آپ کا ہم رتبہ نہیں ہے۔

جو نام نہاد پیر حضرت محبوب سبحانی کے علو مرتبہ اور فوقیت کے منکر ہیں علامہ صاحب روح المعانی نے ان کی مذمت فرمائی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

و لا ینکر ذالك الا ندیق او رافضی ینکر صحبة الصدیق۔

خلاصۂ عبارت یہ کہ ائمہ اہل بیت اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جو مراتب عالیہ ہم نے ذکر کئے ہیں۔ ان کا منکر صرف بے دین آدمی یا رافضی ہی

ہوسکتا ہے جو کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیۃ کا منکر ہے اور وہ نام نہاد جو کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب سے چین بجبین ہوتے ہیں۔ علامہ صاحب روح المعانی کی زبانی اپنے متعلق فتویٰ سن لیں یہ فقیر کہتا تو گستاخی ہوتی۔

خاصہ پنجم:

بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت میں ہے:

و مثل هذا الطعن ما طعن به الشيخ ابن الجوزى على قطب الاقطاب قدمه على رقبته كل ولى الله محى الملة والدين ابن رسول الله فى الحسب والنسب سيدى و سيد هذا الامة السيد عبدالقادر الجيلانى او صله الله فى اعلى الجنان و بوانا فى جواره وقع هذا الطاعن بهذا الطعن فى مهلكة عظيمه و يقال انه كان يكاد ان يسلب ايمانه فعصمه الله تعالىٰ بدعوة هذا القطب و القصة مشروحته فى شرح المشكوة الفارسى للشيخ عبدالحق الدهلوى و كرامات هذا القطب متواترة لا ينبغى ان ينكر الامعاند سفيه فاحفظ الادب فى رجال الله و تثبت۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ پر منکرین نے طعن کئے اور ان کے کمالات کا انکار کیا۔ اسی طرح محدث ابن جوزی نے حضرت غوثِ اعظم پر طعن کیا اور آپ کے کمالات کا انکار کیا حالانکہ وہ قطب الاقطاب ہیں اور ان کا قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر تھا۔ انہوں نے ملۃ اور دین کو زندہ کیا اور وہ حسب اور نسب پر ہر دو لحاظ سے جناب نبی کریم ﷺ کے لاڈلے بیٹے ہیں اور میرے اور ساری امت کے

سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ جنت میں جگہ دے اور ہم کو ان کے پڑوس میں آباد کرے اور ابن جوزی محدث اس طعن اور انکار کی وجہ سے ایک بڑی ہلاکت میں پڑ گیا اور مرتے وقت ایمان سے محروم ہونے کو تھا کہ حضرت غوثِ اعظم کی دعاء سے اس کا ایمان محفوظ رہا اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات متواتر ہیں اور ان کا انکار وہی کرتا ہے جس کے دل میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عناد ہے اور وہ کمینہ اور احمق ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے رجال کا ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے۔

اس عبارت سے چند امور واضح ہوئے:

امرِ اوّل:

حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاصالۃ قطب اور قطب الاقطاب ہیں۔ قطب الاقطاب صرف ائمہ اہل بیت کی اولاد سے ہوتا ہے۔ حضرت غوثِ اعظم کے بعد جو قطب بھی آیا وہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب ہوگا۔

امرِ دوم:

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے غوثِ اعظم کا قدم اس کی گردن پر ہے۔ اگر کسی کی گردن پر غوثِ اعظم کا قدم نہیں ہے تو وہ پھر اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہے اگر اس دور کا کوئی آکڑ خان (۱)

حاشیہ: ایک پیر صاحب نے ایک رسالہ ''شانِ محبوبیت'' کے نام سے لکھا تھا جس میں انہوں نے فاتح قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبارت کا ناشائستہ انداز میں ردّ کیا تھا، جس میں حضرت پیر صاحب نے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان کا بیان کیا تھا، حضرت استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی قدس سرہ نے جگہ جگہ ''آکڑ خان'' کہہ کر ان کا رد کیا ہے۔ بصیر پور کے مولوی محمد احمد چشتی نے حکایت ''قدم غوث'' میں بارگاہِ غوثیت میں بڑی سوءِ ادبی اور جسارت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت استاذ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نہ تھی ورنہ اس کی بھی دھجیاں بکھیر دیتے۔ (مولوی نذر حسین چشتی گولڑوی)

شیخ یہ کہتا ہے کہ میرے تمام یا فلاں فلاں شیخ کی گردن پر غوثِ اعظم کا قدم نہیں ہے تو وہ آ کڑ خان دبی زبان سے یہ اقرار کر رہا ہے کہ میرے مشائخ اللہ تعالیٰ کے ولی نہیں ہیں تو آ کڑ خان نے اپنے مشائخ کی توہین کی ہے حالانکہ وہ اس انکار سے اپنے مشائخ کی تعریف کرنا چاہتا ہے، غالباً ایسے ہی بے ادب لوگوں کے متعلق کہا گیا ہے۔

ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون۔

امر سوم:

چونکہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو جہاں بھی کوئی ولی ہوگا وہاں تک غوثِ اعظم کا تصرف ہوگا اور اولیاء تمام قطعاتِ زمین میں موجود ہیں لہٰذا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف تمام قطعاتِ زمین کو محیط اور آپ کی محبوبیت عالمگیر ہے۔ چونکہ یہ رتبہ اور کسی ولی کو حاصل نہیں لہٰذا کسی ولی کا تصرف اور اس کی محبوبیت عالمگیر اور تمام قطعات الارض کو محیط نہیں ہے اور حضرت سیدنا شیخ نظام الدین محبوب الٰہی بھی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا فتاویٰ مہریہ میں جو یہ مذکورہ ہے (اور نیز محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی) بالکل حق اور مطابق دلائل کے ہے۔ اور اس کا انکار حضرت غوثِ اعظم کے مراتب کا انکار ہے جو کہ موجب خسران اور خذلان ہے۔

امر چہارم:

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن اور آپ کے مراتب اور کمالات کا انکار ایمان کے لئے خطرہ اور ایسے منکر کو خطرہ ہے کہ مرنے کے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا جیسا کہ محدث ابن جوزی کو یہ خطرہ پیش آیا اور مرنے کے وقت اس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہو گیا اور حاضرین نے محسوس کیا کہ یہ نحوست حضرت غوثِ اعظم

رضی اللہ عنہ پر طعن کی وجہ سے ہے تو چونکہ یہ غوثِ اعظم کا دور تھا اس لئے حاضرین غوثِ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابن جوزی کی طرف سے معافی مانگی تو آپ نے ابن جوزی کو معاف کر دیا اور اس کی سلامتی ایمان کی دعا فرمائی تو ابن جوزی سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا۔

یادرکھیں جیسے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور سب انبیاء سے افضل ہیں اور کسی نبی کو بزرگی میں آپ ﷺ کے برابر خیال کرنا آنحضرت ﷺ کی گستاخی اور آپ کے کمالات کا انکار ہے۔ اسی طرح حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاءِ امت کے سردار ہیں اور سب اولیاء سے افضل ہیں اور کسی ولی کو بزرگی اور شرافت کے لحاظ سے غوثِ اعظم کے برابر خیال کرنا آپ کی گستاخی اور آپ کے کمالات کا انکار ہے۔ کسی اہلسنّت نے کیا خوب کہا ہے:

غوثِ اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

اور جس طرح آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور رتبہ کے لحاظ سے کوئی نبی آپ ﷺ کے برابر نہیں، اس عقیدہ سے دوسرے انبیاء کی توہین نہیں اور گستاخی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور کوئی ولی رتبہ کے لحاظ سے حضرت غوثِ اعظم کے برابر نہیں تو اس میں دوسرے اولیاء کی گستاخی اور توہین نہیں ہے لیکن آج کل کا آکڑ خان شیخ اس کو گستاخی خیال کر کے حضرت غوثِ اعظم کی افضلیت کا منکر ہے۔ اس منکر کو بھی ایمان کا خطرہ ہے اور اس کا کوئی سفارشی نہیں ہوگا۔

امر پنجم:

حضرت غوثِ اعظم کی تمام کرامات تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں اور تواتر یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا غوثِ اعظم کا دوسرے اولیاء سے افضل ہونا اور تمام اولیاء کی گردن پر آپ کا قدم ہے، یہ سب کرامات متواتر اور یقینی ہیں اور ان کا انکار تواتر اور یقین کا انکار ہے اور یہ ان کا صرف معاند اور کم عقل ہی کر سکتا ہے۔

یہاں تک ان امور کا ذکر ہوا جو علامہ بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت سے معلوم ہوتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ علامۃ بحر العلوم علماء ظاہر اور صوفیاء ہر دو میں بڑے رتبہ کے مالک ہیں اور مثنوی مولانا روم پر ان کی کئی جلدوں میں شرح علماء اور صوفیاء کے نزدیک مستند ہے۔ اب اسی بحر العلوم کی ایک اور عبارت پیش خدمت کی جاتی ہے۔ یہ عبارت بھی شرح مسلم الثبوت میں ہے۔

" و اذا تاملت فی مقامات الاولیاء و اذا واقهم کمقامات الشیخ محی الدین قطب ا لوقت السید محی الملة والدین السید عبد القادر الجیلانی الذی قدمه علی رقاب کل ولی ۔ الخ "

اس عبارت میں علامۃ بحر العلوم نے اولیاء کرام کے الہام پر بحث کی ہے کہ یہ الہام حجت ہے یا نہیں اور یہ کہ الہام سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہیں اور اس عبارت میں چند اکابر اولیاء کرام کا ذکر کیا ہے۔ اور اس عبارت میں پھر تصریح کر دی کہ غوثِ اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور کوئی ولی اس سے خارج نہیں ہے اور جن مشائخ کو آ کڑ خان شیخ حضرت غوث اعظم کے برابر خیال کرتے ہیں، ان مشائخ کی گردن پر بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم ہے لہٰذا رتبہ میں غوثِ اعظم کے برابر نہیں ہو سکتے

اور یہ ان مشائخ کی قطعاً گستاخی نہیں اور نہ ہی ان کے کمالات کا انکار ہے بلکہ ایک حقیقت واقعیہ بیان کرنا ہے۔ غوثِ اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اگرچہ اس دور کے آکڑ خان شیخ اس کو گستاخی تصور کرتے ہیں لیکن ان اولیاء کرام سے پوچھو تو وہ اس قدم کو اپنے لئے فخر خیال کرتے ہیں۔ مقولہ:

پیران نمی پرند مریداں ہمی پرانند

بلکہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض تمام سلاسل میں ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ مولانا محمد نظام الدین اورنگ آبادی جو کہ سلسلہ چشتیہ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں، نے کتاب نظام القلوب میں فرمایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے مستفید ہیں۔ جب چشتیوں کا ایک بہت بڑا شیخ استفادہ کی تصریح کر رہا ہے تو کسی آکڑ خان چشتی کو انکار کرنا زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا فتاویٰ مہریہ کی مندرجہ ذیل عبارت بالکل درست اور موافق تصریح علماء اور اصفیاء ہے۔

عبارت مبارکہ یہ ہے کہ:

”چنانچہ سیدنا عبد القادر و سیدنا خواجہ نظام الدین ہر دو مقام محبوبیت میں شریک ہیں مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی حضرت سیّد عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے مستفید ہیں۔ نظام القلوب ملاحظہ ہو اور نیز محبوبیت قادریہ عالم گیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی۔“

فتاویٰ مہریہ کی مذکورہ بالا عبارت کی مثال یہ ہے کہ کوئی اہل سنت یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام نفس نبوت میں شریک ہیں اس کے باوجود دوسرے انبیاء سے افضل ہیں۔ اور نبوۃ محمدیہ عالمگیر ہے اور دوسرے انبیاء کی نبوۃ

کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی تو جس طرح اس مثال میں دوسرے انبیاء کی گستاخی اور توہین نہیں ہے بلکہ بیان واقع اور فرق مراتب ہے بعینہٖ اسی طرح فتاویٰ مہریہ کی عبارت میں بھی خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی اور سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر دو کو محبوبیت میں شریک ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود فرق مراتب کے ذکر سے خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی کی گستاخی کا شائبہ تک نہیں ہے اور صرف آ کڑ خان شیخ کو ہی گستاخی محسوس ہو رہی ہے اور فرق مراتب کا انکار کر رہا ہے۔ حالانکہ اس انکار کی مذمت کے لئے یہ مصرعہ کافی ہے۔ ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اب آ کڑ خان شیخ کو غور کرنا چاہیے کہ اس انکار سے اس کو کون سا لقب ملا یعنی بڑے اچھے بھلے شیخ زندیق ٹھہرے۔

فتاویٰ مہریہ میں ایک اور عبارت بھی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ اس کی توضیح کر کے فرق مراتب کو اجاگر کیا جائے۔ عبارت یہ ہے:

> ''رہا لفظ سبحانی و الٰہی سو مقام جذب و محبوبیت سے جیسا تناسب لفظ سبحان کو ہے لفظ الٰہ کو نہیں۔ کما قال اللّٰہ تعالٰی سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلًا اور نہ لفظ الٰہ ذات بحث پر دال ہے بلکہ سبحان کہ رتبہ ذات کا نام ہے۔''

تفصیل عبارت یہ ہے کہ حضرت غوثِ اعظم کو محبوب سبحانی کہا جاتا ہے اور خواجہ نظام الدین دہلوی کو محبوبِ الٰہی کہا جاتا ہے اور سبحانی اور الٰہی دونوں میں یاءِ نسبت ہے۔ پہلے کا معنی منسوب الیٰ سبحان اور دوسرے کا معنی منسوب الیٰ الٰہ ہے اور سبحان کے لفظ کو جذب اور محبوبیت سے زیادہ مناسبت ہے اور لفظ الٰہ کو وہ مناسبت نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل یہ آیۃ مبارکہ ہے:

قولہ تعالیٰ: سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلًا

دلیل اس طرح ہے کہ عبدہ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور اس میں عبد کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو عبدہ کا معنی ہوگا انقطاع من الخلق الی الخالق اور یہ جذب ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں لہٰذا عبدہ کی دلالت جیسی جذب پر ہے اسی طرح محبوبیت پر بھی ہے۔ اب یہاں سبحان کا لفظ لایا گیا ہے نہ کہ اللہ کا لفظ کیونکہ سبحان جذب اور محبوبیت میں زیادہ مناسب ہے کیونکہ سبحان کا معنی پاکیزگی ہے اور پاکیزگی جذب اور محبوبیت کے زیادہ مناسب ہے اور یہ معبود بحق کے ساتھ فی الحقیقۃ مختص ہے برخلاف لفظ اللہ کے کہ یہ معبود بحق اور معبود باطل دراصل اس کا اطلاق دونوں پر آتا ہے اگرچہ سبحان اور اللہ دونوں سبحانی اور الٰہی میں معبود بحق سے عبارت ہیں لیکن اصل کے لحاظ سے ہر دو میں فرق ہے۔ سبحان معبود بحق کے ساتھ مختص ہے اور اللہ عام ہے اور یہی مطلب ہے کہ اللہ کا لفظ ذات بحت پر دلالت نہیں کرتا اور سبحان ذات بحت کے ایک رتبہ کا نام ہے۔

حضرت غوثِ اعظم کا قدم جو ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اس پر اور دلائل ملاحظہ ہوں۔ مولانا جامی نے نفحات الانس میں فرمایا ہے:

> شیخ عبد القادر جوان بود در صحبت شیخ حماد می بود دروزے بادب تمام در صحبت وی نشستہ بود چوں برخاست و بیروں رفت شیخ حماد گفت ایں عجمی را قدمے است در وقت وی بر گردن همه اولیاء خواهد بود و هر آئینه مامور شود بآنکه بگوید قدمی هذہٖ علی رقبة کل ولی اللّٰه و هر آئینه آنرا بگوید و همه اولیاء گردن نهند (الی آن قال) گویا که می بینم ترا در بغداد که به

منبر آمده و میگوئی قدمی هذا علی رقبته کل ولی الله و
مے بینم که اولیاء وقت همه گردنها خود را پست کرده اند
اجلال و اکرام ترا و هر چه نسبت شیخ عبدالقادر
جیلانی گفت واقع شود۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ حضرت غوثِ اعظم جوانی میں شیخ حماد کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ ایک دن نہایت ادب کے ساتھ شیخ حماد کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ جب مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو شیخ حماد نے فرمایا کہ ایک وقت میں اس عجمی کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اور اس عجمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوگا کہ وہ کہے قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله اور پھر یہ عجمی ایسا کہے گا اور تمام اولیاء اپنی گردن رکھ دیں گے۔ تا آنکہ فرمایا کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں منبر پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام اولیاءِ وقت نے اپنی گردنیں تیری عزت کے لئے نیچے کر دیں۔ اور حضرت حماد نے جو جناب غوثِ اعظم کے متعلق فرمایا اور اسی طرح واقع ہوا۔

اس عبارت سے چند امور واضح ہوئے:

امر اوّل:

غوثِ اعظم کی یہ کرامت کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ اس کرامت کی قبل از وقوع اولیاء کرام بشارت دیتے رہے ہیں۔

امر دوم:

حضرت غوثِ اعظم نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم تھا کہ ایسا کہو اور پھر آپ نے ایسا کہا اور پھر تمام اولیاء نے اپنی

گردنیں غوثِ اعظم کے آگے جھکا دیں۔

امر سوم:

اولیاء کرام کے ایک شطحیات ہوتے ہیں کہ بلا ارادہ اور غلبہ عشق و مستی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں اور اگر غلبہ ذوق و مستی نہ ہوتا اور وہ صحو میں ہوتے تو یہ امور ان سے صادر نہ ہوتے۔

مذکورہ بالا کلام سے یہ واضح ہوا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قدمی ھذہٖ علی رقبة کل ولی اللّٰہ یہ از قبیل شطحیات نہیں ہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جملہ کہنے کا حکم تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ فرما کر اس حکمِ الٰہی کی تعمیل کی اور اللہ تعالیٰ شطحیات کا حکم نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہمیشہ ارادہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ از قبیل شطحیات نہیں ہے بلکہ حالت صحو میں ارادہ کے ساتھ ہے۔

امر چہارم:

تمام اولیاء کرام نے جو اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے قدم کے نیچے رکھ دیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل انسان کے لئے باعث عزت اور فخر ہے لہٰذا اولیاء اللہ کا گردن جھکا دینا ان کے نزدیک باعثِ عزت تھا اور یہ خیال باطل ہے کہ جن اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں اس میں ان کی کسر شان اور ذلت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آکڑ خان مشائخ نے حضرت غوثِ اعظم کی اس کرامت کا انکار کر دیا اور اسے شطحیات پر محمول کیا۔

بندہ یہاں اس کی ایک مثال پیش کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا تمام صحابہ اور اولیاء کرام نماز کے وقت کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اسی طرف منہ کر

کے سجدہ کرتے ہیں حالانکہ خانہ کعبہ پتھروں کا بنا ہوا ہے اور کبھی کسی نبی یا ولی کو یہ خیال نہیں آیا کہ پتھروں کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنے میں ہماری ذلت ہے۔ یہ خیال اس لئے نہیں آتا کہ ہم کو یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کعبہ اور پتھروں کی طرف منہ کر کے کرو چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے، اس لئے اس میں انسان کی عزت ہے نہ کہ ذلت۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اعلان کردو کہ قدمی هذه علی رقبته کل ولی اللہ اور پھر آپ نے یہ اعلان کر دیا۔

اب یہ اعلان سچا اسی وقت ہو سکتا ہے کہ تمام اولیاء کرام اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے سامنے جھکا دیں تو تمام اولیاء کرام نے گردنیں جھکا کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کو سچا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں اولیاء کرام کی عزت ہے۔ اس دور کے آکڑ خان شیخ کا یہ خیال خام ہے کہ اگر میرے مشائخ غوثِ اعظم کے آگے گردنیں جھکا دیں اور ان کی گردنوں پر غوثِ اعظم کا قدم آجائے تو اس میں ان مشائخ کی بے عزتی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ غور کریں خانہ کعبہ کی بناء پتھروں سے ہے اور خانہ کعبہ احکامِ الٰہیہ کے ساتھ مکلف نہیں ہے۔ نہ اس نے نماز پڑھی اور نہ حج کیا، نہ روزہ رکھا نہ زکوٰۃ دی اور نہ جہاد کیا۔ اس کے باوجود اس کی طرف منہ کر کے خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرنا عزت ہے تو غوثِ اعظم کے سامنے اولیاء کرام کا گردنیں جھکانا بطریقِ اولیٰ عزت ہوگی کیونکہ غوثِ اعظم مکلّف ہیں، انہوں نے نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، حج کیا، مجاہدہ کیا اور خصوصاً آنحضرت ﷺ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ صفات خانہ کعبہ میں نہیں ہیں۔

اس کے بعد نفحات الانس کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

روزے شیخ عبد القادر در رباط خود در مجلس میگفت و عامہ مشائخ بہ پنجاہ تن حاضر بودند و ازاں جملہ شیخ علی هیتی و شیخ بقا بن بطوء و شیخ ابو سعید و شیخ ابو

النجیب و شیخ ابو سعود وغیرہ ایشاں از مشائخ کبار نگاہ در اثنائے سخن گفت قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ شیخ ابو سعید قیلوی گفت کہ چوں شیخ عبدالقادر گفت قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حق سبحانہ و تعالٰی بر دل وی تجلی کرد و رسول اللہ ﷺ بر دست طائفہ از ملائکتہ مقربین بمحضر اولیاء متقدمین و متأخرین کہ آنجا حاضر بودند احیاء باجساد خود و اموات بارواح خود خدمتے دروی پوشانید ندو بروئے زمین ہیچ ولی نماند مگر کہ گردن خود را پست کرد و بعضے گفتہ اند کہ یک کس از عجم تواضع نہ کر دو حال وی از وی متواری شد و فی تاریخ امام یافعی رحمہ اللہ تعالٰی و اردو کراماتہ یعنی شیخ عبد القادر رحمہ اللہ تعالٰی خارجۃ عن الحصر و قد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ ان کراماتہ تواترت او قربت من التواتر و معلوم بالاتفاق انہ لم یظھر ظھور کراماتہ لغیرہ من شیوخ الافاق۔

قبل ازیں گزر چکا ہے کہ شیخ حماد نے حضرت غوثِ اعظم کے متعلق پہلے پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ عجمی یعنی غوثِ اعظم بغداد میں منبر پر اعلان کریں گے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ اور یہ پیشین گوئی وقوع پذیر ہوئی۔
اب عبارت مذکورہ بالا میں اس پیشین گوئی کے وقوع کا ذکر ہے۔ خلاصہ عبارت یہ ہے کہ ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر اپنے لنگر خانہ میں مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور تقریباً پچاس مشائخ اس مجلس میں حاضر تھے۔ ان میں سے شیخ علی ہیتی وغیرہ بھی تھے

ناگاہ گفتگو کے دوران غوثِ اعظم نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اسوقت آپ کے دل پر اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور آنحضرت ﷺ اور مقربین فرشتے اور متقدمین و متاخرین اولیاء کرام جو کہ وہاں موجود تھے، جوزندہ تھے وہ جسموں کے ساتھ اور جو فوت ہو چکے تھے وہ ارواح کے ساتھ حاضر تھے اور ان سب نے حضرت غوثِ اعظم کو خلعت پہنائی اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا کہ اس نے غوثِ اعظم کے سامنے گردن نہ جھکائی ہو اور بعض نے کہا کہ عجم کے ایک آدمی نے گردن نہ جھکائی تو اس کی ولایت ختم ہو گئی اور تاریخ امام یافعی رحمہ اللہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات گنتی سے باہر ہیں اور بڑے بڑے ائمہ نے مجھے خبر دی ہے کہ غوثِ اعظم کی کرامات متواتر یا قریب تواتر کے ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ تمام عالم میں کسی ولی سے اتنی کرامات ظاہر نہیں ہوئیں جتنی کہ حضرت غوثِ اعظم سے صادر ہوئی ہیں۔

اس عبارت سے بھی چند امور واضح ہوئے۔

امر اوّل:

جب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم کو ایک خاص رتبہ عطا فرمایا اور اس وقت آنحضرت ﷺ اور مقربین فرشتوں کا ایک گروہ اور تمام اولیاء، متقدمین اور متاخرین وہاں حاضر تھے، زندہ بھی اور فوت شدہ بھی۔ زندہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ اور روئے زمیں پر جو ولی بھی تھا ہر ایک نے گردن جھکا دی اور ان میں سے سلاسلِ اربعہ کے تمام مشائخ داخل ہیں۔ لہٰذا سب نے اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے آگے جھکا دیں اور ان میں آکڑ خان شیخ کے مشائخ بھی

داخل ہیں اور ان کی گردنوں پر بھی غوثِ اعظم کا قدم ہے۔

امر دوم:

جب غوثِ اعظم نے یہ اعلان فرمایا تو ہر ولی نے گردن جھکا دی۔ صرف ایک عجمی نے گردن نہیں جھکائی اور اس سے ولایت سلب ہوگئی۔ اب اگر کوئی آکڑ خان یہ کہے کہ فلاں فلاں شیخ نے غوثِ اعظم کے آگے گردن نہیں جھکائی تو اس کا یہ معنی ہوگا کہ ان مشائخ سے بھی ولایت سلب ہوگئی جو کہ صراحتاً غلط ہے۔ کیونکہ صراحتاً گزر چکا ہے کہ صرف ایک عجمی نے گردن نہ جھکا کر تواضع کا اظہار نہیں کیا۔

امر سوم:

حضرت امام یافعی رحمہ اللہ جو کہ اکابر علماء اور مستند صلحاء سے ہیں انہوں نے تصریح فرمادی کہ جتنی کراماتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے صادر ہوئی ہیں، اتنی کرامات کسی ولی سے صادر نہیں ہوئیں حتیٰ کہ آکڑ خان شیخ کے مشائخ سے بھی اتنی کرامات صادر نہیں ہوئیں لہٰذا فتاویٰ مہریہ کا یہ فرمان بالکل حق ہے کہ محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے کیونکہ تمام عالم کے ولیوں کی گردن پر اس کا قدم ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی کیونکہ اس کا قدم تمام عالم کے ولیوں کی گردن پر نہیں ہے۔ آکڑ خان مشائخ کو واضح ہو کہ محبت اور چیز ہے اور حقیقت اور چیز جیسا کہ ہر آدمی کو اپنا بیٹا سب سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے، یہ محبت ہے لیکن خلافتِ حقیقت ہے۔ حقیقت دلائل سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ صرف محبت سے خواجہ سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی دہلوی کے ساتھ ہر اہل سنت کو پوری محبت اور عقیدت ہے لیکن حقیقت اپنی جگہ پر ہے۔

حضرت شیخ ابو المعالی لاہور قدس سرہ نے تحفہ قادریہ میں مضمون ماقبل کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

نقل از شیخ ابی صالح نصر ابن حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰه تعالٰی عنهم یکے پرسید از قول آنحضرت شیخ رضی اللّٰه تعالٰی عنه قدمی هذه علی رقبته کل ولی اللّٰه فرمود شنیده ام از والد خود عبدالرزاق و اعمام خود ابو عبدالرحمٰن عبداللّٰه عبدالوهاب و ابو اسحاق ابراهیم رضوان اللّٰه علیهم که فرمودند حاضر بودیم در مجلس که والد ما رضی اللّٰه عنه این قول را فرموده بود دراں مجلس پنجاه و چند اکابر اعیان مشائخ عراق همه رقاب پیش کشیدند و سر فرود آوردند و رسید خبر بما از مشائخ آنوقت که در اطراف و امصار بودند همه اعناق خود را بخشوع تمام پست کردند و خبر کردند که دراں زماں شیخ محی الدین عبد القادر فرموده است قدمی هذا علی رقبته کل ولی اللّٰه این وضع رقاب از بهر آنست از شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللّٰه عنه که چوں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی فرمود قدمی هذه علی رقبته کل ولی اللّٰه حق سبحانی تعالٰی تجلی کرده بود بر دل اورو رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی و سلم بر دست طائفه از ملائکة مقربین بمحضر اولیاء متقدمین و متاخرین که حاضر بودندا احیاء باجساد و اموات بارواح خود خلعتے دروی پوشانیدند و هیچ ولی درروئے زمین نماند مگر پست گردانید گردن خود را بآنحضرت رضی اللّٰه عنه از

شیخ ابو البرکات که خبر کرد مراد الدمن که پیر سیدم
عم خود شیخ عدی مناف بن مسافر رضی الله عنه که
میدانی که هیچ یکے از مشائخ متقدمین و متاخرین گفته
است قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله غیر شیخ محی
الدین عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه گفت نے گفتم
پس ایں چه معنی دارد که فرموده است گفت از مقام
فردیت خود اظهار کرده است گفتم در هر وقت فردے
بوده است گفت مامور شده، نمی بینی بسوئے ملائکة که
سجده نه کرده اند مهتر آدم علیه السلام مگر از جهت
ورود امر سبحانه و تعالٰی بر ایشاں از شیخ عارف ابو
محمد علی بن ابی بکر که وقتے گفت سیدی عبد القادر
رضی الله تعالٰی عنه قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله
برخواست شیخ علی بن بهتی هیتی رضی الله تعالٰی عنه
بسوئے آنحضرت و گرفت قدم اوونهاد بر گردن خود و
در آمد زیر دامن او و بعضے از اصحاب پرسیدند که ایں
چرا کردی گفت از انکه او مامور شد بگفتن ایں قول و
اذن شده مراو را به عزل هر که منکر شود او را اولیاء
پس خواستم که من باشم اول کسے که مسارعت کند درا
انقیاد او ، از شیخ ابو الفرح حسن که چوں مامور شد
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الله تعالٰی عنه بایں
که بگوید قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله دیدم اولیاء

در مشرق و مغرب که گردن نهادند همه اولیاء مگر یك

مرد از زمین عجم پس گم شد حال او۔

اس طویل عبارت کا حصہ اوّل تقریباً وہی ہے جو کہ مولانا جامی نے نفحات الانس میں فرمایا اور قبل ازیں نقل کیا جا چکا ہے۔ خلاصہ تمام عبارت یہ ہے کہ حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شیخ ابی صالح نصر سے جو کہ حضرت عبدالرزاق کے بیٹے ہیں، حضرت غوثِ اعظم کے اس قول کے متعلق پوچھا گیا "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" تو شیخ ابی صالح نے جواباً فرمایا کہ میں نے اپنے والد عبدالرزاق اور اپنے چچوں سے سنا ہے جن کے یہ نام ہیں ابو عبدالرحمٰن عبداللہ عبدالوہاب اور ابو اسحاق ابراہیم رضوان اللہ علیہم کہ فرمایا انہوں نے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے جب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" اور اس مجلس میں پچاس سے زیادہ عراق کے اکابر مشائخ تھے، سب نے اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے سامنے پیش کر دیں اور سر جھکا دیئے اور اس وقت کے مشائخ سے ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ سب نے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی گردنیں جھکا دیں اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ جس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی محی الدین عبدالقادر نے فرمایا قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله تو اللہ تعالیٰ نے حضرت غوثِ اعظم کے دل پر تجلی فرمائی اور آنحضرت ﷺ اور ایک گروہ ملائکہ مقربین اور اولیاء کرام متقدمین اور متاخرین حاضر تھے، جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو فوت شدہ ہیں، وہ اپنی ارواح کے ساتھ حاضر تھے اور سب نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت پہنائی اور روئے زمین پر جو ولی تھا اس نے غوثِ اعظم کے سامنے گردن جھکا دی اور شیخ ابو البرکات سے منقول ہے کہ میرے باپ نے مجھے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے سوا مشائخ متقدمین اور متاخرین سے کسی نے کہا ہے!

"قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "تو شیخ عدی نے جواباً فرمایا کہ غوثِ اعظم کے بغیر کسی ولی نے ایسا نہیں کہا۔ میں نے دوبارہ سوال کیا کہ غوثِ اعظم نے جو فرمایا ہے اس کا کیا مطلب ہے تو شیخ عدی نے فرمایا کہ حضرت غوثِ اعظم مقام فردیت میں تھے۔ آپ کا یہ فرمان مقام فردیت کا اظہار ہے۔ سائل جو کہ شیخ ابوالبرکات کا والد ہے، اس نے پھر اپنے چچا شیخ عدی سے پوچھا کہ ہر وقت میں کوئی نہ کوئی ولی مقام فردیت میں ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ قول غوثِ اعظم کے بغیر اور کسی ولی نے تو نہیں کہا تو شیخ عدی نے جواب دیا کہ حضرت غوثِ اعظم کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہنے کا حکم دیا تھا اور غوثِ اعظم کے بغیر اور کسی ولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نہیں ہوا اس لئے غوثِ اعظم نے یہ قول فرمایا اور آپ کے سوا کسی نے یہ قول نہ کیا۔ چونکہ غوثِ اعظم کے اس قول میں نظر بظاہر خود ستائی ہے اور گردن جھکانے والوں کی سوءِ ادبی کا پہلو نکلتا ہے اس لئے شیخ عدی نے اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے ایک بہترین مثال دی ہے کہ غور کرو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے سجدہ صرف اس لئے کیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور امرِ الٰہی کی تعمیل میں عزت ہے نہ کہ سوءِ ادب اور ذلت اور نیز اللہ تعالیٰ کے امر پر عمل کرنا خود ستائی نہیں ہے بلکہ تحدیثِ نعمت ہے تو غوثِ اعظم کا یہ فرمان" قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ " خود ستائی نہیں کیونکہ آپ مامور ہیں اور خود ستائی کا امر نہیں ہوتا بلکہ خود ستائی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اولیاء کرام نے جو اس امر پر عمل کیا یہ باعث عزت ہے نہ کہ ذلت اور شیخ عارف ابو محمد علی بن ابی بکر سے روایت ہے کہ جس وقت سیدی شیخ عبدالقادر نے فرمایا" قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "تو شیخ علی ہیتی رضی اللہ عنہ اٹھ کر غوثِ اعظم کی طرف گئے اور ان کا قدم اپنی گردن پر رکھا اور آپ کے دامن کے نیچے داخل ہوئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو شیخ علی نے فرمایا

کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ غوثِ اعظم کو اس قول کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر ہوا تھا اور نیز آپ کو اس بات کا اذن دیا گیا کہ جو ولی آپ کے اس قول کا انکار کرے آپ اس کو معزول کر سکتے ہیں یعنی اس کی ولایت سلب کر سکتے ہیں تو میں نے چاہا کہ جو لوگ آپ کے تعمیل ارشاد میں جلدی کرتے ہیں میں ان سے سبقت حاصل کروں اور شیخ ابو الفرح حسن سے منقول ہے کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ کہیں قدمی هذه على رقبة كل ولی اللہ تو میں نے مشرق اور مغرب کے درمیان تمام اولیاء کو دیکھا کہ سب نے اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے آگے رکھ دیں۔ البتہ ایک مرد نے جو کہ زمین عجم سے تھا اس نے گردن نہ رکھی تو اس کی ولایت سلب ہوگئی۔

یہاں تک تحفہ قادریہ کی فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اب اس عبارت سے جو امور واضح ہوتے ہیں، ان کو ملاحظہ فرمائیں۔

امرِ اوّل:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے جو فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ یہ قول شطحیات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور امر تھا اور غوثِ اعظم نے اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کی ہے۔

امرِ دوم:

جب غوثِ اعظم نے یہ قول فرمایا تو تمام روئے زمین پر مغرب سے مشرق تک جو اولیاء کرام تھے سب نے غوثِ اعظم کے آگے گردنیں جھکا دیں، صرف ایک عجمی مرد نے گردن نہ جھکائی تو اس کی ولایت سلب اور ختم ہوگئی۔

امرِ سوم:

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اذن ملا کہ جو ولی آپ

کے آگے گردن نہ جھکائے، آپ اس کو ولایت سے معزول کر دیں۔

امر چہارم:

جس ولی نے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آگے گردن نہ جھکائی وہ ولایت سے معزول ہو گیا۔

امر پنجم:

تمام اولیاء کرام سے صرف ایک عجمی مرد نے غوثِ اعظم کے سامنے گردن نہ جھکائی اور ولایت سے معزول ہو گیا۔

امر ششم:

جب غوثِ اعظم نے مذکورہ بالا قول فرمایا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر خصوصی توجہ اور تجلی فرمائی اور اس وقت آنحضرت ﷺ اور ملائکہ مقربین سے ایک طائفہ اور تمام اولیاء، متقدمین اور متاخرین حاضر تھے زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنے ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ اور سب نے آپ کو خلعت پہنایا۔

امر ہفتم:

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ خاصہ تھا کہ آپ نے یہ قول فرمایا۔ آپ کے سوا کسی ولی نے یہ قول نہیں کیا۔

امر ہشتم:

فتاویٰ مہریہ میں جو وارد ہے کہ محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ تمام روئے زمین پر مغرب سے مشرق تک جو اولیاء ہیں، سب نے غوثِ اعظم کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں اور یہ

مرتبہ کسی ولی کو عموماً اور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کو خصوصاً حاصل نہیں ہے۔

امر نہم:

جب غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے تو تمام سلاسل کے جو مشائخ اس وقت موجود تھے، سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ خصوصاً خواجہ غریب نواز اجمیری نے بھی اپنی گردن جھکا دی تو خواجہ غریب نواز کے بعد سارا سلسلہ چشتیہ عموماً اور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی خصوصاً غریب نواز کے حکم میں داخل ہو گئے تو گویا سب نے غوثِ اعظم کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ لہٰذا تمام سلاسل کے تمام مشائخ سے غوثِ اعظم افضل ٹھہرے۔ لہٰذا محبوبیت قادریہ عالمگیر ہوئی اور کسی ولی کی محبوبیت عالمگیر نہیں ہے اور کئی قطعاتِ ارض تک نہیں پہنچی اور حضرت شیخ نظام الدین محبوبِ الٰہی بھی اس میں داخل ہیں۔

امر دہم:

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے چونکہ غوثِ اعظم کو اس قول کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم اور امر تھا لہٰذا غوثِ اعظم کا یہ قول اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کو حکم دیا کہ تم اپنی گردن کو غوثِ اعظم کے قدم کے نیچے جھکا دو تو ہر ولی نے اپنی گردن جھکا دی لیکن ایک مردِ عجمی نے اپنی گردن غوثِ اعظم کے سامنے نہ جھکائی تو اس کی ولایت سلب ہوگئی تو حضرت شاہ ابو المعالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحفہ قادریہ میں اس کی مثال نقل کی ہے کہ اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ربّ العزت جل شانہ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ایک ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو وہ مردود ہوا حالانکہ سجدہ کا معنیٰ غایت

تذلل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے فرشتوں نے اسے ذلت نہ سمجھا بلکہ عزت خیال کیا۔ البتہ ابلیس نے اسے ذلت سمجھتے ہوئے سجدہ سے انکار کر دیا اور ملعون ہوا۔ اسی طرح ربّ العزت نے حضرت غوثِ اعظم کے ذریعہ تمام ولیوں کو حکم دیا کہ اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے قدم کے نیچے رکھ دو تو تمام ولیوں نے اللہ کے امر کی تعمیل کرتے ہوئے گردنیں جھکا دیں اور اس کو اپنی عزت خیال کیا نہ کہ ذلت مگر ایک مرد عجمی نے اس کو ذلت سمجھتے ہوئے گردن نہ جھکائی اور ولایت سے محروم ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ فتاویٰ مہریہ میں جو ہے کہ محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روئے زمین اور مغرب اور مشرق تک جتنے ولی ہیں، سب کی گردن پر غوثِ اعظم کا قدم ہے اور سب اولیاء نے اپنی گردنیں غوثِ اعظم کے سامنے جھکا دیں اور یہ رتبہ صرف اور صرف غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور کسی کو حاصل نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سب اولیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عالمگیر محبوبیت صرف حضرت محی الدّین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور کسی کو یہ محبوبیت حاصل نہیں ہے تو حضرت شیخنا السید السند غوث زمان قطب دوران سید مہر علی شاہ قدس سرہ نے فتاویٰ مہریہ میں فرمایا ہے کہ:

"محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاتِ زمین تک نہیں پہنچی۔"

یہ فرمان بالکل حق اور تمام اولیاء کرام کا اس پر اجماع ہے۔ صرف ایک مرد عجمی نے اس کا انکار کیا اور محروم ہو گیا تو اس دور کے جس آ کڑ خان شیخ نے حضرت غوث اعظم کے اس مرتبہ اور خصوصیت کا انکار کیا ہے وہ اسی مرد عجمی کی طرح محروم ہے اور اگر بالفرض اس میں ولایت ہے تو وہ سلب ہو گئی ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

بندہ نے جو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ اور آپ کی محبوبیت عالمگیر کے متعلق ذکر کیا ہے، اس کی وجہ ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اور دوبارہ مفصل طور پر ذکر کرتا ہوں۔ بندہ نے کچھ عرصہ ہوا ایک رسالہ دیکھا جس کا نام ''شانِ محبوبیت'' ہے اور مصنف کا نام ''محی الدین'' ہے اور اس رسالہ میں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خصائص کا انکار کیا گیا ہے۔ مثلاً محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے، یہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے جو کہ کسی دوسرے ولی کو نہیں ملا حتیٰ کہ شیخ المشائخ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کو بھی یہ مرتبہ نہیں ملا اور اس میں محبوب الٰہی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی نہیں بلکہ فرق مراتب ہے اور یہ صاحب فرق مراتب کا انکار کر رہے ہیں۔ شاید ان جیسوں کے حق میں کہا گیا ہے:

''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی''

تو غوثِ اعظم کے مراتب عالیہ اور خواص کا انکار صریح زندقہ ہے۔ صاحب روح المعانی اپنی تفسیر میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

قد نال ما نال من القطبية بواسطة جده عليه الصلوٰة والسلام على اتم وجه و اكمل حال فقد كان رضى الله تعالى عنه من (اجلة اهلبيت حسنيا من جهة الاب حسينيا من جهة الام لم يصبه نقص لو ان و على و ليت و لاينكر ذالك الا زنديق او رافضى ينكر صحبة الصديق۔"

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت غوثِ اعظم نے وہ رتبہ قطبیت حاصل کیا ہے کہ اس کا احاطہ متعذر ہے۔ یہ رتبہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل نہیں کیا بلکہ اپنے جد جناب نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے حاصل کیا اور اتم وجہ اور اکمل حال پر حاصل کیا اور یہ کہ

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزرگ اہل بیت سے تھے، والد کے لحاظ سے حسنی سید اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید تھے۔ اورلو، ان، عسیٰ اور لیت کا نقص ان میں نہیں تھا اور غوثِ اعظم کے کمالات اور خواص کا انکار صرف اور صرف زندیق کرتا ہے یا کہ رافضی جو کہ صحبت صدیق رضی اللہ عنہ کا انکار کرتا ہے۔

غور فرمائیں !!!غوثِ اعظم کے کمالات اور خواص کے منکر کو علامہ صاحب روح المعانی نے یا زندیق کہا ہے یا رافضی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی غوثِ اعظم کی ولایت کا تو قائل ہے لیکن دوسرے ولیوں کو غوثِ پاک کا تمام کمالات میں ہم پلہ مانتا ہے، یہ زندیق ہے کہ فرق مراتب نہیں کرتا اور جو آدمی غوثِ اعظم کی ولایت کا ہی منکر ہے وہ رافضی ہے کیونکہ رافضی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو سیّد ہی تسلیم نہیں کرتے۔

مصنف ''شانِ محبوبیت'' سے بھی زندقہ یا رفض کی بو آتی ہے اور مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے حضرت غوثِ زماں قطب وقت قدس سرہ کے متعلق نہایت ہی غلیظ زبان استعمال کی ہے اور رکیک حملے کئے ہیں اور فتاویٰ مہریہ کی ایک نہایت درست عبارت کا ردّ کیا ہے اور مصنف رسالہ کو تو کسی علم دین سے بھی کوئی خاص مس نہیں ہے اور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیّد مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ علومِ دینیہ کسبیہ اور وہبیہ میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ کہاں پیر مہر علی شاہ اور کہاں مصنف ''رسالہ شانِ محبوبیت'' ---- چھوٹا منہ اور بڑی بات ---

بندہ نے غور کیا کہ مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے غوثِ زماں کے متعلق یہ جسارت کیوں کی ہے؟ تو اس کی دو وجہ معلوم ہوئیں۔

وجہِ اوّل:

مصنف رسالہ کے دل میں چونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق

صرف اس وجہ سے عناد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے مراتب سے سرفراز فرمایا کہ مصنف رسالہ کے مشائخ کو وہ رتبہ نصیب نہیں ہوا کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ عموماً اور مصنف رسالہ کے مشائخ کو خصوصاً یہ رتبہ حاصل نہ ہوا۔ اس وجہ سے مصنف رسالہ کو غوثِ اعظم سے اللہ تعالیٰ کی عطا پر حسد ہے اور یہ ایک قاعدہ ہے کہ باپ کے ساتھ بغض اور کینہ ہو تو اولاد کے ساتھ بھی بغض ہوتا ہے اور چونکہ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں اور صحیح النسب گیلانی سید ہیں۔ اس لئے مصنف رسالہ کو ان کے ساتھ بھی بغض اور کینہ ہے بلکہ مصنف رسالہ کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری اولاد سے بغض ہے۔

وجہ دوم:

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ نے فتاویٰ مہریہ میں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ رتبہ بیان فرمایا ہے جو کہ مصنف رسالہ کے مشائخ کو حاصل نہیں۔ اس لئے سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے متعلق غلیظ زبان استعمال کی ہے۔ حالانکہ مصنف رسالہ کے مشائخ کے دل میں غوثِ اعظم کے متعلق احترام ہے نہ کہ عناد۔ نہ معلوم مصنف رسالہ کو یہ عناد کہاں سے وراثت میں ملا ہے؟ قبل ازیں علامہ صاحب روح المعانی کی عبارت میں گزر چکا ہے کہ یہ وراثت زنادقہ یا روافض کی ہے اور مصنف رسالہ ان کے وارث ہیں۔

اب بندہ فتاویٰ مہریہ کی عبارت نقل کر کے اس کا مطلب بیان کرے گا جس سے کسی منصف کو کوئی انکار نہیں ہوگا۔ باقی رہا معاند تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ اس کے بعد مصنفِ رسالہ شانِ محبوبیت کے رکیک اعتراض نقل کر کے اس کا دندان شکن جواب

ے گا۔ فتاویٰ مہریہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح ہذا سے نتائج ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ عالی جناب نہ صرف مقامِ غوثیت کے مالک تھے بلکہ اس سے بالاتر تھے۔

۲۔ آپ ہر شے پر سوائے خدا عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔

۳۔ ایسا شخص لاف زن اور کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحب تمکین ہوا کرتا ہے۔

۴۔ ہر زمانہ میں ایسا ولی ہونا چاہیے۔ اسی باب میں ہے وہ عبارت جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے مگر خوفِ طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی۔ حضرت شیخ کے زمانہ میں اس تصرف کا مالک حسبِ تصریح شیخ رضی اللہ عنہ ایک ولی تھے۔ مگر اس باب میں لکھتے ہیں کہ گو یہ ولی مقام ھو القاھر فوق عبادہ میں ہے۔ لیکن شیخنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں علاوہ مقام ہذا کے اور وجوہِ فضیلت بھی موجود تھے۔

فتاویٰ مہریہ کی یہ عبارت فتوحاتِ مکیہ کے باب ۳۷ کا خلاصہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مظہر ہوتا ہے:

و ھو القاھر فوق عبادہ

اور حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس فرمان کے مظہر تھے اور اس فرمان کا مظہر وہ ولی اللہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے پر غالب اور متصرف ہوتا ہے۔ لہٰذا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے پر غالب

اور متصرف تھے۔ یہاں اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں اسماء الحسنٰی کی توضیح میں تصریح کی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مظہر تھے و ھو القاھر فوق عبادہ

یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے جس کا شیخ اکبر صاحب فتوحاتِ مکیہ نے جواب دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا بھی اس فرمان و ھو القاھر فوق عبادہ کا مظہر ہو سکتے ہیں تو پھر ان ولیوں میں اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہ رہا اور یہ خلافِ اجماع ہے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ غوثِ اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو پھر جو ولی غوثِ اعظم کے سوا فرمانِ الٰہی و ھو القاھر فوق عبادہ کے مظہر ہیں۔ ان کی گردن پر بھی غوثِ اعظم کا قدم ہوگا تو پھر برابری نہ رہی۔ اس سوال کا جواب شیخ اکبر ابن عربی نے یہ دیا کہ یہ اعتراض تب ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی میں صرف یہی فضیلت ہو کہ وہ فرمانِ الٰہی کے مظہر ہیں جیسے کہ دوسرے ولی مظہر ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں کیونکہ غوثِ اعظم میں اس فضیلت کے سوا اور فضائل بھی ہیں جو کہ اور ولیوں میں نہیں ہیں۔ خصوصاً یہ فضیلت کہ غوثِ اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو اب مساوات لازم نہ آئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کے نزدیک بھی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تمام ولیوں سے افضل اور برتر ہیں اور کوئی ولی جملہ مراتب میں آپ کا شریک نہیں۔

اب بندہ یہاں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت مذکورہ بالا کا خلاصہ ذکر کرتا ہے اور قارئین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس خلاصہ پر غور کریں۔ صاحب "رسالہ شانِ محبوبیت" کو یہیں سے دھوکا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جناب شیخ اکبر نے حضرت غوثِ اعظم اور دوسرے ولیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان ایک مابہ الاشتراک ذکر کیا ہے اور ایک مابہ الامتیاز ذکر کیا۔ مابہ الاشتراک تو یہ ہے کہ فرمانِ الٰہی و ھو القاھر

فوق عبادہ کا مظہر غوثِ اعظم بھی ہیں اور دوسرے ولی بھی اور مابہ الامتیاز یہ ہے کہ غوثِ اعظم میں اور فضائل بھی ہیں جو کہ دوسرے ولیوں میں نہیں ہیں مثلاً یہ کہ غوثِ اعظم کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور یہ غوثِ اعظم کا خاصہ ہے جو کہ دوسرے کسی ولی کو حاصل نہیں ہے۔

غور کا مقام یہ ہے کہ شیخ اکبر نے فرق مراتب بیان کیا ہے اور اس فرق مراتب سے کسی ولی کی نہ گستاخی ہوتی ہے اور نہ سوءِ ادب لیکن صاحب رسالہ ''شانِ محبوبیت'' کا زعم باطل ہے کہ اس فرق مراتب سے دوسرے ولیوں کی ہتک ہو جاتی ہے تو اب صاحب رسالہ پر لازم ہے کہ وہ حضرت شیخ اکبر کے ردّ پر بھی ایک رسالہ تصنیف کریں اور اس میں بھی وہی غلیظ زبان استعمال کریں جو کہ انہوں نے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے متعلق استعمال کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے۔

اگر وہ یہ جواب دیں کہ مجھے صرف غوثِ اعظم کی اولاد سے حسد اور بغض ہے تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ بھی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ فرق یہ ہے کہ سیدنا مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوری اولاد ہیں اور شیخ اکبر معنوی اولاد ہیں۔ مصنف رسالہ کو جاننا چاہیے کہ شیخ اکبر بھی غوثِ اعظم کو حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی سے افضل اور برتر مانتے ہیں جیسا کہ وضاحت سے گزر چکا ہے۔

مزید وضاحت ملاحظہ ہو۔۔۔۔

اس پر اجماع ہے کہ غوثِ اعظم نے فرمایا (قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ) اور مستند طریق سے ثابت ہے کہ حضرت غوثِ اعظم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ یہ کہو اور کسی ولی نے یہ نہیں کہا اور نہ اس کو حکم ہوا۔ یہ ایسی فضیلت ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کو حاصل نہیں اور نہ ہی چشتی سلسلہ کے کسی اور شیخ کو حاصل

ہے بلکہ خواجہ غریب نواز کو بھی حاصل نہیں ہے۔ بلکہ خواجہ غریب نواز نے بھی اپنی گردن جھکائی ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے لہٰذا اس میں کسی ولی کی ذلت نہیں ہے بلکہ عزت ہے جیسا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سب مسلمان پانچ وقت میں کئی بار سجدہ کرتے ہیں حالانکہ خانہ کعبہ پتھروں کا بنا ہوا ہے اور اس میں ذلت اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اسی طرح تو غوثِ اعظم کے آگے ولیوں کا گردن جھکانا چونکہ امر خداوندی کی تعمیل ہے لہٰذا اس میں کسی ولی کی ہتک نہیں اب صاحب رسالہ ''شان محبوبیت'' کے پاس غوثِ اعظم کی اس خصوصیت کا کیا جواب ہے؟

وہ اگر تمام جنوں اور انسانوں کو جمع کر لیں تو بھی کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

فتاویٰ مہریہ میں اسی خصوصیت کو ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ غوثِ اعظم کی محبوبیت عالمگیر ہے اور خواجہ نظام الدین دہلوی کی محبوبیت عالمگیر نہیں۔۔نعوذ باللہ من سوء الفھم و اغواء الشیطان

نیز شیخ اکبر ابن عربی نے فتوحات میں تصریح کی ہے کہ غوثِ اعظم کو وھو القاھر فوق عبادہ کا مقام حاصل ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے سوا سب پر غالب اور متصرف ہیں۔حتیٰ کہ خواجہ غریب رحمہ اللہ بھی اس میں داخل ہیں اور کسی مستند نقل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ خواجہ محبوب الٰہی دہلوی کو وھو القاھر فوق عبادہ کا مقام حاصل ہے اور اگر بالفرض یہ مقام حاصل ہو تو پھر بھی بحسب تصریح شیخ اکبر غوثِ اعظم میں وہ فضائل ہیں جو کہ خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی میں نہیں تو کیا مصنف رسالہ ''شانِ محبوبیت'' میں طاقت ہے کہ غوثِ اعظم کی اس خصوصیت کا مستند طریقہ سے جواب دے۔

مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے فتاویٰ مہریہ کی مذکورہ بالا عبارت کو نقل نہیں کیا۔۔۔اس کی دو وجہ ہیں:

وجہ اوّل:

مصنف رسالہ میں تصوف کی عبارت سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

وجہ دوم:

مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے فتاویٰ مہریہ کی عبارت مذکورہ بالا کو سمجھا تو ہے لیکن اس عبارت کو نقل اس لیے نہیں کیا کہ اس عبارت میں شیخ اکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ کوئی ولی خواہ اس کو و ھو القاھر فوق عبادہ کا مقام بھی حاصل ہو وہ فضائل کے لحاظ سے حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر نہیں۔ اگر چہ وہ ولی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی ہی کیوں نہ ہوں اور یہ بات مصنف رسالہ شانِ محبوبیت کے مقصد کے منافی ہے کیونکہ مصنف رسالہ شانِ محبوبیت حضرت محبوب الٰہی دہلوی کو محبوب سبحانی بغدادی کے برابر ثابت کرنا چاہتے ہیں، اس لئے عبارت مذکورہ بالا کو مصنف رسالہ نے ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ عبارت برابری کی نفی کرتی ہے۔

فتاویٰ مہریہ کی وہ عبارت جس میں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام ولیوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ حصہ اوّل ختم ہوا اور اس کا مطلب غوثِ اعظم اور دوسرے ولیوں میں فرق بیان کرنا ہے خواہ کوئی فرق ہو۔ کوئی خصوصی فرق بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔

اب عبارت کا حصہ دوم ملاحظہ ہو۔

> ''سیدنا عبدالقادر سیدنا خواجہ نظام الدین ہر دو مقام پر محبوبیت میں شریک ہیں مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آباد حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی سیدنا عبدالقادر سے مستفید ہیں۔''

یہ عبارت حصہ دوم مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے اپنے رسالہ میں نقل کی ہے اور اس کو تعصب پر محمول کیا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت بالکل حق اور مطابق واقع ہے۔ کوئی عقل کا اندھا ہی اس کو تعصب پر محمول کرسکتا ہے۔

اب بندہ یہاں بیان کرتا ہے کہ یہ عبارت کئی وجہ سے حق ہے۔

وجہ اوّل:

فتاویٰ مہریہ کی یہ عبارت بالکل اس طرح ہے جیسے کوئی اہل سنت یہ کہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم مقامِ نبوت میں شریک ہیں مگر حسب تصریح قرآن پاک اور حدیث مقدس آنخضرت ﷺ دوسرے تمام انبیاء سلام اللہ علیہم سے افضل ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام آنخضرت ﷺ سے مستفید ہیں۔ اب اہلسنّت کا یہ قول اور عقیدہ بالکل حق ہے اور اس میں تعصب کا شائبہ تک نہیں ہے اور اس میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی کوئی گستاخی نہیں ہے۔ کوئی کور باطن ہی اس عقیدہ کو تعصب اور گستاخی پر محمول کرسکتا ہے کیونکہ اس میں فرق مراتب کو بیان کیا گیا ہے جو کہ قرآن کے مطابق ہے:

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات۔

اس آیۃ مبارکہ میں انبیاء کے درمیان فرق مراتب بیان کیا گیا ہے اور آنخضرت ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح یہ قول حدیث مقدس کے بھی مطابق ہے:

انا سید ولد آدم و بیدی لواء الحمد۔

جیسا کہ اہل سنت کا یہ قول اور عقیدہ حق ہے۔ بعینہٖ اسی طرح فتاویٰ مہریہ کی

عبارت کا حصہ دوم حق ہے کہ سیدنا عبد القادر اور سیدنا نظام الدین ہر دو مقام محبوبیت میں شریک ہیں لیکن سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو سیدنا خواجہ نظام الدین دہلوی پر فضیلت ہے کہ خواجہ نظام الدین نے سیدنا عبدالقادر سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ مرید اپنے شیخ سے استفادہ کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ مفیض کا درجہ مستفیض سے بالاتر ہوتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے سیدنا عبدالقادر کا رتبہ سیدنا محبوبِ الٰہی سے برتر ہے اور فتاویٰ مہریہ میں اس فضیلت کو مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کی تصریح سے ثابت کیا گیا ہے جو کہ چشتیہ کے بڑے عظیم مشائخ سے ہیں۔ فتاویٰ مہریہ کی عبارت حصہ دوم سے صرف مطلق فرق مراتب بیان کرنا مقصود ہے اور یہ مقصود حضرت مولانا اورنگ آبادی کی تصریح سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ وہ بڑا کم فہم ہے جو یہ کہتا ہے کہ اس تصریح سے یہ فرق مراتب ثابت نہیں ہوتا۔

اب بندہ مصنف رسالہ شانِ محبوبیت کی وہ عبارت نقل کرتا ہے جس میں مولانا اورنگ آبادی کی تصریح کا جواب دیا گیا اور پھر اس کا دندان شکن جواب دے گا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

> "رہا نظام القلوب کا حوالہ تو وہ مدعی کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ محبوبیت قادریہ محیط ہے اور محبوبیت نظامیہ محدود ہے۔ افادہ اور استفادہ کا ذکر ہے اور وہ بھی ایک ذکر کے متعلق، جس سے رتبہ کی کمی اور زیادتی معلوم نہیں ہوتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ۔"

اس عبارت کے ردّ سے پہلے بندہ حضرت مولانا سعدی شیرازی کی ایک حکمت یہاں ذکر کرتا ہے۔

(حکمت) دو کس دشمن ملک و دین اند پادشاہ بے حلم و

زاھد بے علم۔

یعنی جس بادشاہ میں تحمل اور بردباری نہیں وہ اپنے ملک اور سلطنت کا دشمن ہے اور زاہد اور نیک آدمی کہ جس میں علم دین نہیں ہے وہ دین کا دشمن ہے۔ مصنف رسالہ شانِ محبوبیت کی عبارت مذکورہ ذیل چند وجوہ مردود ہے۔

وجہ اوّل:

فتاویٰ مہریہ میں قطعاً اس سے پہلے محبوبیت قادریہ اور نظامیہ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی نظام القلوب کے حوالہ سے اس کو ثابت کرنا ہے اور نہ ہی یہ دعویٰ ہے اور نہ ہی نظام القلوب کے حوالہ سے اس دعویٰ کا ثابت کرنا مطلوب ہے۔ بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ غوثِ اعظم کا رتبہ ہر ولی سے برتر ہے خواہ من وجہ ہو اور یہ دعویٰ فتاویٰ مہریہ کی عبارت حصہ اوّل میں کیا گیا ہے جو کہ شیخ اکبر کی عبارت کا خلاصہ ہے۔

حصہ دوم میں ایک مثال کے ذریعہ اس دعویٰ کو نظام القلوب کے حوالہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اگر چہ غوثِ اعظم اور محبوبِ الٰہی محبوبیت میں شریک ہیں لیکن غوثِ اعظم سے حضرت محبوبِ الٰہی نے استفادہ کیا ہے لہٰذا غوثِ اعظم کو اس لحاظ سے برتری حاصل ہے اور افادہ اور استفادہ سے رتبہ کی کمی اور زیادتی واضح ہے۔ اس کا انکار کور باطن ہی کر سکتا ہے۔

خلاصۂ عبارت حصہ دوم یہ ہے کہ محبوب سبحانی اور محبوب الٰہی کے درمیان ایک مابہ الاشتراک اور دوسرا مابہ الامتیاز ہے۔ مابہ الاشتراک یہ ہے کہ ہر دو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور مابہ الامتیاز یہ ہے کہ محبوب سبحانی مفیض اور مفید اور محبوب الٰہی مستفیض اور مستفید ہیں اور مفیض کا درجہ مستفیض سے زیادہ ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں مطلق افاضہ اور استفاضہ مراد نہیں ہے بلکہ ایک ولی کا دوسرے ولی سے روحانی افاضہ اور

استفاضہ مراد ہے۔

وجہ دوم:

مصنف رسالہ شانِ محبوبیت نے فتاویٰ مہریہ پر یہ اتہام لگایا ہے کہ اس میں محبوبیتِ قادریہ کو محیط اور محبوبیتِ نظامیہ کو محدود کہا ہے حالانکہ یہ صریح بہتان ہے۔ اس عبارت سے قبل نہ محیط کا ذکر ہے اور نہ ہی محدود کا اور نہ ہی اس کا ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ اس عبارت سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ چونکہ محبوبِ الٰہی نے محبوبِ سبحانی سے استفادہ کیا ہے لہٰذا محبوب سبحانی کا رتبہ اس لحاظ سے محبوبِ الٰہی سے برتر ہے اور یہ امر شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کی تصریح سے واضح ہے اور مصنف رسالہ کا یہ کہنا کہ افادہ اور استفاضہ کی وجہ سے رتبہ کی کمی، زیادتی معلوم نہیں ہوتی۔۔۔ یہ بالکل باطل ہے ورنہ صاحب رسالہ اپنے مشائخ سے بلحاظ رتبہ برابر ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

نوٹ:

حضرت رئیس المدرّسین کشور تدریس کے تاجدار اس کے بعد حضرت خواجہ غلام محی الدین گولڑوی (بابوجی) رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی لکھنا چاہتے تھے لیکن جس طرح کہ آغازِ رسالہ میں بیان فرمایا' ان کی تدریسی اور دوسری عملی مصروفیات نے اس طرف توجہ دینے کا موقع نہ دیا۔ (نذر حسین چشتی گولڑوی)

سفرنامۂ بغداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری التماس یہ ہے کہ فقیر سراپا تقصیر نے یہ سفرنامہ اپنے ذوق کے مطابق تحریر کیا ہے۔ جو چیز اس فقیر کو خوب معلوم ہوئی ہے اس کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ ممکن ہے کوئی بات بعض قارئین کی طبع عالی کے موافق نہ آئے تو محرر ایں سطور معذور ہے۔

من مذهبی حب الدیار لاهلها

للناس فی ما یعشقون مذاهب

میرا مذہب محبوب اور اس کے مکانات سے محبت ہے اور عشاق کے مذاہب اپنے محبوبوں کے متعلق جدا جدا ہوتے ہیں۔ وہ اس معاملہ میں کسی مذہب کے پابند نہیں۔

27 مارچ 1948ء 15 جمادی الاوّل 1367ء بروز ہفتہ

صاحبزادہ بلند اقبال عماد الملۃ والدین حضرت علامہ شاہ معین الدین صاحب مع اپنے برادر خورد صاحبزادہ نیک اختر اسرار الطریقۃ والحق حضرت شاہ محمد عبدالحق صاحب اپنی کار پر صبح سویرے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے۔ اس کے بعد کئی اصحاب تانگوں پر سوار ہو کر پہنچے۔

27 مارچ 1948ء 15 جمادی الاولیٰ 1367ھ بروز ہفتہ صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ہمارے حضرت غریب نواز (حضرت خواجہ غلام محی الدین معروف بہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ گولڑہ مقدسہ سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ محرر ایں سطور بھی آپ کی خاک پا کو "کحل البصر و البصیرۃ" (سر

اور دل کی آنکھوں کا سرمہ) سمجھ کر حضور انور کے ساتھ تھا۔ راستہ میں لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے آتے رہے۔ آپ نے ہر ایک پر عنایت بے غایت فرمائی۔ آپ ساڑھے نو بجے گولڑہ مقدسہ ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ آپ نے کراچی تک جو ڈبے ریزرو کروا رکھے تھے۔ پہلے سے اسٹیشن پر موجود تھے جو ساڑھے گیارہ بجے گاڑی سے منسلک ہو کر چلے۔ پونے بارہ بجے گاڑی راولپنڈی پہنچی۔ راولپنڈی اسٹیشن پر زائرین کا بڑا ہجوم تھا۔ جس نے فرطِ محبت سے نعرۂ تکبیر سے فضا کو گرما دیا۔ ایک بجے گاڑی راولپنڈی سے روانہ ہوئی اور یہ گاڑی فرنٹیئر میل تھی۔ جس کے ساتھ ریزرو ڈبے جوڑ دیئے گئے تھے۔ دو بج کر دس منٹ پر مندرا اسٹیشن پر گاڑی پہنچی اور گوجر خان دو بج کر تیس منٹ پر۔ یہاں بھی مشتاقانِ دیدار کا بڑا ہجوم تھا جنہوں نے تمام ہمراہیان حضرت کے لئے چائے کا انتظام کر رکھا تھا اور یہاں سے کئی آدمی آپ کے ہمراہ بغداد شریف جانے کے لئے سوار ہوئے جن میں مولوی محمد فاضل صاحب قابل ذکر ہیں۔ پانچ بج کر اٹھارہ منٹ پر گاڑی جہلم اسٹیشن پر پہنچی۔ لالہ موسیٰ اسٹیشن پر لوگوں کا جمِ غفیر زیارت کے لئے موجود تھا۔ جنہوں نے چائے اور دودھ کا انتظام کر رکھا تھا۔

شام آٹھ بجے گاڑی لاہور پہنچی، رات کو تمام لوگ انہی ریزرو ڈبوں میں رہے۔ صبح کو زائرین کا اس قدر اجتماع ہوا کہ آپ تک پہنچنا کارے دارد خیال کیا جاتا تھا۔ استاذ صاحب اچھرہ والے مولانا حافظ مہر محمد صاحب، مولوی بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد حافظ آباد، برادرم علی محمد، حکیم محمد دین صاحب، چوہدری دین محمد صاحب اور دیگر معززین لاہور اسٹیشن پر حاضر تھے۔ نواب صاحب قریشی، محمد حیات صاحب آف رادھن بھی اسٹیشن پر آپ کی زیارت کو آئے اور میاں محمد ذاکر صاحب چونکہ لاہور میں موجود نہ تھے۔ لہٰذا وہ زیارت سے محروم رہے۔ یہ ڈبے کراچی میل کے ساتھ لگا دیئے گئے تھے۔

گاڑی 28 مارچ 1948ء، 16 جمادی الاولیٰ 1367ء بروز اتوار نو بج کر پینتیس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوئی۔ بارہ بج کر تیس منٹ پر منٹگمری (ساہیوال) پہنچی۔ بہت سے لوگ زیارت سے مشرف ہوئے۔ میاں مسعود صاحب قبلہ جو کہ حضرت بابا گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔ گولڑہ مقدسہ سے آپ کے ہمرکاب تھے اور منٹگمری جا کر اترے۔ حاجی فیروز الدین جو کہ زیارت کے لیے گولڑہ مقدسہ آئے ہوئے تھے وہ بھی یہاں اترے۔ دوست محمد وٹو صاحب نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ لوگوں نے کھانا کھایا اور وٹو صاحب مع چند ہمراہیوں کے بارادہ بغداد شریف گاڑی پر سوار ہو گئے۔

ملتان اسٹیشن پر بھی لوگوں کا بڑا اجتماع تھا اور یہاں سے بھی بہت سے لوگ بارادہ بغداد شریف گاڑی پر سوار ہوئے۔ چھ بج کر انیس منٹ پر گاڑی بہاول پور پہنچی۔ یہاں پر بھی لوگوں کا بہت اجتماع تھا۔ مولوی عبدالحی صاحب چشتی اور حافظ غلام احمد صاحب قادری پسران حضرت شیخ الجامعۃ صاحب (مرحوم) بھی زیارت کے لئے آئے تھے۔ مولوی قطب الدین آف کمر مشانی اور مولوی برکت علی صاحب سرگودھا جو شیخ الجامعۃ صاحب کی فاتحہ خوانی کے لئے بہاول پور آئے ہوئے تھے وہ بھی زیارت کے لئے موجود تھے۔ اور سمہ سٹہ تک حضرت کی ہمرکابی میں آئے اور پھر سمہ سٹہ سے واپس چلے گئے۔ دس بج کر پینتالیس منٹ پر گاڑی رحیم یار خان پہنچی۔ راستے میں سیّد نجیب علی شاہ صاحب بزیارت بغداد شریف مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہوئے۔ غالباً ڈیرہ نواب کا اسٹیشن تھا اور آپ کا صاحبزادہ بھی کراچی تک رخصت کرنے کے لئے سوار ہوا۔ صبح ساڑھے نو بجے گاڑی کراچی اسٹیشن پر پہنچی۔

29 مارچ بروز پیر

لاہور سے چل کر تقریباً چوبیس گھنٹوں میں گاڑی کراچی پہنچی۔ ملک تاج محمود صاحب برادر خورد ڈاکٹر عطا محمد صاحب بندیالوی جو ریلوے میں ڈپٹی کنٹرولر ہیں اور

آپ بھی اپنی دونوں بیویوں سمیت دربار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حضرت کے ساتھ تھے۔ تمام راستے میں گاڑی کے متعلق جو کام تھا۔ ملک صاحب نے اسے بڑی جدوجہد سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ فی الواقع بڑے شریف اور متواضع انسان ہیں۔

راقم سطور کو ٹیکہ لگوانے کی وجہ سے راستے میں بخار ہو گیا تھا۔ طبیعت پر بڑی گرانی اور پریشانی تھی۔ لیکن حضرت صاحبزادہ بلند اختر شاہ محمد عبدالحق صاحب طال عمرہ کے ساتھ سلم العلوم اور میبذی کی تکرار رہتی تھی۔ اس لئے غم غلط ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ربّ العزت میرے حضرت کی اولاد کو تا قیام قیامت سلامت باکرامت رکھے۔ کیوں کہ یہ گوہران نایاب اپنے نیازمندوں پر کرم بلیغ فرماتے ہیں اور اپنے نیازمندوں کا دنیا میں یہی لوگ سہارا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے قیامت میں ان کی اور ان کے آباؤاجداد صلوٰۃ اللہ علیہم کی شفاعت ونظر کرم نصیب ہو۔ آمین الف مرۃ ثم آمین الف الف مرۃ

محرر ایں سطور ہر ایک سبق کی تقریر تقریباً پانچ چھ دفعہ صاحبزادہ عالیجاہ کی خدمت میں عرض کرتا پھر آپ اتنی ہی دفعہ اس کا اعادہ فرماتے۔ پھر بندہ سبق کی تقریر کرتا جاتا تھا اور آپ اس کو ایک کاپی پر قلم بند کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم باعمل مکمل جامع اور نافع عطا فرمائے۔ تا کہ یہ علم کا گھر ہمیشہ ظاہری اور باطنی علوم کا مخزن رہے اور اگر یہ خدمت بندہ کے ذریعے انجام پذیر ہو تو زہے عز وشرف بس یہی نجات کے لئے کافی ہے۔

29 اور 30 مارچ پیر اور منگل کا دن کراچی میں گزارا۔ یہ تحریر آج منگل کو قلم بند کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ بدھ کا دن کراچی رہ کر جمعرات کو جہاز بصرہ روانہ ہوگا۔

آج حضرت قبلہ عالم مدظلہ العالی کا ارشاد ہوا کہ بغیر تصویر کے عراق شریف جانا مشکل ہے لہٰذا ابھی فوٹو والا آئے گا۔ یہ بات سن کر طبیعت پر بڑا بوجھ بنا کیونکہ ہم

اس ذاتِ گرامی کے دربار پر حاضر ہو رہے ہیں جن کو محی الدین کا لقب اسی لئے عطا ہوا کہ آپ نے شریعت مصطفویہ علی صاحبها الصلوٰة والتحیة سے ہر ایک بدعت کو دور کر کے از سر نو دین کو زندہ کیا۔ اب اگر ہم ارتکابِ بدعت کر کے دربار پر حاضر ہوں تو یہ بے ادبی ہے۔

30 مارچ بروز منگل

آج صبح کے وقت ملک تاج محمود صاحب کے ذریعے سے ملک فتح شیر خان پدھراڑوی کو کئی دفعہ ٹیلی فون کیا، لیکن کوئی پتہ نہ چلا، آخر ملک صاحب نے ایک آدمی موٹر پر روانہ کیا۔ اس نے بڑی کوشش کی اور آخر کار ملک فتح شیر خان کا پتہ لگا کر ان کو محررایں سطور کی اطلاع دی اور بعد از شام ملک صاحب اپنے لڑکے محمد رشید کے ساتھ کراچی اسٹیشن پر ملاقات کے لئے آئے اور حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چونکہ بڑی مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ لہٰذا ملاقات سے بڑی خوشی ہوئی۔ بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں آخر وہ لوکل گاڑی پر سوار ہو کر رخصت ہو گئے۔

راقم سطور نے چونکہ اپنا فوٹو نہیں بنوایا لہٰذا حضرت غریب نواز اس حقیر سراپا تقصیر پر ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے دل پر بڑی تنگی آئی ہے تم نے کبھی باہر کا سفر نہیں کیا، جب تم سفر کرو گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا اور مقدمات وغیرہ میں تم لوگ کئی غیر شرعی حرکات کرتے ہو۔ یہ سب مجبوریاں ہیں کیا کیا جائے۔ چونکہ حضرت غریب نواز کے ساتھ اس حقیر کا بڑا نازک تعلق ہے۔ لہٰذا اس سرزنش نے کمر توڑ دی اور بہت رنج ہوا کہ میری وجہ سے حضرت مدظلہ العالی کو خوامخواہ تکلیف ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ فوٹو نہ بنواؤ آئندہ دیکھا جائے گا، اب بڑی فکر ہے کہ اگر آگے چل کر کوئی سرکاری گڑ بڑ ہوئی تو پھر قبلہ حضرت کو بڑی کوفت ہوگی اور میں ناکارہ آپ کے لئے بار خاطر ثابت ہوں گا۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوں کہ ربّ العزت اپنے محبوب بندوں

کے وسیلہ سے اس فوٹو والی مصیبت کو سر سے ٹالے۔ آج کل اس وجہ سے طبیعت بڑی مضطرب ہے۔ دل میں ہزاروں خیالات آتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ (نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن)

یا مسبب الاسباب یا رحمٰن اغثنی

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ امددنی فی سبیل اللہ

کیا کیا جائے؟ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ یہ مذاق عطا فرماتا کہ

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرے مغان گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اللھم انی اعوذبك من غضبك و غضب حبیبك و غضب اولیائك و غضب عبادك الصالحین۔

29 مارچ بروز پیر سے لے کر آج 31 مارچ بروز بدھ تک کھانے کا بمبئی والے سیٹھ احمد داؤد صاحب انتظام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

30 مارچ بروز منگل

عصر کے وقت حضرت صاحب مع ہر دو نور العین ایک سیٹھ صاحب کی درخواست پر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ قاری محبوب علی صاحب اور چوہدری اورنگ زیب، محمد شفیع صاحب، غلام قادر راولپنڈی والے اور یہ حقیر بھی آپ کے ہم رکاب تھا۔ سیٹھ صاحب دو کاریں لائے تھے۔ جن پر مہمانوں کو لے گئے چائے کی بڑی پرتکلف دعوت دی۔ سیٹھ صاحب نے اپنے گھر میں بڑے بڑے نوادراتِ زمانہ رکھے ہوئے تھے۔ یعنی قسم قسم کے چاندی کے برتن مختلف ممالک کے اور بعض چیزیں بڑی پرانی تھیں۔ مثلاً ایک مورتی جو کہ تین ہزار سال پہلے کی تھی۔ ان کا فرمانا تھا کہ یہ مورتی

زمانہ جہالت میں مصری عادت کے مطابق قبروں میں رکھی جاتی تھی۔

چائے کے بعد سیٹھ صاحب ہمیں کاروں پر بندرگاہ پر سیر کے لئے لے گئے۔ وہاں بہت آدمی سیر کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بڑا اچھا نظارہ تھا مگر اس حقیر کے دل پر تو حضرت کی زجر وتوبیخ سے اداسی چھائی ہوئی تھی اور یہ اشعار زیر لب تھے:

ہمہ شہر پر زِ خوباں منم وخیال ماہے چہ کنم کہ چشم بد خونکند بکس نگاہے

ای تماشا گاہ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا میروی

شام کی نماز وہاں ہی ادا کی۔ قاری محبوب علی صاحب نے اذان اور اقامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ قاری صاحب نے اذان عربی لہجہ میں دی۔ بڑا لطف آیا اور قرآن کریم کی تلاوت بھی نہایت خوش اسلوبی سے کی۔ نماز کے بعد واپس اسٹیشن پہنچ گئے۔ حضرت کریم صاحب ہر روز ہمراہیوں کے ٹکٹ اور پاسپورٹ وغیرہ کے انتظام میں لگے رہتے ہیں۔ کیسے لجپال اور غریب نواز اور کریم النفس ہیں۔ ہم کو اور تو کوئی فکر نہیں لیکن ان کی نظر عتاب کے جگر سوز نظارہ کی ہر وقت فکر رہتی ہے۔ یکم اپریل صبح تک احمد داؤد صاحب کے گھر سے ہی کھانے کا انتظام ہوتا رہا ہے۔

یکم اپریل بروز جمعرات تقریباً ساڑے گیارہ بجے تمام ہمراہی بحری جہاز کے لنگر پر روانہ ہوئے۔ اور حضرت قبلہ غریب نواز سب سے پیچھے کار پر تشریف لائے۔ محرر ایں سطور بھی ہم رکاب تھا۔ بندرگاہ پر آ کر ڈاکٹری معائنہ کروایا۔ اور اس نے ہر ایک کو مہر لگائی۔ ایک خان بہادر صاحب جو کہ ہمارے حضرت صاحب کے بڑے نیاز مند تھے اور اپنے مکان پر بھی آپ کو لے گئے تھے جیسا کہ ماقبل گزر چکا۔ یہ صاحب بھی بندرگاہ پر تشریف لائے اور جہاز کے کپتان سے جہاز میں ساتھیوں کی جگہ کا انتظام کیا۔ تمام ساتھیوں کو اچھی جگہ مل گئی۔ تقریباً پانچ بجے تمام ساتھی جہاز پر بیٹھ گئے۔ جہاز رات کے ساڑھے گیارہ بجے روانہ ہوا۔ حضرت قبلہ غریب نواز نے کئی دفعہ اپنے نیازمندوں میں

تشریف لاکر مشتاقوں کو زیارت سے سرفراز فرما کر ہر غم کو خوشی میں تبدیل فرمایا۔ یہ ان کی ذرّہ نوازیاں ہیں اور غوثیوں کی یہی شان ہے جب آپ تشریف لاتے تھے تو یہ مصرعہ ذہن میں آتا تھا۔

خود پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

کھانا جہاز کمیٹی کے ذمہ ہے اور آج جمعہ 2 اپریل کی صبح ہے کہ جہاز کی رفتار اپنے پورے شباب پر ہے اور رفتار تو بالکل صاف ہے کوئی حرکت نہیں اور یہ چند سطور لکھی گئیں۔ 2 اپریل کی عصر کے بعد محبوب صاحب نے قوالی فرمائی تمام سامعین خوب محظوظ ہوئے۔ وقت نہایت لذت میں گزرا۔ رات کو قبلہ حضرت غریب نواز نے محرر ایں سطور کو فسٹ اور سیکنڈ کے کمرے دکھائے۔ نہایت ہی اعلیٰ انتظام اور ایسے صاف اور آرام دہ کمرے ہیں جیسے بڑے بڑے رؤسا کی کوٹھیاں ہوتی ہیں۔ ان لوگوں کے کھانے کے کمرے علیحدہ اور رہنے کے علیحدہ اور یونہی بیٹھنے کے علیحدہ ہیں۔ اور لائبریری مطالعہ کے لئے علیحدہ ہے۔ سڑکیں نہایت صاف اور سنگ مرمر کی طرح ہیں اور کمروں کے چاروں طرف ایک فراخ برآمدہ ہے، جہاں سے سمندر کا نظارہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ چونکہ جہاز سمندر کی سطح پر تہہ و بالا چلتا ہے۔ اس لئے بعض ستارے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ اوپر کو جا رہے ہیں اور پھر نیچے کو جیسے گاڑی کے کھمبے ہوتے ہیں۔ مثلاً جب جہاز لہروں کے اوپر چلتا ہے تو ستارہ نیچے اترتا معلوم ہوتا ہے اور جب جہاز لہروں سے اترتا ہے تو ستارہ اوپر کو جاتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ہمارا تو وہی سابقہ حال ہے

ہمہ شہر پر ز خوباں منم و خیال ماہے

3 اپریل بروز ہفتہ

آج جہاز میں ذرّا حرکت معلوم ہوتی ہے بعض احباب کو کچھ چکر بھی آ رہے ہیں بندہ کو بھی کسی وقت چکر محسوس ہوتے ہیں اور ہمارے حضرت کے ٹکٹ سیکنڈ کے تھے

لیکن آپ نے دوسروں کی تکلیف کو مدنظر فرماتے ہوئے اپنے ٹکٹ دوسروں کو دئے اور آپ آنجناب سیکنڈ کے برآمدوں میں رات کو استراحت فرماتے ہیں۔ حضرت صاحبزادگان ہم نیاز مندوں کے ساتھ تھرڈ کلاس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ زہے عزّ وشرف ان بادشاہوں کی بے تکلفی اور سادگی پر انسان قربان ہو جائے، خلق پیغمبر ﷺ کے ساتھ متصف ہیں۔

4اپریل بروز اتوار

آج سمندر اور جہاز کی رفتار بالکل صاف تھی۔ صبح کو قبلہ حضرت غریب نواز مدظلہ العالی مشتاقوں میں تشریف لائے۔ اس وقت بندہ شاہ محمد عبدالحق صاحب دام بقائہ کے ساتھ سلم العلوم کی تکرار کر رہا تھا۔ اور مسئلہ تحصیل حاصل اور مجہول مطلق کا تھا۔ قبلہ حضرت غریب نواز نے اس مسئلہ میں بڑی خوشی سے دخل دیا اور دیر تک اس پر بحث کی۔ نیز قاعدہ الضرورات تبیح المحذورات پر بھی بحث فرمائی۔ علاوہ ازیں آنجناب نے تمام ہمراہیوں کو ٹیکہ کے متعلق حکم فرمایا۔ اکثر خدام نے ہیضہ کے ٹیکے لگوائے۔ ڈاکٹر ہندو تھا اور پاکپتن شریف کا رہنے والا تھا۔ محرر ایں سطور نے بھی ٹیکہ لگوایا اور قبلہ حضرت غریب نواز دام لطفہ نے بھی ٹیکہ لگوایا۔ اگرچہ آپ نے تمام ٹیکے پہلے سے لگوائے ہوئے تھے لیکن خدام کی تسلی کو پھر ٹیکہ لگوایا۔ زہے لطف زہے کرم

اسی روز تقریباً پونے چھ بجے جہاز بحرین پہنچا اور سمندر میں ہی لنگر انداز ہوا۔ یعنی گودی پر جا کر نہیں لگا۔ جہاز تقریباً ساڑھے چار گھنٹے کھڑا رہا اور رات کو ساڑھے گیارہ بجے روانہ ہوا اور آج 5اپریل بروز پیر یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ تمام لوگ نمازِ فجر پڑھ چکے ہیں اور حضرت صاحبزادہ بلند اختر شاہ غلام معین الدین صاحب مشتاق قوال صاحب کو کریما پڑھا رہے ہیں۔ تقریباً 12 بجے دن کو حضرت قبلہ مدظلہ العالی تشریف لائے بہت دیر تک ذکرِ صالحین باعثِ رحمت ہوتا رہا۔ آپ نے حضرت مولانا احمد حسن

صاحب کانپوری، قاری عبدالرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا غازی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے نہایت دلآویز قصائص بیان فرمائے۔ تمام مجمع نہایت محظوظ ہوا، ہر آدمی صورتِ تصویر تھا۔ اس حدیث پاک کا منظر سامنے تھا کان علی رؤوسھم الطیر اس کے بعد اشعار کا ذکر آیا۔ اور حضرت نے خود چند اشعار بیان فرمائے، آپ پر رقت طاری ہوگئی تو آپ نے محبوب صاحب سلمہ اللہ کو قوالی کا حکم فرمایا، نہایت اعلیٰ قوالی تھی۔

اس کے بعد واعظ صاحب نے قوالی کی نہایت اچھا مضمون شروع کیا لیکن درمیان میں ایک دو شعر ایسے بیان کئے کہ طبیعت ذرا خراب ہوگئی کیونکہ وہ اشعار یا تو بظاہر خلافِ شرع شریف تھے یا کہ ایسا ادق مضمون تھا جو کہ عوام کی سمجھ سے بالا تھا۔ اور انسان کلموا الناس علی قدر عقولھم کے ساتھ مکلّف ہے۔ یہ پرلطف منظر تقریباً اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ اور آج 5 اپریل بروز سوموار کو کراچی اور اس جگہ کے ٹائم میں اڑھائی گھنٹہ کا فرق تھا۔ 5 اپریل بروز پیر کو تقریباً ساڑھے پانچ بجے جہاز کویت جا کر ٹھہرا اور اب منگل کی رات ہے کہ سطور لکھی جارہی ہیں۔

تمام رات جہاز یہاں ہی ٹھہرے گا اور کل منگل کو بتاریخ 6 اپریل ان شاء اللہ روانہ ہوگا۔ یہاں کویت میں نوشہرہ چھاؤنی کے دو سپاہی اترے ہیں جو کہ یہاں ملازم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں موٹر کی ایک پاکستانی کمپنی کھلی ہے اور ہم اس میں ملازم ہیں۔ جس جگہ پر ہم نے ڈیرہ لگایا تھا۔ وہاں سے چونکہ بار بار اٹھنا پڑتا تھا لہٰذا کویت میں بہت سے آدمیوں کے اترنے سے جگہ خالی ہوئی تو ہم نے بھی جگہ تبدیل کی لیکن قبل ازیں ہم تقریباً اکٹھے تھے۔ اور اب مختلف مقامات پر متفرق ہوگئے ہیں۔

5 اپریل بروز سوموار

آج کا نیا واقعہ یہ ہے کہ جو کھانا ہمیں جہاز کی انتظامیہ سے ملتا تھا اس میں تیل ڈالا جاتا تھا لہٰذا جہاز والوں کو کہا گیا کہ ہم کو کچی خوراک دے دو ہم خود پکالیں

گے۔انہوں نے ہم کو کچا راشن دے دیا۔ کھانے پکانے کے لئے ایک کمرہ بھی دیا منگل کی رات ہم نے پہلی مرتبہ اپنا کھانا پکا کر کھایا۔

آج بروز پیر پانچ اپریل کو شام کی نماز ہم چند اشخاص نے مل کر پڑھی۔محرر ایں سطور نے اذان کہی اور صاحبزادہ بلند اقبال شاہ محمد عبدالحق صاحب نے نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ انا اعطیناك الکوثر پڑھی اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون ۔اللہ تعالیٰ ان محبوبان کے صدقے ہماری نماز بھی قبول فرمائے۔اس نماز میں حضرت علامہ مولانا پیرزادہ شاہ غلام معین صاحب اور ملک تاج محمود صاحب اور غلام قادر صاحب راولپنڈی والے شریک تھے۔غلام قادر صاحب بڑے خوش مزاج آدمی ہیں، مزاح کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

6اپریل بروز منگل

حضرت قبلہ مدظلہ العالی مع دو نور العین اور چند رفقاء کے ہمراہ شہر کویت میں بذریعہ کشتی تشریف لے گئے اور تا حال کہ ہم نماز ظہر ادا کر چکے ہیں واپس تشریف نہیں لائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت واپس لائے۔آمین یا رب العالمین

محرر ایں سطور آپ کے ہمراہ نہیں گیا۔ کیونکہ ٹیکہ کی وجہ سے طبیعت بھی درست نہ تھی اور محض سیر کا کوئی خاص شوق بھی نہیں۔

جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ تو دلبر اور ہے

نیز اس مقولہ پر بھی حتی الامکان اس حقیر کا عمل رہتا ہے کہ

خدا کے گھر بھی نہ جائیں گے بن بلائے ہوئے

اور شتر بے مہار پھرنا تو اصالت طبع میں ہی نہیں ہے۔اور اس میں یک گونہ سوئے ادب بھی ہے ۔ پیرزادہ عالی قدر شاہ محمد عبدالحق صاحب دام بقائہ کو کتاب ''تاویلاتِ اہلسنّت'' (از امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوٹ کروا دی ہے کہ

اگر مل جائے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت قبلہ 12 بجے کویت کو تشریف لے گئے تھے اور چار بجے بخیریت واپس تشریف لائے۔ فالحمد لله على ذالك اور آ کر ہماری جگہ پر رونق افروز ہوئے اور شام کی نماز تک تشریف فرما رہے اور بعد از نماز اپنے مقام عالی پر تشریف لے گئے۔

7اپریل بروز بدھ

صبح کو ہمارا جہاز بخیر و عافیت خلیج فارس کے دھانہ پر پہنچ گیا اور وہاں سے خلیج فارس کے واقف ملاح آئے اور انہوں نے جہاز کو چلانا شروع کیا۔ کیونکہ سابقہ ملاح اس راستہ سے واقف نہ تھے۔ تقریباً دو گھنٹے جہاز دہانہ پر کھڑا رہا کیونکہ خلیج میں اس وقت پانی کم تھا۔ جب جہاز کے موافق پانی ہوا تو جہاز روانہ ہوا۔ اب اس وقت خلیج کی یہ صورت ہے کہ ہر دو طرف خشکی ہے اور کھجور کے درخت ہیں اور درمیان میں جہاز جا رہا ہے۔ یہ خلیج دریائے جہلم کے برابر ہے اور یہی دریائے دجلہ ہے جو کہ بصرہ تک اسی طرح جائے گا۔ ہمارا جہاز بدھ کی رات کو تقریباً 12 بجے کویت سے روانہ ہوا تھا۔

7اپریل بروز بدھ

اس وقت کراچی کا ٹائم 2 بجے ہیں اور یہاں کا ٹائم پونے بارہ بجے ہیں اور اس وقت ہمارے ساتھی صبح کا کھانا کھا رہے ہیں۔

7اپریل بروز بدھ کراچی کے ٹائم چار بجے اور اس مقام کے لحاظ سے سوا ایک بجے جہاز آبادان میں جا کر لنگر انداز ہوا اور ابھی یہاں ہی کھڑا ہے کہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ جہاز آبادان سے جمعرات کی رات کو تقریباً 12 بجے وہاں کے ٹائم سے اور تقریباً اڑھائی بجے کراچی کے ٹائم سے روانہ ہوا اور دو گھنٹے میں ایک مقام خرم پر پہنچا۔

8اپریل بروز جمعرات

صبح نو بجے کے قریب جہاز خرم سے روانہ ہوا اور تقریباً ساڑھے چار بجے

کراچی کے ٹائم سے اور اڑھائی گھنٹے کم بصرہ کے ٹائم سے جہاز بصرہ پہنچ گیا۔ آبادان یہ ایران میں داخل ہے اور یہاں تیل کی بہت بڑی کمپنی ہے جس میں ہمارے ضلع سرگودھا کے کئی آدمی ملازم ہیں مثلاً عطا محمد صاحب وکیل سرگودھا کے دو قریبی رشتہ دار ہمارے حضرت کی قدم بوسی کو جہاز پر حاضر ہوئے اور انہوں نے وہاں کے تمام حالات بیان کئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کمپنی میں تقریباً 70 ہزار آدمی ملازم ہیں اور یہاں تیل کے تیس کارخانے ہیں۔ اور ہر کارخانہ ہر روز تیس ہزار گیلن پٹرول تیار کرتا ہے اور یہاں ہوائی جہاز کا پٹرول بھی بنتا ہے جو کہ سب سے اعلیٰ درجہ کا تیل ہوتا ہے تو گویا تمام کارخانوں میں ایک دن میں نو لاکھ گیلن تیل تیار ہوتا ہے اور تمام خرچ وغیرہ نکال کر پانچ پیسہ گیلن پڑتا ہے اور وہ کچا تیل پونے دو روپے اور پکا سوا دو روپے فروخت کرتے ہیں۔

آبادان کی خاص بات یہ تھی کہ جس جہاز میں ہم سوار ہوئے تھے اس کا نام ''دوارکا'' تھا۔ اس میں کئی بکرے ذبح کئے ہوئے تھے۔ یہ بکرے مشین سے ذبح کئے گئے تھے اور ان سے گوبر اور دیگر فضلات نکال کر ان کو مشین پر خشک کیا گیا تھا۔ ہر ایک بکرے پر ایک کپڑا پارسل کی طرح چڑھا ہوا تھا اور خوبی یہ تھی کہ ذرا برابر بدبو نہیں تھی۔ یہ تمام بکرے آبادان ضلع سرگودھا کے کئی آدمیوں نے بتایا کہ یہ گوشت ہم نہیں کھاتے۔ ملازمین کی تنخواہیں ڈبل ہیں اور الاؤنس اچھے خاصے ملتے ہیں۔ جس آدمی کی تنخواہ پانچ سو روپے ہے تو اس کا الاؤنس چار سو روپے ہیں اور اگر اڑھائی سو روپے تنخواہ ہے تو دو سو روپے الاؤنس ملتا ہے۔ ہر چیز کی بڑی گرانی ہے۔ گوشت 5 روپے سے لے کر تین روپے سیر تک بکتا ہے۔

آبادان دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ دجلہ کے مغرب میں عراق کی سلطنت ہے اور مشرق میں ایرانی حکومت۔ آبادان سے لے کر بصرہ تک دجلہ کے ہر دو جانب کھجوروں کے بے شمار باغات ہیں۔ دجلہ کے کنارے بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں، جہاز اور

کشتیاں اور موٹر لانچیں بے شمار ساکن و متحرک ہیں۔ جب ہم بصرہ پہنچے تو بندرگاہ پر بہت سے معلمین جمع تھے۔ جو کہ لوگوں کو کربلا اور نجف اشرف کی زیارتیں کرواتے تھے۔ ان معلمین میں سے ایک اہلسنّت بھی تھا۔ وہ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو ملا دیگر معلمین شیعہ تھے۔ ہمارے ساتھ جہاز میں بمبئی کے کئی بوہرے سیٹھ تھے جو کہ کربلا معلّٰی کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ یہ تمام لوگ شیعہ تھے۔

سرگودھا کے عطا محمد وکیل کا ایک ہم زلف ابراہیم بصرہ میں رہتا تھا۔ وکیل صاحب نے اس کو بذریعہ تار اطلاع دی تھی کہ حضرت قبلہ تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بصرہ کی بندرگاہ پر حاضر تھا چونکہ حکومت بصرہ کسی آدمی کو جہاز سے باہر نکلنے نہ دیتی تھی اور بغیر سرکاری آدمی کے علاوہ کوئی بھی جہاز کے اندر نہیں آسکتا تھا۔ جب تک حکومت تمام مسافروں کے پاسپورٹ نہ دیکھ لے۔ اس لئے اس آدمی نے باہر سے بندہ کو اپنا کارڈ دیا کہ حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کر دیں کہ میں ابھی اجازت ملنے پر حاضر ہوں گا۔ لیکن بندہ جب اس آدمی کا کارڈ لے کر حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچا تو وہ آدمی خود بخود حاضر تھا لہٰذا کارڈ اس کو واپس کر دیا۔

ہمارے حضرت گاڑی وغیرہ کا انتظام کرنے شہر تشریف لے گئے۔ بعد از نمازِ عصر بروز جمعرات راقم سطور اور شاہ لطیف شاہ صاحب آف راولپنڈی اور سید حسن اختر صاحب اور نواب اچھن صاحب کھانا کھانے کے لئے بازار گئے۔ ایک دکان پر کھانا کھایا۔ اس دوکاندار نے ہمیں چار بڑی بڑی روٹیاں دیں اور دو پلیٹ گوشت آلو اور ایک پلیٹ کلیجی اور ایک پلیٹ چاول اور چار پلیٹوں میں بہترین چٹنی پیش کی۔ بعد میں ایک ایک پیالی چائے پی، اس تمام کھانے پر عراقی سکہ کے لحاظ سے 330 فلس (وہاں کے پیسے) خرچ آئے جو کہ تقریباً ہر آدمی کے حصہ میں ایک روپیہ دو آنے آئے۔ بڑا پرلطف کھانا تھا پیٹ بھر کر کھایا۔

اور مغرب کی نماز ادا کر کے واپس آئے۔ جمعہ کی رات ہم نے بصرہ بندرگاہ پر جہاز ہی میں رہنا ہے۔ یہاں بصرہ میں نوٹ بھی چلتے ہیں جو کہ ایک دینار، نصف دینار اور ربع دینار کے ہوتے ہیں۔ ایک دینار ہمارے سکہ کے لحاظ سے تیرہ روپیہ چار آنے کا ہوتا ہے۔ راقم سطور نے چھ روپے دس آنے دے کر ربع ربع دینار کے دو نوٹ لئے۔ عراقی سکہ کے لحاظ سے ایک دینار ایک ہزار فلس کا ہے اور فلس ہمارے پیسہ کا ہم معنی ہے۔ اور ایک سکہ اٹھنی جیسا تھا جو کہ پچاس فلس کا تھا اور ایک سکہ آنے کی شکل کا تھا اور وہ دس فلس کا تھا۔

بصرہ کا ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ ہمارا جہاز بصرہ کی بندرگاہ پر دریائے دجلہ میں کھڑا تھا تو ایک ہوائی جہاز آیا۔ دریا میں اترا پھر وہاں سے ہی پرواز کر گیا۔ لیکن یہ واقعہ راقم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے قبلہ حضرت دام بقائہ کے ہر دو نور العین اعنی القمرین النیرین سے سنا اور ان ہر دو سچے حضرات نے مشاہدہ فرمایا تھا۔ بصرہ سے بغداد شریف تک تین سو میل مسافت ہے اور گاڑی کی چھوٹی لائن جاتی ہے۔ تیسرے درجہ کے نو روپے، دوسرے درجہ کے پینتیس روپے اور اوّل درجہ کے 70 روپے کرایہ ہے۔ ہر روز شام کے ساڑھے چھ بجے ڈاک گاڑی جاتی ہے جو کہ دوسرے دن گیارہ بجے بغداد شریف پہنچتی ہے۔ ہم نے نو بجے 9 اپریل بروز جمعہ جہاز سے اتر کر بسوں پر سامان رکھا اور اسٹیشن پر پہنچا دیا۔ ہمارے حضرت مدظلہ العالی نے زیارتوں کے لئے چار بسیں کرایہ پر لیں تو ہم زیارتوں کے لئے روانہ ہوئے۔

دو بسوں میں مستورات تھیں اور دو میں مرد۔ سب سے پہلے حضرت انس بن مالک صاحب رسول اللہ ﷺ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہ مزارِ اقدس بندرگاہ بصرہ سے مغرب کی جانب تقریباً نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس گاڑی میں ہمارے حضرت تشریف فرما تھے وہ راستہ میں خراب ہو گئی۔ لہٰذا ایک گاڑی ہمیں پہنچا کر واپس

آئی اور آپ کو لے گئی۔ ہم مزار شریف پر تقریباً بصرہ کے ٹائم کے مطابق 12 بجے پہنچے۔ ایک بجے ہم نے نمازِ ظہر ادا کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت قبلہ مدظلہ العالی تشریف لائے اور آپ نے بھی نمازِ ظہر ادا فرمائی۔

نماز کے بعد آپ کی معیت میں تمام رفقاء نے مرقد حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ مزار شریف پر بڑی برکت کا عالم تھا۔ بعض احباب کو بڑی رقت ہوئی۔ آپ کا مزار ایک احاطہ کی صورت میں ہے۔ اردگرد بڑی دیوار ہے۔ مزار شریف گنبد میں ہے۔ لیکن حکومتِ عراق کے ناقص انتظام کی وجہ سے دیواریں گری ہوئی تھیں۔ مزار کے گرد چھاؤنی معلوم ہوتی ہے۔ شاید کہ جنگ کے زمانہ میں یہاں چھاؤنی ہوگی۔ روضہ کی دیوار پر میاں محمد شاہ پور تحصیل، ضلع خوشاب لکھا ہوا تھا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا و مولانا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ چھوٹا سا پختہ روضہ انور بنا ہوا تھا۔ آپ کے پاؤں کی طرف امام محمد بن سیرین کا مزار مبارک ہے۔ آپ کے مزار شریف کے ایک حصہ میں بہت ٹھنڈا پانی تھا۔ وہ ہم نے پیا۔ آپ کا مزار مبارک ایک بڑے قبرستان میں ہے۔ اس کے اردگرد دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے کے مرقد مبارک پر حاضر ہوئے۔ یہ مزار متبرک ایک عالی شان جامع مسجد میں ہے۔ مسجد کے اندر سے سیڑھیاں نیچے کو اترتی ہیں۔ نیچے جا کر لکڑی کی جالی کے اندر مزار مبارک ہے اور اس پر سبز غلاف چڑھا ہوا ہے جس کی دونوں طرف یہ لکھا ہوا ہے۔

"سیدنا زبیر ابن عمة رسول الله ﷺ"

یہ نہایت بابرکت مقام ہے۔ اس مسجد اور شہر دونوں کا نام سیدنا زبیر ہے۔ (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ

مزار مبارک ایک گنبد میں ہے۔ بالکل تنہا ایک ویرانے میں ہے اور اس کی لمبائی تقریباً سات فٹ سے زائد ہوگی۔ بالکل کچی مٹی سے بنا ہوا ہے اور اچھا خاصا بلند ہے۔

وہاں سے واپسی پر سیدھے اسٹیشن پر پہنچے۔ چونکہ ایک بس خراب ہوگئی تھی لہٰذا تمام آدمیوں کو تین بسوں میں آنا پڑا۔ ایک بس کی سواریاں تین بسوں کی چھتوں پر تقسیم ہوگئیں۔ ہمارے حضرت کے دونوں صاحبزادے بھی بس کی چھت پر تھے۔

9اپریل کو چھ بجے شام جبکہ ہم نے نمازِ مغرب پڑھ لی تھی۔ ہماری گاڑی بصرہ اسٹیشن سے روانہ ہوئی۔ یہ ڈاک گاڑی تھی اس میں ایک کنارے سے دوسرے کنارہ تک راستہ ہے۔ روٹی، کباب اور چائے کے دوکاندار گاڑی میں پھرتے رہتے ہیں۔

بصرہ اسٹیشن پر ایک خاص چیز یہ تھی کہ شیعوں کی کئی لاشیں صندوقوں میں بند پڑی تھیں۔ ان کو گاڑی پر رکھ کر کربلائے معلّٰی لے جا رہے تھے۔ گاڑی میں دو دو آدمیوں کے لئے ایک ایک سیٹ تھی۔ ہفتہ کی رات ہمارے حضرت قبلہ غریب نواز نے ہم مشتاقوں میں گزاری اور صبح کے وقت آپ سیکنڈ کلاس میں تشریف لے گئے۔ آپ کی ایک آنکھ چار پانچ یوم سے دکھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اس وجہ سے آپ نے سبز عینک زیب رخ فرما رکھی ہے۔

10اپریل بروز ہفتہ

آج 10اپریل کی صبح ہے اور سورج طلوع ہو رہا ہے۔ گاڑی چل رہی ہے۔ یہ سطور نہایت مشقت سے لکھی جا رہی ہیں کیونکہ گاڑی کی حرکت کی وجہ سے لکھنا دشوار ہے۔ ریل کی پٹڑی کے گرد گندم کی بڑی اچھی فصل ہے لیکن ابھی ذرّا کچی ہے، کٹائی کے قابل نہیں ہے۔ یہ علاقہ جہاں ریل جا رہی ہے۔ نہری ہے کنوؤں پر گھوڑے جوتے ہوئے دیکھے گئے۔ ادھر ادھر کھجوروں کے باغات نظر آ رہے ہیں جبکہ فصل زیادہ معلوم

ہوتی ہے زمین معمولی ریتلی ہے۔

بصرہ سے جب گاڑی بغداد شریف کو آ رہی تھی تو راستہ میں ایک اسٹیشن مسیّب ہے۔ اس اسٹیشن سے جب گاڑی روانہ ہوئی تو ہمارے ساتھ ایک معلم تھا۔ اس نے مشرق کی جانب دو روضہ انور کی طرف اشارہ کیا کہ یہ دو روضہ انور حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہر دو صاحبزادگان کرام رضی اللہ عنہما کے ہیں۔ جن کو شیطان یزیدیوں نے جامِ شہادت پلایا تھا۔ ہماری گاڑی دن کے تقریباً دس بجے بغداد اسٹیشن پر بروز ہفتہ 29 جمادی الاولیٰ 1367ھ بمطابق 10 اپریل 1948ء پہنچی۔ تقریباً ایک گھنٹہ ہم اسٹیشن پر ہی ٹھہرے اور تین بسیں کرایہ پر حاصل کیں جن پر سوار ہو کر حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی حضرت سید السادات الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

اسٹیشن پر کئی افراد جن کو احباب نے حضرت دام جلالہ کی آمد کی اطلاع دے دی تھی۔ استقبال کے لئے حاضر تھے۔ ہم دربار عالیہ پر پہلے پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ دام ظلہ سب سے آخر میں تشریف لائے۔ بغداد شریف میں حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین صاحب نے پہلے سے رہائش کا انتظام کر دیا تھا۔

جب ہمارے حضرت قبلہ تشریف لائے تو ایک کمرہ آپ کے بیٹھنے کے لئے کھولا گیا آپ مع اپنے جمیع خدام کے اس کمرہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت قبلہ نقیب صاحب جو کہ حضرت غوث الثقلین کے سجادہ نشین ہیں، ملاقات کے لئے تشریف لے آئے۔ ہمارے حضرت نہایت انکسار سے ان سے ملے اور نقیب صاحب مدظلہ العالی نے سفر کی حالت پوچھی کہ آپ کس تاریخ کو گھر سے روانہ ہوئے تو آپ نے جواب فرمایا کہ 27 مارچ بروز ہفتہ ہم گھر سے روانہ ہوئے۔ نقیب صاحب نے فرمایا کہ آپ نے کبھی کوئی خط وغیرہ بھی نہیں بھیجا تو ہمارے حضرت نے جواب میں فرمایا کہ بندہ اپنے

آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ خط لکھوں بلکہ خط لکھنے کو سوءِ ادب سمجھتا ہوں۔ نقیب صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ نہیں تم ہمارے رشتہ دار اور ہمارے بڑے بھائی ہو۔ ہمارے حضرت قبلہ غریب نواز نے جواب میں فرمایا کہ میں آپ کا ادنیٰ خادم اور غلام ہوں۔ نقیب صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے بڑا اچھا کیا کہ اپنے دادا کی زیارت کو گئے۔ کیا ابھی ارادہ ہوا یا پہلے کا ارادہ تھا؟ ہمارے حضرت نے جواب دیا کہ ارادہ تو پرانا تھا لیکن جب حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو منظور ہوا، حاضر ہو گیا۔ نیز نقیب صاحب نے ہمارے حضرت سے پوچھا کہ آپ کے والد ماجد (رحمۃ اللہ علیہ) بھی کبھی یہاں آئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ وہ یہاں حاضر نہیں ہوئے نیز نقیب صاحب نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کا بھی ذکر خیر کیا۔

اس وقت بندہ محرر ایں سطور ظہر کی نماز پڑھ چکا ہے اور یہ سطور لکھ رہا ہوں اور ہمارے ساتھیوں کی رہائش کا انتظام ہو رہا ہے۔ ہمارے حضرت غریب پرور دام لطفہ اس امر کی کوشش فرما رہے ہیں کہ ہمیں آپ کے متصل کمرے مل جائیں اور بعد از ظہر حضرت نقیب صاحب قبلہ نے ہمارے حضرت کو کھانے پر مدعو کیا۔ دیگر ساتھی بھی ساتھ تھے۔ کھانا ایک میز پر چُن دیا گیا تھا۔ کھانے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ مسلم لیگ نے کراچی میں ایک کونسل طلب کی ہے جس میں تمام اسلامی ممالک کے نمائندے ہوں گے اور نقیب صاحب قبلہ بھی اس کونسل میں شرکت فرمائیں گے تو ہمارے حضرت نے نقیب صاحب مدظلہ کو اپنی طرف سے دعوت دی کہ آپ گولڑہ ضرور تشریف لایئے۔

حضرت نقیب صاحب نہایت متواضع اور خلیق انسان ہیں۔ آپ کی عمر مبارک 50 سال سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے حضرت مدظلہ العالی کو نقیب صاحب نے بعد از ملاقات فرمایا کہ آپ زیارت کو نہیں گئے تو آپ نے جواب دیا کہ غسل کے بعد کپڑے تبدیل کر کے زیارت کریں گے۔ اس لئے بعد از نمازِ ظہر تمام ہمراہیوں نے

نہانے کی تیاری کی۔ پہلے راقم کا خیال تھا کہ میں کپڑے نہ بدلوں گا اور نہ نہاؤں گا۔ کیونکہ جن کپڑوں میں ہم نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا قصد کیا ہے انہی کپڑوں میں زیارت کرنی چاہیے اور اپنی انکساری کا ثبوت پیش کرنا چاہیے، اس لئے کہ حج کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ الحاج هو الشعث التفل یعنی حاجی وہ ہے جس کے بال پریشان اور میل آلودہ ہوں۔ لیکن پھر یہ خیال ہوا کہ یہ دربار محبوب ہے۔ یہاں نزاہت اور پاکیزگی زیادہ مقبول ہوگی۔ اور نیز اپنے حضور کا بھی یہی خیال ہے۔ لہٰذا راقم نے بھی دیگر احباء کی تقلید کی۔ بعد از نمازِ عصر تمام زائرین نہا دھو کر اور نئے کپڑے پہن کر عید منانے کی طرح نکلے۔ اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔

ہم تمام زائرین اپنے حضرت کی معیت میں روضہ انور کے اندر داخل ہوئے۔ مزار مبارک کے اردگرد قد آدم سے بلند نہایت مضبوط جنگلہ ہے۔ اس کے اندر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ جو لطف حاضری کے وقت زائرین کو محسوس ہوا، ہمیشہ یاد رہے گا۔ مغرب کا وقت ہو گیا تھا لہٰذا زیارت منقطع کر کے مغرب کی نماز ادا کی اور بعد از نمازِ مغرب پھر زیارت کو گئے۔ قاری محبوب علی صاحب نے قرآن کریم کا نصف رکوع تلاوت کیا۔ اس کے بعد حضور نے بندہ کو فرمایا کہ کوئی حدیث شریف تلاوت کرو۔

بندہ نے یہ حدیث شریف تلاوت کی:

" انما الاعمال بالنيات "

اس کے بعد حضور نے کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور رخصت ہو کر اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے۔ بعد از شام حضور مدظلہ العالی نے تمام ساتھیوں کو رقم عنایت فرمائی کہ خرچ کے لئے لے لو۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نقیب صاحب کا ارشاد ہوا کہ کھانا تیار ہے۔ لہٰذا ہم تمام کھانا کھانے چلے گئے۔ واپسی پر یہ سطور تحریر کی گئیں۔

11 اپریل صبح کی نماز کے بعد ہمارے حضرت مدظلہ العالی نے وظائف کے بعد پھر جمیع خدام کے ساتھ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی اور دعا مانگی۔ بغداد شریف سے قبلہ سیدھا بالکل جنوب کی طرف ہے مسجد شریف کا ایک ہال ہے اور ایک برآمدہ۔ ہال کے ایک تہائی حصہ میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے اور دو تہائی حصہ مسجد میں داخل ہے۔ مسجد کا کوئی صحن متصل نہیں ہے البتہ ایک علیحدہ جگہ ہے جس کے گرد جنگلہ ہے۔ مسجد اور اس جنگلے کے درمیان سے راستہ گزرتا ہے۔ حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ کے دربار عالیہ کا نقشہ کچھ اس طرح کا ہے۔

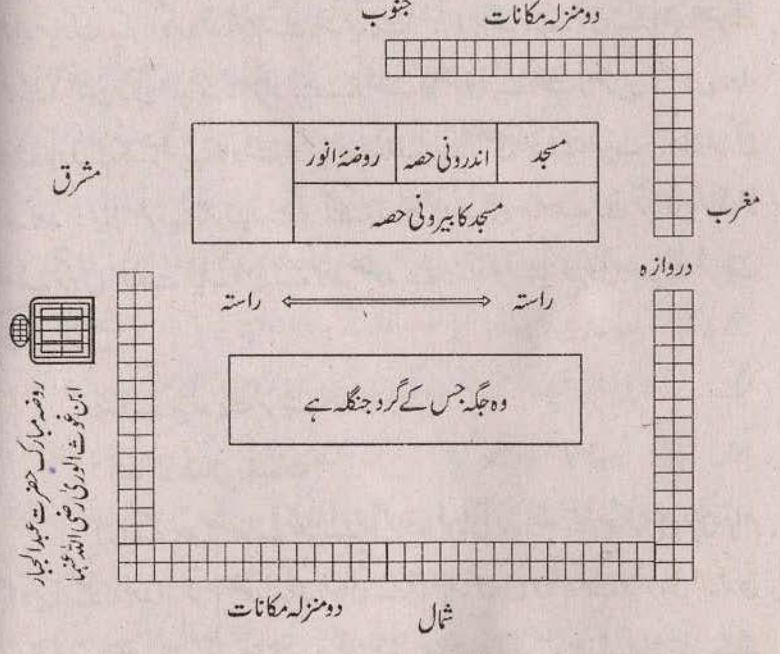

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ راقم سطور نے اپنی تصویریں نہیں بنوائی تھیں، بڑی فکر یہ تھی کہ اگر خدانخواستہ کوئی بات ہوئی تو حضرت کے قلب انور کو ملال ہو گا لیکن بحمد اللہ تعالیٰ ومنتہ کہ جاتے ہوئے تو کوئی پریشانی نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ محبوبانِ بارگاہ کی برکت سے واپسی پر بھی محفوظ رکھے۔

قل اعوذ برب الناس ٥ ملك الناس ٥ اله الناس ٥ من شر الوسوس الخناس ٥ الذی یوسوس فی صدور الناس ٥ من الجنة والناس ٥

11 اپریل بروز اتوار

حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک پر چادریں چڑھائی گئیں تمام چادریں لے کر مع اپنے حضرت کے ہم تمام خدام حضرت نقیب صاحب قبلہ کے بنگلہ پر پہنچے، وہاں سے محبوب صاحب، مشتاق صاحب، واعظ صاحب اور محبوب صاحب کے والد صاحب نے مل کر قوالی شروع کی۔ دربارِ انور تک قوالی کے ساتھ چادریں لائی گئیں، تمام حاضرین پر رقت کا عالم طاری تھا۔ تمام حاضرین زار و قطار رو رہے تھے اور ہمارے حضرت دام بقاہٗ بار بار دراقدس کو بوسہ دیتے تھے، آخر میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مرقد کے گرد جو جنگلہ ہے، اس کو کھولا گیا اور ہمارے حضرت مع ہر دو نور العین اندر جا کر حاضر ہوئے۔ زہے عز و شرف، بعد از فراغت نقیب صاحب نے تمام حاضرین کے لئے عموماً اور ہمارے حضرت اور ان کی اولاد کے لئے خصوصاً دعا مانگی اور نہایت پر لطف کیف کے ساتھ دربار سے رخصت ہوئے۔

بعد از نماز ہم تمام خدام اپنے حضرت کی معیت میں پھر دربار اقدس پر حاضر ہوئے۔ بندہ نے حضرت مکرم کے فرمان پر ایک سلام حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

کے حضور پیش کیا جو کہ زمانہ اقدس حضرت غوث الثقلین (رضی اللہ عنہ) میں اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور پڑھتے تھے۔ اور اس سلام کو شیخ محقق علی الاطلاق شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبدۃ الآ ثار میں نقل فرمایا ہے۔ سلام یہ ہے:

السلام علیک یا ملک الزمان و یا امام المکان و یا قائما بامر اللہ و یا وارث کتاب اللہ و یا نائب رسول اللہ و یا من السماء و الارض مائدۃ و اھل وقتہ کلھم عاملۃ و یا من ینزل اللقط بدعوۃ و یا من یدد الضرع ببرکت رضی اللہ عنہ۔

''آپ پر سلام ہو اے زمانے کے بادشاہ! اے ہر جگہ کے امام! اے اللہ تعالیٰ کے امر کے سبب قائم! اے کتاب اللہ کے وارث! اے رسول اللہ ﷺ کے نائب! اے وہ ہستی کہ زمین و آسمان جس کا دستر خوان ہے اور جس کے زمانے کے لوگ اہل و عیال ہیں! اے وہ ہستی کہ جس کی دعا سے بارش نازل ہوتی ہے اور جس کی برکت سے جانور دودھ دیتے ہیں۔'' رضی اللہ عنہ

بعد از زیارت ہمارے حضرت دریائے دجلہ کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جیسا کہ حضرت کا دائمی معمول پاک ہے لیکن بندہ اس ہمراہی سے محروم رہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

12 اپریل بروز پیر

ہمارے حضرت مدظلہ نے صبح کی نماز کے بعد اپنے وظائف اس جنگلہ کے ساتھ بیٹھ کر پورے فرمائے۔ جس سے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار سامنے نظر آتا ہے اور یہ لکڑی کا جنگلہ ہے جو کہ مسجد منیف اور مرقد شریف کے درمیان

واقع ہے، جب آپ اوراد سے فارغ ہوئے تو پھر تمام عقیدت مندوں کے ساتھ دربار پر حاضری ہوئی۔ دربار میں اس قدر جلال ہے کہ انسان ایک دوسرے کی طرف دیکھنے میں بھی جھجک محسوس کرتا ہے اور ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ جب مرد زیارت سے فارغ ہوتے تھے تو عورتیں زیارت کے لئے حاضر ہوتی تھیں۔ آج بعد از نمازِ ظہر ہمارے حضرت قبلہ غریب نواز اسٹیشن پر تشریف لے گئے کیونکہ آپ کا یہ بھی ارادہ ہے کہ قسطنطنیہ جا کر حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کریں۔ آپ وہاں جانے کا طریق کار معلوم کرنے کے لئے اسٹیشن گئے تھے۔ یہ حقیر آپ کے ساتھ جانے کا شرف حاصل نہ کرسکا۔ بعد از نمازِ عصر اپنے حضرت دام لطفہ کے ساتھ دربار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے۔ بعد از زیارت روضۂ مقدس میں سے خدام نے ایک دروازہ کھولا اور اس مکان کی زیارت کروائی جس میں حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ عبادت فرمایا کرتے تھے۔

اللهم بحرمت عبادة عبادك الصالحين ٥ نور قلوبنا
بمحبتك و محبت رسولك و حبيبك و محبت اوليائك و
اقمنا على شريعتك و شريعت افضل انبيائك۔

ترجمہ: اے اللہ! اپنے نیک بندوں کے طفیل ہمارے دلوں کو اپنی محبت،
اپنے رسول کی محبت اور اپنے اولیاء کی محبت سے منور فرما اور ہمیں
اپنی اور اپنے سب سے افضل نبی ﷺ کی شریعت پر قائم فرما۔

اس مکان میں حضرت کی قبر مبارک سے اترا ہوا غلاف تھا، جس کی ہم عاجزوں نے زیارت کی نیز اس میں بڑے قرآن کریم رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض قلمی اور بہت قدیم تھے جو کہ تحفہ کے طور پر باہر سے آئے تھے۔ نیز اس مکان مقدس میں بڑے قطعات آویزاں تھے جو کہ باہر سے عقیدت مندوں کی محبت کا حسین

منظر پیش کر رہے تھے۔ خدام نے ایک طاق کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ﷺ کا موئے مبارک ہے اور رمضان المبارک کی ستائیس کو اسے اتار کر تمام لوگ زیارت کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع اجزائہ و اتباعہ وسلم

مر از زلف او موئے بسند است
فضولی میکنم بوئے بسند است

نیز خدام کرام نے فرمایا یہاں ایک سونے کا صندوق ہے جس پر ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ نذرانہ انور پاشا مرحوم نے روانہ کیا تھا اور ایسے تین اور صندوق کربلاء معلیٰ اور نجف اشرف اور امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بھی بھیجے ہیں۔ خدام کرام نے وعدہ فرمایا کہ تم کو اس کی زیارت بھی کروائیں گے۔ نیز خدام کرام نے فرمایا کہ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اصل مزار دو آدمیوں کے قد کی مقدار نیچے ہے اور اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں جو قبر مبارک نظر آرہی ہے یہ لکڑی کی ہے اور یہ لکڑی مبارک عود کی ہے۔ فالحمد للّٰہ علی ذالك حمدًا له لا یعد و لا یحصی۔

12 اپریل بروز پیر

ہمارے حضرت نے رات کے وقت اپنے کمرے میں مجلس منعقد کی۔ دیر تک آپ اہل اللہ کا ذکر خیر فرماتے رہے۔ پھر مثنوی شریف کا تذکرہ آیا۔ آپ نے چند اشعار خود تلاوت فرمائے پھر محبوب صاحب کو حکم فرمایا۔ محبوب صاحب نے وحدۃ الوجود پر اشعار پڑھے۔ یہ مجلس پانچ بجے تک جاری رہی۔ نہایت پر کیف مجلس تھی نیند کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔ آخر میں آپ نے سب کو حکم فرمایا کہ اب جاؤ اور جا کر آرام کرو۔ آپ کی مجلس ایسی محبوب ہوتی ہے کہ کوئی اٹھنے کا نام نہیں لیتا حتیٰ کہ آپ کو آخر میں حکم دینا پڑتا ہے کہ اب جاؤ۔

13اپریل بروز منگل

تقریباً 10 بجے حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار عالی مقدار کی زیارت کے لئے گئے۔ چار بسیں کرایہ پر لی گئیں تا کہ تمام مزارات کی زیارت کی جائے جو کہ بغداد شریف میں ہیں۔

تقریباً ساڑھے بارہ بجے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے مرقد عالی پر حاضر ہوئے۔ بہت بڑا شاہی دربار تھا جس طرح حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مزار کے گرد چاندی کا جنگلہ ہے اسی طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کے گرد بھی جنگلہ ہے۔ باہر آپ کی مسجد ہے۔ راقم السطور اور دیگر چند رفقاء نے اس مسجد میں نوافل ادا کئے نیز مجاور دربار عالی کی زیارت کی، ایک سند حاصل کی۔ جس کا ہدیہ ایک سو فلس تھا۔ قبر مبارک کے باہر جنگلہ پر یہ تحریر تھا کہ آپ کا مزار مبارک بوسیدہ ہو گیا تھا۔ شاہ فیصل بن حسین نے اس کی تجدید کی ہے، اللہ تعالیٰ اس سلطان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ یہ تجدید 1347ھ میں ہوئی۔

اس کے بعد سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اور اس کے بعد علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ چھوٹا سا گنبد تھا اور وہ بھی ایک طرف سے منہدم تھا۔ دروازہ بند تھا۔ دروازے کی کھڑکی ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس سے مرقد مبارک کی زیارت کی۔ مزار مبارک نہایت بوسیدہ تھا۔ جس میں مجدد وقت راحت فرما تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ

اس کے بعد حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کی۔

اس کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کی۔ یہ ایک ایسا عالی شان دربار ہے کہ راقم سطور نے باید وشاید ایسی عمارت ابھی تک دیکھی ہو۔ اس کا رقبہ تقریباً شاہی مسجد لاہور کے برابر ہے۔ دو گنبد اور کئی مینار

ہیں اور ان تمام پر سونے کے پترے چڑھائے ہوئے ہیں۔ دروازوں پر چاندی کا جڑاؤ ہے اور اندر تمام عمارت میں شیشہ کا بہترین کام ہے جیسے (قلعہ لاہور کے شیش محل میں ہے) دونوں اماموں کی قبریں ایک جنگلہ میں ہیں جو چاندی کا بنا ہوا ہے۔ عمارت بڑی نفیس ہے جو دیکھنے کے قابل ہے۔ لیکن باوجود ان ہر دو امامین کے شیعہ کی ایسی نحوست تھی کہ دل پر تاریکی چھا رہی تھی۔ جب راقم ان دونوں اماموں رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ خیال آیا کہ ان پاکبازوں کے حضور دل کی یہ کیفیت کیوں ہے؟ تو اہل تشیع کا خیال آیا، جب باہر آئے تو حضور دام مجدہ نے بھی یہی فرمایا کہ بتلاؤ کیا حالت تھی؟ تو راقم سطور نے عرض کیا کہ اہل تشیع کی نحوست ہے، آپ نے فرمایا کہ درست ہے، اسی احاطہ میں حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار بھی ہے اور اس کے متصل مسجد ہے۔ نمازِ ظہر ہم نے انہی امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ادا کی۔

اس کے بعد ہم نے یوشع نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام ابراہیم خواص اور حضرت جنید بغدادی اور سری سقطی رضی اللہ عنہم کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت جنید بغدادی اور حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہما کے مزار روضہ میں ہیں۔ اس کے بعد حضرت بہلول دانا، حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہم اور حضرت زبیدہ رضی اللہ عنہا (ہارون الرشید کی اہلیہ محترمہ) کے مزارات کی زیارت کی۔ حضرت زبیدہ رضی اللہ عنہا کے مزار کا دروازہ بند تھا۔ اس لئے باہر سے ہی زیارت کی۔ اس کے بعد حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ کے مرقد کی زیارت کی۔ اس کے بعد حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے مزار پر اسرار کی زیارت کی۔ ان تمام مزاراتِ شریفہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مزار مبارک کے متصل بہترین مسجد ہے اور تقریباً مسجد کے اندر سے مزار شریف کو راستہ جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم بغداد شریف سے 25 میل دور ایک بلدۂ مبارکہ سلمان پاک گئے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی، حضرت حذیفہ بن یمان اور

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قبر علیحدہ ہے اور اس کے ساتھ ایک مسجد ہے۔ اس کے مشرق کی جانب حضرت حذیفہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مزار ایک مکان میں ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا مزار دوسرے مکان میں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے پاس سید طٰہٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے جو کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی چوتھی پشت میں سے ہیں۔

اس شہر سلمان پاک میں ایک مولوی صاحب رہتے ہیں جن کا اسم گرامی محمد وحید الدین صاحب ہے۔ مولوی صاحب انگہ ضلع خوشاب کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد صاحب نے ترکوں کے زمانہ میں اپنے وطن سے ہجرت کی تھی۔ انہوں نے واقعہ سنایا کہ حضرت حذیفہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے مزارات یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر تھے۔ جب دریائے دجلہ قریب آیا تو آپ فیصل اوّل شاہ بغداد کے خواب میں آئے اور فرمایا کہ ہمیں کہیں اور منتقل کر دو۔ شاہ فیصل نے ان ہر دو صاحبوں کو نکال کر یہاں دفن کیا۔ اس واقعہ کو تیرہ سال ہو چکے ہیں۔ جب ان صاحبوں کو قبروں سے نکالا گیا تو بالکل صحیح وسالم تھے اور کفن تک سالم تھا۔ آنکھوں میں نور بھی دکھائی دیتا تھا گویا کہ سو رہے ہیں۔

اس کے بعد ہمارے حضرت دام بقائہ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے۔ جہاں یہ ہر دو صاحبین رسول اللہ ﷺ مدفون تھے۔ راقم السطور بھی ساتھ تھا۔ جہاں آج کل سلمان پاک آباد ہے۔ اس مقام میں خلیفہ ثانی حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدائن شہر آباد تھا جو کہ ایرانیوں کا پایۂ تخت تھا۔ وہاں اب بھی ایک محل ہے جو کہ نوشیرواں کے زمانہ کا ہے اور جب جناب نبی کریم ﷺ متولد ہوئے تو

اس محل میں شگاف پیدا ہوا گیا تھا جو آج تک موجود ہے۔

ہمارے حضرت دام بقائہ نے بس سے اتر کر اس شگاف کو ملاحظہ فرمایا۔ محرر این سطور نے بھی وہ شگاف دیکھا، چونکہ اس کے گرنے کا خطرہ ہے لہٰذا حکومت نے اس کے آگے نئی دیوار بنا دی ہے تا کہ اس کو گرنے سے محفوظ رکھے۔ سنا گیا ہے کہ اس محل کے ارگرد کھودنے سے اینٹیں برآمد ہوتی ہیں اور لوگ ان سے مکانات تعمیر کرتے ہیں۔

مدائن شہر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ یہاں سے چار میل کے فاصلہ پر وہ مقام ہے جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مقدس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دجلہ میں گھوڑے ڈالے تھے اور ایرانی مدائن چھوڑ کر بھاگ گئے تھی۔ حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا جو کہ یزدجرد شاہِ ایران کی صاحبزادی تھیں، اسی محل میں رہ گئیں جن کا نکاح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا تولد پاک ہوا۔

عصر کی نماز ہم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں پڑھی۔ غروب کے قریب ہم بسوں پر واپس آئے اور نماز مغرب راستے میں ادا کی۔ راقم سطور نے اذان اور اقامت کے فرائض ادا کئے۔ جاتے ہوئے اور واپسی میں حضرت قبلہ غریب پرور نے روح پرور اشعار اور ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ واپسی پر تو آپ نے طرز کے ساتھ عجیب اشعار پڑھے۔

14اپریل بروز بدھ

صبح کی نماز کے بعد حضرت غوث الثقلین کے در اقدس کے سامنے محبوب صاحب نے قوالی فرمائی اور تین مناقب حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی شان پاک میں پڑھے۔ اتنا سرور آیا کہ آج کے دن تک نہیں آیا۔ تمام اشعار میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی نظر رحمت کو ہم عاجزوں کی طرف مبذول کرنے کا سوال تھا۔ ان

میں سے ایک منقبت حضرت صاحبزادۂ اکبر بلند اختر مرکز الجمال منبع الجلال مقبول بارگاہِ الٰہی حضرت علامہ غلام معین الدین شاہ کے فہم حق رسا کا نتیجہ تھی ۔ اس کا ہر شعر محبتِ غوثِ الوریٰ رضی اللہ عنہ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان گوہرانِ گراں مایہ کی عمر دراز فرمائے اور جمیع آفات و بلیات و تکلیفات سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین ثم آمین

یارب زباد فتنہ نگاہ دار خاک گولڑہ (مقدسہ)

یہ منقبت آپ نے جاتے ہوئے جہاز میں تصنیف فرمائی تھی۔ بعد از نماز عصر قرب و جوار غوث الابرار رضی اللہ عنہ میں جو مزارات تھے، ان کی زیارت کے لئے ہمارے حضرت تمام عقیدت مندوں کے ساتھ پیدل گئے۔ پہلے حضرت سیدنا محمد ابو جمرۃ رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر گئے۔ آپ کا مزار مبارک بازار کی سڑک کے نیچے ہے۔ اوپر سے ٹریفک گزرتی ہے اور ایک اونچے مکان سے راستہ نیچے کو اترتا ہے۔ ہم سب نیچے اتر کر قبر مبارک کے پاس گئے ۔ ہمیں کافی جھک کے کھڑا ہونا پڑا کیونکہ اوپر پختہ چھت تھی جو سیدھا کھڑا ہونے سے مانع تھی۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ایک خادم جو کہ ہمارے ساتھ تھے۔ انہوں نے اس مزار کی ایک کرامت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ دریائے دجلہ کا پانی یہاں تک آ گیا۔ لوگوں کو بڑی فکر ہوئی ۔ دریا بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک اس قبر مبارک سے ایک کبوتر نکلا اور اس نے تین دفعہ اپنے پروں کو ہلایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت دریا کا پانی واپس چلا گیا۔

اس کے بعد ہم حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مزار شریف نہایت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ دروازے کے پتھر پر آپ کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا۔ آپ کی قبر پر بڑی فرحت حاصل ہوئی۔ بندہ راقم ایں سطور نے آپ کے دو واقعات حضور قبلہ دام عزہ کی خدمت میں بیان کئے۔

ایک یہ کہ امام حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ بغداد شریف میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب لوگ نماز ادا کر کے فارغ ہوتے تھے تو آپ کا خطبہ جو کہ حقائق و معارف کا مجموعہ ہوتا تھا۔ بازار میں بک رہا ہوتا تھا حالانکہ اس زمانہ میں تحریر کی عجلت کے وسائل مفقود تھے۔

دوسرا یہ کہ آپ کو حجۃ الاسلام اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ کے علم کو دیکھ کر بڑے سے بڑے عیسائی مسلمان ہو جاتے تھے کہ اتنی قابلیت کا انسان گمراہ نہیں ہوسکتا۔

رحمة الله عليه رحمة واسعة الى يوم الميزان- اللهم ارزقنا من فيض علمه-

ترجمہ: قیامت تک ان پر اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ہو، اے اللہ! ہمیں ان کے علم کا فیض عطا فرما۔

اس کے بعد حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے چلہ گاہ کی زیارت کی۔ اس میں آپ کے ایک خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ مدفون تھے۔ بعد ازیں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک اور خلیفہ کے مرقد مبارک کی زیارت کی۔ ان کا اسم گرامی سید علی قادری ہندیجی ثم البغدادی تھا۔ آپ رفاعی سلسلہ کے بھی پیشوا ہیں۔ رضی اللہ عنہ

بعد ازیں اس قطب رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کی زیارت کی جن کو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی توجہ نے قطب بنایا تھا۔ جن کی چوروں پر یہ نظر کرم ہے وہ اپنے نیاز مندوں کو محروم نہیں فرمائیں گے۔

اس کے بعد حضرت شیخ صدر الدین رضی اللہ عنہ کے مرقد کی زیارت کی۔ آپ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے استاذ ہیں۔ آپ سے حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم پڑھا تھا اور اس کے بعد حضرت شیخ سراج الدین رضی اللہ عنہ کے مرقد پاک پر حاضر ہوئے۔ آپ بھی حضرت سیدنا قطب الاقطاب رضی

اللہ عنہ کے استاذ ہیں ۔ آپ سے حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ نے کتبِ دینیہ پڑھیں تھیں ۔ زہے عز و شرف آپ کا مزار مبارک حسن پاشا نے بنوایا۔ تمام فرش سنگِ مرمر کا ہے۔ لیکن موجودہ حکومت کی بے اعتنائی کی وجہ سے خلل پذیر ہو رہا ہے۔

اللهمّ انی اعوذك من امارة الصبيان۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں نوعمروں کی حکومت سے۔

اس کے بعد واپس درگاہ غوث دارالامن رضی اللہ عنہ میں واپس آ گئے۔ ہمارے حضرت قبلہ دام بقائہ کسی آدمی کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے ۔ آپ کے ساتھ شاہ پور کے ایک جوان تھے جو کہ میرے خیال میں وکیل عطا محمد صاحب شاہ پور کے ہم زلف تھے۔

آج کا نیا واقعہ یہ ہے کہ عصر سے پہلے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے دربار شریف کا ایک خادم میرے پاس تشریف لایا۔ اس وقت پیرزادہ بلند اقبال شاہ محمد عبدالحق صاحب اعطاه الله علماً نافعاً کاملاً (اللہ تعالیٰ انہیں علم نافع کامل عطا فرمائے) میبذی کا سبق بندہ سے تکرار فرما رہے تھے۔ حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ کے خادم صاحب نے بندہ کو فرمایا کہ تمہارے پاسپورٹ میں تصویر نہیں ہے لہٰذا تصویر بنواؤ۔ اتنے میں حضرت دام بقائہ تشریف لے آئے۔ آپ نے خادم صاحب سے فرمایا کہ ہم نے کراچی سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ اگر ایک ماہ تک رہنا ہو تو فوٹو کی ضرورت نہیں ۔ خادم صاحب نے عرض کی کہ کل ہائی کمشنر صاحب کے پاس جا کر تفتیش کریں گے ۔ ہمارے حضرت صاحب قبلہ راقم ایں سطور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو ضرور مستثنیٰ کروائیں۔ الحمد للہ کیسے کریم خاندان کی غلامی حاصل ہوئے زہے عزّ و شرف۔

و امّا بنعمة ربك فحدث۔

اے اللہ! تو ہی عصیاں سے بچانے والا ہے۔ اپنے محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے صدقے اس بلا کو اپنے عاجز بندہ کے سر سے ٹال۔

(۱) حق پرستوں کی اگر تو نے دلجوئی نہ کی
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

(۲) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بمن قبلۂ دیں
مددے کعبہ ایماں مددے

(۳) اس پر خطا کی شرم تمہارے ہی ہاتھ ہے
اور اس ننگ دو جہاں کا وسیلہ تمہی تو ہو

(۴) جو دستگیر ہے تمہارا ہی ہاتھ ہے
اور جو ڈوبنے نہ دے وہ سہارا تمہی تو ہو

15 اپریل بروز جمعرات

بعد نماز صبح محبوب صاحب (نے واعظ صاحب کے ساتھ مل کر) قوالی کی۔ تقریباً پانچ مناقب حضرت غوثِ زماں رضی اللہ عنہ کی شان میں حسب حال حاضرین پڑھے۔ ایسا لطف آیا کہ ہر سامع اپنے آپ سے بھی غائب تھا۔ راقم سطور پر اس روز قوالی کی حقیقت منکشف ہوئی کہ اصل تصرف غوث الوریٰ کا ہے کیوں کہ بعض طرزیں ایسی تھیں کہ ان طرزوں میں مجھے کوئی سرور حاصل نہ ہوا، اس کے باوجود انتہائی رقت اور دل پر اثر خاص تھا تو اندازہ ہوا کہ تصرف غوثِ رضی اللہ عنہ اس قدر ہے کہ یہاں طرز وغیرہ اور الفاظ کی مناسبت کا کوئی اعتبار نہیں۔ آج کے روز مستورات کے لئے خاص دعوت تھی۔ یہ دعوت نقیب صاحب کے گھر کی طرف سے ہوئی۔

16 اپریل بروز جمعہ

بعد از نماز صبح محبوب صاحب نے قوالی کی اور آخر میں تمام حاضرین دربار

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر ہوئے۔ محبوب صاحب نے یہ اشعار پڑھے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعٰی للّٰہ داع

نہایت ہی لطف اور حظ حاصل ہوا لیکن اصل میں قوالی کی حقیقت وہی ہے جو راقم سطور نے گذشتہ مجلس میں ذکر کی ہے۔ جمعہ کی نماز بڑی شان وشوکت سے ہوئی۔ مسجد کے ہال میں گیلری ہے۔ زوال کے بعد مختلف قراء نے الاوڈ سپیکر پر قرآن کریم کی تلاوت کی۔ یہاں کے وقت کے مطابق ساڑھے پانچ بجے جمعہ کا خطبہ شروع ہوا۔ جمعہ کے لئے ایک خاص عالم مقرر ہے جو کہ صرف جمعہ ہی پڑھاتا ہے۔ دوسری نمازوں کے کے لئے دو امام مقرر ہیں جو امام صبح کی نماز پڑھاتے ہیں وہ جاوہ کے باشندے ہیں جامعہ ازہر کے فارغ اور اچھے عالم ہیں۔

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی مسجد میں چار مصلّے ہیں۔ ہر مصلے پر اس مذہب کا امام جماعت کراتا ہے۔ لیکن باقاعدگی سے صرف احناف کی جماعت ہوتی ہے۔ شوافع شاید دو وقت صبح اور شام اپنی جماعت علیحدہ کراتے ہیں۔ باقی نمازیں احناف کے پیچھے ادا کرتے ہیں۔ مالکی اور حنبلی تو صرف عید کے موقع پر آتے ہیں اور علیحدہ نماز پڑھتے ہیں۔

بعد از نمازِ جمعہ خطیب صاحب نے حدیثِ جبرائیل پر تقریر فرمائی اور (ما المسئول عنہا باعلم من السائل) میں حضور ﷺ کے علم بالقیامت کی نفی کی۔ جب فارغ ہوئے تو بندہ محرر ایں سطور نے عرض کیا:

" یا سیدی انت قلت لا علم لرسول اللّٰہ ﷺ بالساعۃ کیف یفھم ھذا المطلب من ھذا الحدیث فاجاب بان النفی ظاھر۔ قلت النفی اذا ورد علی اسم التفضیل فالنفی راجع

الی الزیادۃ لا الی نفس الفعل۔ فاجاب بان هذا المعنی ایضًا قال به الشارحون لکن ههنا عوامًا لا یفهمون الدقائق العلمیة و ما قلت صحیح لا تنکر فاعطانی رسالة فیها الموعظة والنصیحة للمسلمین باتباع الشریعة و بعد ذلك حضرت مجلس حضرتنا فقبلت یده الشریفة بعد المصافحة ادام اللّٰه یده علی رؤوسنا مادامت الارض ساکنة و الفلك دائرا فقال لم فقلت هکذا تعوذنا یوم الجمعة معتاد و بعد ذالك حضرت مجلس القمرین النیرین ادام اللّٰه بقائهما و فعلت مثل السابق ۔"

17 اپریل 1948ء بروز ہفتہ

بعد از نمازِ صبح دربار عالی وقار کے سامنے محبوب صاحب نے قوالی کی۔ ازاں جملہ ذات مقدس مصطفیٰ ﷺ پر سلام بھی پڑھا۔ نہایت لطف آیا اور یہ شعر تو کس قدر ہی نفیس تھا کہ

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کہ جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

جب اس حقیر سراپا تقصیر نے یہ شعر سنا تو اس کا یہ معنی القاء ہوا کہ فضل کے موتی جناب مصطفیٰ ﷺ کی اولاد امجاد ہے جس کی وجہ سے خلق خدا مستفیض ہوئی۔ اور جو آپ ﷺ کی اولاد باصفات کی طرف منسوب ہو وہ خود رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوا۔

" لان المنسوب الی المنسوب الی الشیء منسوب الی ذالك الشیء۔"

کیونکہ شے کے منسوب کی طرف جو منسوب ہو وہ بھی اس شے کی طرف منسوب ہوتا ہے اور یہی معنی ہے اس مصرع کا کہ ''سلام اس پر بروں کہ جس نے فرمایا کہ میرے ہیں۔''

نمازِ عصر سے پہلے بندہ کچھ لکھ رہا تھا کہ ہمارے حضرت اس کمرہ میں تشریف فرما ہوئے جس میں فقیر سراپا تقصیر کا قیام ہے۔ بندہ کی پشت چونکہ دروازہ کی طرف تھی لہٰذا مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ آپ کے ساتھ نقیب صاحب کے ایک خادم تھے۔ انہوں نے بندہ کو ''السلام علیکم'' فرمایا۔ بندہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آفتاب سعادت وناز طلوع پذیر ہے۔ خادم صاحب نے بندہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کاغذ ہے، اس پر تمہارا فوٹو لگایا جائے گا تو میں نے جواب دیا کہ اچھا اگر ضروری ہے تو لے لیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو کہ تمہیں تصویر کی معافی دے دی گئی ہے۔

فالحمد للّٰہ ربّ العالمین ۔ اللھم اجعلنا فی امان الغوث الاعظم رضی اللّٰہ عنہ۔ (یا اللہ! ہمیں سیدنا غوثِ اعظم کی امان میں رکھنا۔)

اتوار کی رات کو بوسہ بر قبر کے متعلق بحث ہوتی رہی ۔ ایک آدمی جو کہ کھاریاں ضلع گجرات کے ہیں، جن کا نام محمد خان ہے۔ یہاں بغداد شریف سروے میں ملازم ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء بغداد تقبیل مزار کے متعلق آپ لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگرچہ تقبیل (بوسہ دینا) احترام اولیاء کے لئے جائز ہے لیکن عوام کو غلط فہمی واقع ہو جاتی ہے اور وہ سجدہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ راقم سطور نے کہا کہ عوام کو سمجھانا چاہیے کہ وہ سجدہ نہ کریں ۔ نہ یہ کہ بوسہ گناہ ہے ۔ نیز علامہ عینی نے شرح بخاری میں تقبیل حجر اسود میں ایک صحابی کا فعل نقل کیا ہے کہ

اذا رای قبور الصالحین قبلھا۔

''جب وہ صالحین کی قبروں کو دیکھتے تو انہیں بوسہ دیتے۔''

اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر صحابی کے فعل میں قیاس کو دخل نہیں تو یہ بمنزلہ حدیث مرفوع ہے۔ خیر یہ کلام دیر تک ہوتا رہا۔ چونکہ ہمارے حضرت دام مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے روحانیت اور جسمانیت ہر لحاظ سے لطیف پیدا فرمایا ہے۔ حاضرین نے محسوس کیا کہ آپ کی طبع مبارک پر اس بحث کی وجہ سے گرانی ہے۔ لہٰذا حضرت عزت مآب پیر نجیب علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ محبوب صاحب سے کچھ اشعار سنے جائیں تاکہ آپ کی یہ گرانی دور ہو جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا نہیں وقت زیادہ گزر چکا ہے۔ محمد خان صاحب نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا جو حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق ہے۔

آپ نے حجر اسود کو بوسہ دے کر فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے تو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (قادری)

تو راقم السطور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد اور ملا علی قاری کی تحقیق بیان کی کہ مرادِ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ پتھر بحیثیت پتھر ہونے کے فائدہ نہیں دیتا۔ لیکن اس حیثیت سے کہ وہ بیت اللہ شریف کی جزء اور اس کے ساتھ نسبتِ شریفہ رکھتا ہے۔ قیامت کے دن بوسہ دینے والوں کے ہاتھوں میں گواہی دے گا۔

بعد میں تصویر کے متعلق کچھ بحث ہوتی رہی۔ اسی اتوار کی رات کو بندہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پالکی ہے جس میں مستورات بیٹھی ہیں۔ انہوں نے ایک لڑکا پکڑایا وہ پالکی جنوب کی طرف ہے۔ اس لڑکے کو شمال کی طرف ایک بستر پر لٹا دیا گیا سفید رنگ کا لڑکا ہے اور آنکھوں میں سرمہ ہے۔ کسی آدمی نے مجھے بتایا کہ یہ صاحبزادہ

حضرت سیدنا وسندنا شاہ غلام معین الدین صاحب کا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك

18اپریل بروز اتوار

بعد نماز صبح محبوب صاحب نے قوالی کی اور نعت شریف پڑھی۔ جس کا یہ مطلع ہے:

بزم جہاں کے انجمن آراء تمہی تو ہو
اس قدرتی برات کے دولہا تمہی تو ہو

یہ خطاب جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ہے تو بندہ کے خیال میں اس کا یہ معنی گزرا کہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کی اولاد بزم جہان کی انجمن آراء ہیں کیونکہ اولاد کی صفات باپ کی طرف منسوب کی جاسکتی ہیں جب قوالی کے بعد روضۂ انور پر حاضر ہوئے تو آج ہمارے حضرت قبلہ نے رات کی بحث کی وجہ سے دہلیز کو بوسہ نہیں دیا اور حاضری کے بعد جنگلے کو بھی بوسہ نہیں دیا بلکہ صرف ہاتھ لگا کر واپس آ گئے۔ جب آپ اپنے کمرے میں تشریف لائے تو میں نے محسوس کیا کہ آپ کی طبع عالی پر گرانی ہے۔ لہٰذا میں حاضر ہوا اور مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ سستی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ رات کی بحث کی وجہ سے تو دل تنگی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے ساری رات اپنے ساتھ بحث میں گزاری ہے اور آج قوالی میں بھی خاص کیف حاصل نہیں ہوا۔ ارادہ تھا کہ بعد از قوالی واپس رہائش گاہ چلا جاؤں۔ لیکن یہ خیال آیا کہ رفقاء کو پریشانی ہوگی۔

راقم سطور کہتا ہے کہ اولادِ مصطفیٰ ﷺ کس قدر کریم اور سراپائے رحمت واقع ہوئی ہے، اپنی تکلیف برداشت کر لیتے ہیں لیکن خدام پر کرم فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ربّ کریم نے مسلمانوں کی تعریف بیان فرمائی ہے:

کما قال اللّٰہ تعالٰی و یؤثرون علی انفسھم و لو کان بھم

خصاصة۔ و من یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون۔

ترجمہ: اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں حاجت ہی ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہی کامیاب ہیں۔

بندہ نے آپ کی طبع مبارک کی گرانی دور کرنے کی بہت کوشش کی لیکن خاص فائدہ نہ ہوا۔۔ یہ تمام دن اسی طرح گرانی میں گزرا۔ رات کو محرر ایں سطور خلافِ عادت اپنے حضرت کی مجلس میں حاضر نہ ہوا۔ جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ بات منہ سے نکل جاتی ہے اور خوامخواہ آپ کی طبع مبارک پر گرانی ہوتی ہے۔

19 اپریل بروز سوموار

بعد از نمازِ صبح حسب معمول روضہ انور کے سامنے قوالی ہوئی، آج آپ کی طبیعت نسبتاً ہشاش بشاش تھی۔ آپ نے آستان بوسی کی بعد از زیارت ناشتہ وغیرہ کر کے تقریباً کراچی کے ٹائم سے دس بجے اور یہاں کے ٹائم کے مطابق ڈیڑھ بجے ہم تمام خدام آپ کی معیت میں کربلاء معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کے لئے تیرہ گاڑیوں پر روانہ وئے جن میں آٹھ ویگنیں اور پانچ کاریں تھیں۔ تیرہ گاڑیوں کا کارواں سڑک پر نہایت خوش منظر معلوم ہوتا تھا۔ ہمارے حضرت قبلہ دامت مسرتہ ویگن میں ہمارے ساتھ سوار ہوئے ۔ راستے میں ایک گاؤں محمودیہ ہے وہاں کچھ ٹھہر گئے۔ یہ سطور یہیں محمودیہ میں بس میں بیٹھ کر لکھی جارہی ہیں۔ آپ ویگن سے ذرا باہر تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے تو بندہ کو فرمایا کہ یہ لکھنے کی کیا زحمت گوارا کر رکھی ہے اور بندہ کو ایک بسکٹ عطا فرما کر فرمایا کہ یہ بھی لکھ لو۔ یہ مزاح کے طور فرمایا۔ راقم السطور نے عرض کیا کہ یہی تو ایک بات لکھنے کے قابل ہے۔

راستے میں ایک اور چھوٹا سا گاؤں اسکندریہ آیا۔ اس سفر میں ایک اور لطف

یہ تھا کہ ہمارے حضرت غریب نواز سب سے پیچھے والی ویگن میں سوار تھے۔ آپ کے پاس سیٹی تھی۔ جب بسیں کھڑی ہوتی تھیں تو روانگی کے وقت آپ سیٹی بجاتے تھے۔ اس طرح سب بسیں چل پڑتیں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہم بریک ہیں۔ راستے میں ایک شہر مسیّب ہے جس کے ساتھ دریائے فرات بہتا ہے۔ ہماری بس فرات کے کنارے سے گزری۔ یہ راستہ جو کربلا کو جاتا ہے یہی نجف اشرف سے ہوتا ہوا مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ اللھم ارزقنا زیارتہ و زیارۃ الکعبۃ شرفھما اللہ شرفًا و تعظیمًا۔

مسیّب سے آگے گئے تو سڑک بند تھی کیونکہ سڑک پر دریائے فرات کا پانی آ گیا تھا۔ یہاں سے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہر دو صاحبزادگان حضرت امام محمد اور ابراہیم رضی اللہ عنہما کے مزاراتِ قریب تھے۔ لہٰذا ان کی زیارت کے لئے گئے۔ نہایت پرنور جگہ تھی۔ البتہ اہل تشیع کا احساس ضرور ہوتا تھا۔ چونکہ پانی کی وجہ سے راستہ بند تھا لہٰذا بسیں چھوڑ کر پیدل جانا پڑا۔ پاکستان کے ٹائم کے مطابق تقریباً سوا تین بجے اور وہاں کے ٹائم کے مطابق ساڑھے پانچ بجے کربلا شریف میں پہنچے۔ وہاں اہل سنت کی ایک بڑی نفیس اور وسیع مسجد ہے، اس میں جا کر نمازِ ظہر ادا کی۔ یہاں کی مساجد کے وسیع ہونے کا مدار مسجد کے ہال پر ہوتا ہے۔ صحن وغیرہ نہیں ہوتا۔ بعد از نمازِ ظہر سب سے اوّل حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما علمبردار کے مزار کی زیارت کی۔ بعد ازاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرقد پاک پر گئے۔ پہلے حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی بعد ازاں حضرت امام حسین، حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہم کے مزار کی زیارت کی۔ یہ تینوں مزارات ایک پالکی میں ہیں۔ تمام پالکی چاندی کی ہے۔ اس کے بعد گنج شہیداں کی زیارت کی۔ جہاں تمام شہداء رضی اللہ عنہم اکٹھے مدفون ہیں۔ اس کے بعد امام کاظم کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ، اس کے بعد اس مقام کی

زیارت کی جہاں حضرت سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ وہاں قبر کی شکل بنی ہوئی تھی اور اس پر چاندی کا ایک تختہ لگا ہوا تھا۔ ہر دو روضہ انور اس قدر عالی شان ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ تمام میناروں اور دیواروں پر سونے کا کام کیا گیا ہے۔ دروازے اور کواڑ سب چاندی کے ہیں۔ حضرت سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کے گنبد پر بھی سونے کا کام کیا ہوا ہے۔ اور دونوں جگہوں کا احاطہ شاہی مسجد لاہور جتنا ہے۔ یہ ہر دو روضہ مبارک بناوٹ میں امامین کاظمین رضی اللہ عنہما کے روضہ کے مشابہ ہیں لیکن یہ ہر دو روضہ مبارک امامین کاظمین رضی اللہ عنہما کے روضہ مبارک سے زیادہ نفیس ہیں۔ اس کے بعد خیمہ گاہ کی زیارت کی جہاں اہل بیت نبی کریم ﷺ نے ڈیرہ لگایا تھا اور ظالموں نے ناشکری کرتے ہوئے خاندانِ اہل بیت رسول خدا ﷺ کو شہید کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

سب سے پہلے حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کا خیمہ ہے، اس خیمہ کی جگہ اب ایک گنبد والی ڈیوڑھی ہے۔ اس کے بعد مشرق اور مغرب کی جانب مستورات کے کجاوے ہیں۔ اب ان کی جگہ چھوٹی چھوٹی کوٹھیاں ہیں جو کہ اوپر سے گول ہیں۔ اس کے بعد حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کا خیمہ ہے۔ اس پر بھی ڈیوڑھی ہے۔ اس کے بعد ایک اور خیمہ ہے۔ بعد میں ایک گول کمرہ ہے جو کہ سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا مسکن ہے۔ اس مسکن سے جلال ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کمرے کی دوسری طرف وہ جگہ ہے جہاں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور اس مکان سے دوسرے مغرب کی طرف حضرت امام قاسم بن حسن رضی اللہ عنہما کا خیمہ ہے۔ یہ جگہ اس قدر دلگداز ہے کہ پتھر کا کلیجہ بھی پانی پانی ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد تقریباً تین میل کے فاصلہ پر جانبِ مغرب حضرت حُر شہید رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ نہایت متبرک اور پرنور مکان ہے۔ ان تمام مقامات پر ہمارے

حضرت نے تمام سائلین کو صف میں بٹھا کر خیرات تقسیم فرمائی ۔ اس کے علاوہ بھی مزاراتِ متبرکہ پر کافی نذرانہ پیش کیا بلکہ راستے میں بھی بس کھڑی کر کے بچوں میں خیرات تقسیم فرماتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی درگاہ پر ہم نے نمازِ عصر ادا کی۔ چونکہ یہ نماز قبل از وقت ادا ہوئی تھی لہٰذا حضرت حر شہید رضی اللہ عنہ کے مزار پر دوبارہ نمازِ عصر ادا کی اور پھر بسوں پر سوار ہو کر سیدھے نجفِ اشرف کو روانہ ہوئے۔ کربلا کا میدان جہاں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اور یزیدیوں کے درمیان جنگ ہوئی تھی، نہایت ہی اداس معلوم ہوتا تھا۔ بھیڑوں اور اونٹوں کے گلے چر رہے تھے۔

اس سارے سفر میں ہمارے حضرت قبلہ دام ملکہ پر سخت رقت طاری تھی ۔ ذرا ذرا سی بات پر آپ پھوٹ پھوٹ کر رو دیتے تھے۔(اضحکہ اللّٰہ تعالیٰ الیٰ یوم المیزان۔)

شام کی نماز ہم نے راستے میں پڑھی۔ آگے چل کر ایک بس کا ایکسل ٹوٹ گیا اور دوسری بس وہاں پنکچر ہو گئی۔ لہٰذا تقریباً ایک گھنٹہ جنگل میں ٹھہرنا پڑا۔ یہ تمام علاقہ ریتلا ہے اور یہاں موٹی موٹی ریت ہے۔ ہوا بڑی اچھی چل رہی تھی۔ ہمارے حضرت دام بقائہ بار بار فرماتے کہ کیا اچھی ریت اور خوب ہوا ہے؟ جی چاہا ہے کہ بس یہیں ریت پر سو جائیں۔

راقم سطور بھی اپنے حضرت دام ظلہ العالی کی ہمرکابی میں تھا اور اسی بس پر سوار تھا جس پر میرے قبلہ غریب نواز تشریف فرما تھے ۔ بندہ بالکل آپ کی پشت مبارک کے پیچھے بیٹھا تھا۔ آپ نے راستے میں بڑی نفیس نفیس باتیں بیان فرمائیں، اگر آپ ناراض بھی ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ اور جب محبت کی باتیں فرمائیں تو انسان کروڑ جان سے فدا ہو جاتا ہے۔ جب ہم نجف اشرف کے قریب پہنچے تو ڈرائیور نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کوفہ ہے۔ نجف بڑا اچھا

شہر ہے۔ بڑے بڑے ہوٹل ہیں۔ یہاں کے ایک معلم اہل سنت ہیں۔ ہم رات کو ان کے مہمان ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک سو سے زیادہ افراد کے قیام و طعام کا انتظام کیا۔ نجف اشرف پاکستانی ٹائم کے مطابق تقریباً ساڑھے بارہ بجے پہنچے۔ یہ سطور تقریباً رات کے ایک بجے نجف اشرف میں لکھی جا رہی ہیں۔ تمام رفقاء کھانا کھانے میں مشغول ہیں اور راقم سطور فارغ ہو چکا ہے۔

20 اپریل کو ان شاء اللہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے مزار پر انوار کی زیارت کریں گے اور واپسی پر دوسرے راستے سے بغداد شریف پہنچیں گے۔ یہ حلہ کا راستہ ہے اور آتی دفعہ ہم کربلا کے راستے سے آئے تھے۔ کربلا شریف بغداد شریف سے اڑسٹھ میل ہے اور نجف اشریف کربلا سے ستر میل۔ گویا کہ ایک دن میں ہم نے ایک سو اڑتیس میل سفر طے کیا۔ یہ رات جو کہ نجف اشرف میں گزری، منگل کی رات تھی۔ ہم لوگ تو کمروں میں سوئے لیکن ہمارے حضرت، باہر صحن میں جو کمروں سے نیچے تھا۔ زمین پر استراحت فرما ہوئے۔ زہے سیرت محمدی و اخلاقِ مصطفوی ﷺ

20 اپریل بروز منگل

جب ہمارے حضرت اوراد سے فارغ ہوئے تو حضرت امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دربارِ عالی پر حاضری دی۔ تمام میناروں اور دیواروں پر سونا جڑا ہوا ہے۔ دروازوں پر چاندی چڑھائی ہوئی ہے۔ مزار مبارک کا جنگلہ بھی چاندی کا ہے۔ چاندی سے نقش و نگار کا بہترین کام ہوا ہے۔ یہ روضہ انور بھی حضرت کاظمین اور حضرت امام رضی اللہ عنہما کے روضہ مبارک کی طرح ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

نجف اشرف ہارون الرشید کے وقت کا بنا ہوا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا روضہ مبارک اولاً ہارون الرشید نے بنوایا تھا۔ بعد میں عباس صفوی شاہِ ایران نے پھر حضرت سلطان سلیم ترک نے، پھر نادر شاہ درانی نے مزید تعمیر کی۔ دروازہ مبارک پر

سونے کی بڑی زنجیر لٹک رہی ہے۔ یہ نادر شاہ درانی نے لٹکائی تھی۔ سنا ہے کہ یہ زنجیر نادر شاہ اپنی گردن میں پہن کر دربار عالی پر حاضر ہوا۔ روضہ پاک کی مغربی جانب بڑی وسیع مسجد سلطان عبدالحمید خان نے بنوائی ہے۔ زنانہ اور مردانہ کمرے علیحدہ ہیں۔ لیکن اس پر بھی اہل تشیع کا قبضہ ہے۔ مزار مبارک پر محبوب صاحب نے پرجوش قوالی فرمائی اور قاری صاحب نے ختم قرآن پڑھا اور آیت (محمد رسول اللہ والذین معہ) تلاوت کی۔ بڑی لذت حاصل ہوئی۔ نجف اشرف میں اتنا بڑا قبرستان ہے کہ کہیں نہیں دیکھا۔ تمام ممالک سے اہل تشیع کو یہاں لا کر دفن کرتے ہیں۔ نجف اشرف میں بڑے بڑے کتب خانے ہیں اور نوادر کتب دستیاب ہیں۔ راقم سطور نے تین کتابیں خریدیں اول شرح تجرید علامہ قوشجی رحمۃ اللہ علیہ۔ دوم رضی شرح کافیہ سوم نعمۃ وعصام علی الجامی رحمۃ اللہ علیہ۔ بعد میں حضرت پیرزادہ شاہ غلام معین الدین صاحب نے سات کتابیں خریدیں جو کہ نوادراتِ زمانہ سے ہیں۔

(۱) مجسطی قلمی ملا مظفر شرح بست باب (۲) اس کے حاشیہ پر بھی ایک کتاب ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو میرے استاذ مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ اس کی تمنا رہی لیکن پوری نہ ہوئی۔ (۳) بست باب کی ایک قلمی شرح ہے۔ (۴) نعمۃ اللہ وعصام علی الجامی (۵) شرح مطالع مع حاشیہ میر سید شریف (۶) تنبیہات در علم نجوم نہایت بہترین کتاب ہے۔ (۷) مفتاح العلوم للسکاکی

ضلع سرگودھا کا ایک طالبعلم نجف اشرف میں پڑھتا ہے۔ جب راقم سطور کتابیں خریدنے گیا تو وہ طالبعلم ہمارے حضرت کی زیارت کو آیا۔ وہ میرا بھی واقف تھا لیکن بندہ سے اس کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں حضرت استاذ گرامی مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی سے اچھرہ میں پڑھتا رہا ہوں۔ نہ معلوم وہ کون صاحب ہیں؟ ابھی تک تو کوئی خیال میں نہیں آتا۔ تقریباً پاکستانی ٹائم کے مطابق ایک بجے

ہماری بسیں نجف اشرف سے روانہ ہوئیں۔ جاتی دفعہ تو کربلا کے راستے گئے لیکن واپسی پر ''حلہ'' کے راستے سے کوفہ پہنچے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسجد میں آپ کے زخمی ہونے کی جگہ کی زیارت کی۔ آپ کا مکان دور سے بس میں روانہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ حضرت مسلم اور حضرت ھانی رضی اللہ عنہما کے مزار کی زیارت کی۔ وہ تنور دیکھا جہاں سے طوفان نوح علیہ السلام کے وقت پانی نکلا ھا۔ نیز حضرت خدیجہ صغریٰ رضی اللہ عنہا کے مرقد مبارک کی بھی کوفہ میں زیارت کی۔ یہ حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ کی سگی بہن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پدری بہن ہیں۔ کوفہ دریائے فرات کے بالکل کنارے پر ہے۔ وہاں حضرت یونس علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی۔ دیوار پر مچھلی کی صورت بنی ہوئی تھی اور مچھلی کے منہ کے آگے ایک آدمی کی تصویر تھی۔ یہ دکھایا گیا تھا کہ یونس علیہ السلام کو مچھلی نے ابھی باہر نکالا ہے۔

کوفہ سے چل کر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مزار کی زیارت کی۔ ساتھ ہی آپ کے چند اصحاب کی قبریں ہیں۔ وہاں ایک الماری میں تین عجیب طرز کے صندوق تھے۔ ان میں تورات شریف کے تین نسخے تھے۔ یہ تورات شریف بالکل صاف اور سفید چمڑے پر عبرانی زبان اور خط میں لکھی ہوئی تھی۔ عبرانی خط ہم کو گورمکھی کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ واپسی پر راستے میں شہر بابل کو دور سے دیکھا۔ راستے میں سخت بارش شروع ہو گئی اور بارش میں ہی بغداد پہنچے۔ بغداد شریف آ کر یہ چند سطور لکھیں۔

نجف اشرف کی آبادی اسی ہزار اور کوفہ کی آبادی پانچ ہزار ہے۔ ہمارے حضرت نے ان مقامات پر بھی بہت کچھ خیرات تقسیم فرمائی۔ راقم سطور حضرت پیرزادہ شاہ محمد عبدالحق صاحب کے فرمان پر ''سلم العلوم'' ہمراہ لے گیا کہ آنجناب ایک کتاب کا سبق پڑھیں گے لیکن آنجناب نے شغل و اشغال کی وجہ سے دو دن کے سبق کا ناغہ

فرمایا۔ یعنی 19 اور 20 تاریخ کا سبق قضا ہوا۔ دعا ہے کہ خداوند عالم آپ کو علم کا ذوق و شوق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین)

21 اپریل بعد از نمازِ صبح بروز بدھ

دربارِ عالی کے سامنے محبوب صاحب نے حسب معمول قوالی فرمائی۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ تمام قوالیاں دربار عالی کے سامنے جو محبوب صاحٔ فرماتے ہیں بلا آلات و مزامیر ہوتی ہیں۔ اب ہمارے حضرت دام ظلہ آستان عالی شان حضرت غوث الزمان رضی اللہ عنہ کی تقبیل فرماتے ہیں۔ جمعرات کی رات آپ جمعیۃ الآداب الاسلامیہ کے مرکز میں تشریف لے گئے۔ اراکین الجمعیۃ کو پہلے سے علم ہو چکا تھا اور وہ ایک جگہ پر جمع تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے ایک مدرّس اور آپ کی مسجد کے خطیب صاحب بھی موجود تھے۔ یہ ہر دو صاحب بڑے عالم ہیں۔ راقم سطور بھی آپ کی ہمرکابی میں تھا۔

علماء نے راقم سطور سے پاکستان کے دینی مدارس، نصابِ تعلیم اور علماء کے متعلق استفسار فرمایا۔ مغرب کی نماز وہاں ہی پڑھی۔ بعد از نماز علماء نے حکومتِ پاکستان کے متعلق سوالات کئے۔ بندہ نے یہی جواب دیا کہ فی الحال قوانینِ شرعیہ نافذ نہیں ہیں۔ لیکن عوام میں قوانین شرعیہ کے نفاذ کا سخت جذبہ ہے اور ان شاء اللہ ضرور قوانینِ شرعیہ کا اجراء ہو جائے گا۔ نیز اسلحہ کے متعلق پوچھا کہ کیا پاکستان میں کارخانے ہیں یا نہیں؟ بندہ نے کہا اس وقت تو نہیں ہیں لیکن عنقریب قائم ہو جائیں گے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسجد کے خطیب صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، وہاں آپ لوگوں سے ملوں گا۔

یہ سوال بھی کیا کہ سنا ہے کہ پاکستان میں جمعہ دیہات میں بھی ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ احناف بغیر شہروں کے جمعہ نہیں پڑھتے البتہ غیر احناف ایسا کرتے

ہیں۔ ایک اور عالم نے بندہ سے سوال کیا کہ اقامت جمعہ کے لیے سلطان شرط ہے اور پاکستان میں سلطان نہیں ہے تو بندہ نے جواب دیا کہ یہ کوئی ضروری شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر سلطان نہ ہو تو مسلمان ایک امام مقرر کر لیں اور اس کے پیچھے جمعہ اور عیدین پڑھیں۔ اس پر دوسرے علماء نے بھی میری تصدیق کی۔

نیز ہمارے حضرت اعلیٰ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ پاک کے متعلق بھی گفتگو ہوتی رہی۔ راقم سطور نے عرض کیا کہ زندیق قادیانی کو ہمارے حضرت نے ہی ذلیل کیا تھا اور اس کے ردّ میں ''سیف چشتیائی'' تصنیف فرمائی تھی۔ اور مولوی حسین علی رئیس الوہابیہ کو بھی ذلیل کیا تھا اور وہابیت کے رد میں اعلاء کلمۃ اللہ تصنیف فرمائی۔ علماء نے یہ بھی دریافت کیا کہ ہمارے حضرت کے کتنے متبعین ہوں گے؟ بندہ نے عرض کیا کہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔

رخصت کے وقت پانچ پانچ دینار ہمارے حضرت نے ہدیہ کے طور پر علماء کو پیش کئے۔ علماء نے لینے سے انکار کیا کہ ہم بڑے غنی ہیں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد منظور فرمایا۔ لیکن اس شرط پر کہ اس رقم کو ''جمعیۃ الآداب الاسلامیہ'' پر خرچ کیا جائے گا۔ مزار بوسی کے مسئلہ کی تحقیق کے لئے ہم نے الجمعیۃ سے مغنی ابن قدامہ مکمل اور چار جلدین عینی شرح بخاری اور دو جلد شامی لے آئے۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

جمعرات 22 اپریل 1948ء

بعد از نمازِ صبح محبوب صاحب نے حسب معمول قوالی فرمائی۔ آج شیخ بڈھا صاحب مجاور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گیارہویں شریف کا کھانا پکایا۔ شیخ صاحب نے چھ سیر گھی کا حلوہ تیار کروایا۔ تمام ہمراہیوں نے اپنی استطاعت کے مطابق گیارہویں شریف میں حصہ لیا۔ ساڑھے چھ سو روپے جمع ہوئے۔ ان کے چاول 23 اپریل کو پکائے جائیں گے۔ رات کو تقریباً ساڑھے چار بجے تک حضرت قبلہ کی

خدمت میں حاضر رہے۔

23اپریل1948ء بروز جمعہ

محبوب صاحب نے بعد از نماز صبح قوالی کی۔ آج راقم سطور کی طبیعت پر کچھ گرانی تھی۔ تمام قوالی میں غنودگی سی رہی۔ شاید رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے ہے۔ بعد از قوالی حضرت قبلہ مدظلہ راقم سطور کے کمرے کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ آج قوالی کا کیا حال رہا؟ میں نے عرض کیا کہ میں تو قوالی میں سویا رہا۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ بندہ نے عرض کیا کہ کچھ تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بخیریت رکھے۔ آج گیارہویں شریف کی چھ دیگیں پکائی گئیں۔ تین پلاؤ کی اور تین زردہ کی۔ بعد از عصر حضرت مدظلہ کے مسکن میں قاری محبوب علی صاحب نے ختم مروج پڑھا۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک دیگ ہمراہیوں کے لئے رکھ کر پانچ دیگیں فقراء و خدام میں تقسیم کردو۔ آج آپ کسی صاحب کو ملنے کے لئے شہر میں تشریف لے گئے اور قبل از نمازِ عصر ہمارے حضرت مدظلہ العالی، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح اور کرامات بیان فرماتے رہے۔ آپ کے پاس ایک کتاب تھی جس کو دیکھ کر آپ حالات بیان فرماتے رہے۔ یہ اس لئے تھا کہ آنجناب ہر معاملہ میں پوری احتیاط فرماتے ہیں تا کہ کوئی بات خلافِ واقع بیان نہ کی جائے۔ آج کل بندہ مزار بوسی کے مسئلہ کی تحقیق کر رہا ہے۔ سنا تھا کہ مغنی ابن قدامہ میں جواز لکھا ہے لیکن میں نے مغنی میں دیکھا تو وہاں منع اور بدعت لکھا ہوا ہے۔

وہ علماء کرام جن کی ملاقات کو ہمارے حضرت مدظلہ العالی جمعرات کی رات تشریف لے گئے تھے۔ وہ ہفتے کی رات ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان میں حضرت علامہ سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے بھی تھے' جو کہ بغداد شریف کے ممتاز علماء میں سے ہیں۔ چونکہ راقم الحروف نے روح المعانی سے بڑا

استفادہ کیا ہے لہٰذا ان کے پوتے کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ ان علماء کے ساتھ بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ترجمہ کے فرائض راقم سطور نے ادا کئے۔

ان علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت مولانا محمد امجد۔ حضرت مولانا عبدالقادر۔ مولانا سید فواد بن سید شاکر بن سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی۔ اوّل الذکر صاحب بڑے غمخوارِ اہل اسلام ہیں۔ بہت دیر تک عربی میں تقریر فرماتے رہے، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمیں پاکستان سے بڑی امید ہے کہ قوانین شرعیہ کی نفاذ کی ابتداء پاکستان سے ہی ہوگی اور تمام ممالکِ اسلامیہ اس کی تقلید کریں گے۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ علماء و مشائخ اور دیگر اہل اصلاح کو فوج میں بھرتی ہونا بڑے ضروری امور و فرائض سے ہیں تا کہ فوجی اہل دین اور صالح ہوں کیونکہ سلطنت کی صلاح و خیر کا مدار فوج کی صلاح و خیر پر ہے اور فوج کی صلاح و خیر رئیس لشکر کی نیکی پر ہے۔ اگر مشائخ اور علماء نے فوج سے کنارہ کیا تو اہل فساد اشرار اور بد دین لوگ فوج پر چھا جائیں گے۔ پھر علماء و مشائخ کو مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا۔ ان علامہ موصوف نے ترکی کا حوالہ پیش کیا کہ علماء نے حکومت سے احتراز اور اجتناب کیا تو بد دین ملک پر ایسے چھا گئے کہ دین کی کوئی بات باقی نہ رہی۔ نیز حکومتِ پاکستان کو اسلحہ کے کارخانے کھولنے چاہئیں کیونکہ جب سلاح اور صلاح دونوں جمع ہو جائیں تو اس کا نتیجہ فلاح ہوتی ہے۔

علامہ سیّد آلوسی کے پوتے نے بندہ کے ساتھ کئی علمی مذاکرات بھی کئے کہ تفسیر بیضاوی ہند میں کتنی پڑھائی جاتی ہے؟ اور بیضاوی کے کون سے حواشی ہند میں پائے جاتے ہیں؟ تو میں نے جواب دیا کہ بیضاوی صرف سورۂ بقرۃ تک پڑھائی جاتی ہے اور اس کی چار حواشی میں نے دیکھے ہیں۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی شیخ زادہ، خفاجی کارزدنی۔ نیز علماء کی تعداد پوچھی تو راقم سطور نے عرض کیا کہ صحیح تعداد تو معلوم نہیں ہے لیکن تقریباً بیس ہزار علماء ضرور ہوں گے۔ اسی طرح مساجد کی تعداد پوچھی تو میں نے

عرض کیا کہ بے شمار ہیں۔ آخر میں قاری محبوب علی صاحب نے ایک رکوع قرآن کریم کا تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد ان علماء کرام کے ساتھ ایک صاحب تھے جو کہ اگرچہ داڑھی منڈھے تھے لیکن قرآن کریم نہایت لطافت اور نزاکت سے پڑھتے تھے۔ ان سیّد صاحب نے ایک رکوع تلاوت فرمایا، بڑا کیف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت فرمائے۔ آمین ثم آمین

اس کے بعد علماء نے روانگی فرمائی ۔ ہمارے حضرت ان کے ساتھ درگاہ شریف سے باہر تک تشریف لے گئے اور واپس آ کر پھر مجلس مبارک میں رونق افروز ہوئے اور بہت دیر تک بہترین مذاکرات ہوتے رہے۔ بندہ نے کوئی بات عرض کی تو مزاح کے طور پر فرمایا کہ میں گلا گھونٹ دوں گا۔ پھر ازراہِ خوش طبعی بندہ کے گلا کو دونوں ہاتھ مبارک لگائے۔ زہے عز و شرف ؎

کرد دشنام من آن محبوب جانی یک شبے
عمر بگذشت و ہنوزم لذتِ آں در دل است

24 اپریل 1948ء بروز ہفتہ

محبوب صاحب نے دربار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے قوالی فرمائی۔ جس کا ایک مصرع یہ تھا

ایک چلو کے لئے محتاج مت کر غیر کا

بعد ازاں راقم، مولوی خدا بخش صاحب صاحبزادہ نیک اختر سید علامہ غلام معین الدین صاحب کی معیت میں کتب خریدنے بازار گیا اور یہ کتب خریدیں۔ (۱) زیلعی شرح کنز الدقائق مکمل چھ جلد (۲) جامع الفصولین (۳) شرح شرعۃ الاسلام (۴) ابریز شریف (۵) شرح تجرید علامہ قوشجی کتاب الرؤیا ابن سیرین رضی اللہ عنہ یہ کتب حضرت صاحبزادہ صاحب نے خرید فرمائیں۔

راقم سطور نے مندرجہ ذیل کتب خریدیں۔ (۱) الیواقیت والجواہر (250 فلس)۔(۲) سبحۃ المرجان (۳) فوائد بھیتہ (۴) ابریز شریف (۵) حاشیہ ازمیری علی مرأۃ الاصول (400 فلس)

ظہر کے وقت واپس آ گئے اور آ کر کھانا کھایا۔ جاتے ہوئے پیدل گئے تا کہ کچھ تفریح ہو جائے اور واپس بس پر آئے کیونکہ کتابوں کا بوجھ بھی تھا۔ رات کو ہمارے حضرت مدظلہ نے بعد از فراغِ نمازِ عشاء بجلی بجھا کر آرام فرمایا اور آج بعد از نماز مجلس نہیں فرمائی۔ اس لئے ہم سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپ نے محبوب صاحب کو بلا کر قوالی سنی لیکن بجلی نہیں جلائی۔ اندھیرے میں قوالی سنی گئی۔ کئی لوگ تو سننے کو گئے لیکن محرر ایں سطور حاضر نہیں ہوا۔

25 اپریل 1948ء بروز اتوار

بعد از نماز صبح محبوب صاحب نے حسب عادت قوالی کی۔ رات کو حضرت قبلہ دام بقائہ نے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے سوانح ایک کتاب سے بیان فرمائے اور تقریباً چار بجے رات کو مجلس برخاست ہوئی اور بعد از برخاستِ مجلس آج پھر حضرت غریب نواز نے اندھیرے میں قوالی کا استماع فرمایا۔ آپ ایک دری پر تشریف فرما تھے۔ بندہ کو کئی دفعہ فرمایا کہ دری پر بیٹھو۔ آج جب بندہ کو فرمایا کہ دری پر بیٹھو تو بندہ نے یہ مصرع پڑھا:

ایاز قدر خود بشناس

اس مصرع نے حضرت کی طبیعت پر کافی اثر کیا۔ رات کو آپ نے محبوب صاحب سے اسی مصرع کے مضمون پر قوالی سنی۔

26 اپریل 1948ء بروز پیر

بعد از نمازِ فجر روضہ اطہر کے سامنے قوالی ہوئی۔ بعد از قوالی شاہ صاحب،

نجیب علی شاہ صاحب، عبداللطیف شاہ صاحب، نواب اچھن میاں صاحب اور راقم سطور نے ایک ہوٹل سے چائے پی اور کپڑوں کا بازار دیکھا۔ کپڑے کی بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ سنا ہے کہ ایسی کوئی مارکیٹ ہندوستان میں نہیں ہے۔

رات بعد از نمازِ عشاء پیر ابراہیم جو کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، کی زیارت کے لئے ان کی رہائش گاہ پر گئے۔ آپ نے بوسہ کے مسئلہ پر بڑی اچھی تقریر فرمائی اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا ایک ملفوظ شریف بیان کیا جو کہ عربی میں تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بعض ہاتھ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو چوما جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ہاتھ کاٹنے کے مستحق ہوتے ہیں تو آدمی کو ایسے ہاتھ چومنے سے بچنا چاہیے۔ یہ گفتگو آپ نے اس وقت فرمائی جب بندہ نے بعد از مصافحہ آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگایا۔ اس کے بعد چھری اور کانٹے سے کھانا کھانے پر تقریر فرمائی۔

کسی آدمی نے پوچھا کہ گیلان شریف کہاں ہے؟ جس کی طرف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ ملک ایران میں ہے اور تہران بھی دوسری طرف ہے۔ بس کے ذریعے تین دن کا راستہ ہے۔ ہم نے تو نہیں سنا کہ ہمارے آباؤ اجداد میں سے کوئی گیلان گیا ہو البتہ گیلان سے آدمی آتے ہیں تو ان سے پوچھا گیا کہ وہاں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ موجود ہیں۔

اس کے بعد آپ نے بہترین کھجوریں منگوا کر ہمیں عنایت فرمائیں۔ سیّد عبداللطیف شاہ صاحب کو ایک پلیٹ کھجوریں دیں کہ اپنے دوسرے رفقاء میں تقسیم کردو۔ سید عبداللطیف شاہ صاحب نے پلیٹ اپنے حضرت مکرم دام الطافہ کی خدمت میں پیش کی جو آپ نے تقسیم فرمائی۔ نیز ہمارے حضرت دام بقائہ کے پاس بھنے ہوئے سفید چنے پلیٹ میں موجود تھے، وہ بھی آپ نے تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد محمد خان صاحب جو کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں اور 28 سال سے بغداد شریف میں ملازم ہیں، نے ہمارے حضرت قبلہ کے حضور بیعت کے متعلق عرض کی۔ آپ حتی الامکان بیعت سے گریز فرماتے ہیں۔ اسلئے آپ محمد خان کو ٹالتے رہے کہ میں بیعت کے قابل نہیں ہوں تو محمد خان صاحب نے عرض کی حضور میرے پاس ایک دلیل ہے کہ آپ قابل بیعت ہیں۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں پہلے تو خاموش رہے۔ پھر فرمایا کیا دلیل ہے؟ محمد خان صاحب نے بیان کیا کہ جو عالم صبح کی نماز حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد میں پڑھاتے ہیں ان کا اسم شریف حاجی محمد جاوی ہے۔ آج سے تقریباً پونے تین سال قبل ان کو ایک خواب آیا تھا جو اس وقت انہوں نے میرے سامنے بیان کیا تھا۔ خواب یہ تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں اور جانور قطار در قطار میرے سامنے سے گزر رہے ہیں جیسے بادشاہ لشکر کا معائنہ کرتا ہے۔ پہلے شیر گزرے بعد میں دوسرے جانور یہاں تک کہ ان کے اخیر میں ایک سانپ گزرا۔ ایسا سانپ میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ میں اس کا تصور کر سکتا ہوں۔ سانپ کے دم کی دو شاخیں ہیں، وہ سانپ میرے سامنے سے گزرا اور دور جا کر اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور اپنا منہ کھولا۔ اس کا منہ اتنا وسیع تھا کہ جب کرین جہاز سے سامان اٹھا کر اوپر کو لے جاتا ہے تو اس بلندی سے لے کر سمندر تک جو فاصلہ ہوتا ہے اتنا اس سانپ کا منہ ہے لیکن میں ڈرا نہیں۔

اتنے میں وہاں ایک انبوہ عظیم پہنچ جاتا ہے، ان کے آگے ایک شیخ ہیں جن کی بڑی بڑی داڑھی ہے اور ان کے پیچھے ایک ہزار آدمی ہیں جو کہ داڑھیوں والے ہیں۔ اس شیخ اور دوسرے آدمیوں کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں یہ شیخ مجھے یعنی مولانا محمد جاوی صاحب کو السلام علیکم فرماتے ہیں جیسا کہ وہ مجھے جانتے ہوں۔ میں ان کو سلام کا جواب دیتا ہوں لیکن ان کو پہچانتا نہیں۔ وہ شیخ مجھ سے سانپ کے متعلق پوچھتے ہیں تو میں نے

جواب دیا کہ اس کی دم دو شاخوں والی ہے اور زمین پر دو خط جا رہے ہیں۔ جب یہ دونوں ایک ہو جائیں گے تو وہاں سانپ آپ کو ملے گا۔ وہ شیخ اور دوسرے آدمی سانپ کے پیچھے دوڑتے ہیں اور جب سانپ کے پاس پہنچتے ہیں تو سانپ اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ شیخ اور اس کے مرید دوڑ کر سانپ کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور جب سانپ ارادہ کرتا ہے کہ منہ کو بند کر کے ان آدمیوں کو نگل جائے تو وہ شیخ اور اس کے رفقاء تلواریں اوپر کر دیتے ہیں تا کہ وہ منہ بند نہ کر سکے اور تلواروں سے اس کے منہ کو چیر دیتے ہیں۔ شیخ اس سانپ کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اور تلوار سے اس سانپ کو قتل کر دیتا ہے۔

مولانا محمد جاوی فرماتے ہیں کہ میں نے اس شیخ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں افغانستان سے آیا ہوں۔ اس کے بعد شیخ اپنے تمام ساتھیوں سمیت بغداد شریف کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب بغداد شریف کے قریب آتا ہے تو تمام اہل بغداد استقبال کے لئے جمع ہیں۔ کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا حکومت اور اس کا لشکر۔ محمد جاوی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ سے پوچھا کہ آپ نے سانپ مارا ہے اور یہ تمام لوگ آپ کا استقبال کر رہے ہیں تو شیخ ہنستا ہے۔ شیخ کی ہنسی میرے دماغ میں محفوظ ہے۔

اس کے بعد وہ شیخ صاحب اپنے رفقاء سمیت دربار حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ بیرونی اور اندرونی دروازہ کھلا ہے۔ لیکن روضہ انور کا دروازہ بند ہے جہاں کلید بردار بیٹھتا ہے۔ جب شیخ وہاں جاتے ہیں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مزارِ اقدس سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ بڑی بڑی ریش مبارک ہے۔ شیخ سے معانقہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ شیخ صاحب حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھتے ہیں۔ مولانا محمد جاوی فرماتے ہیں کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں تو وہ شیخ صاحب یا سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مجھے اشارہ کرتے ہیں کہ اندر نہ آؤ۔ میں ذرا ٹھہر جاتا ہوں لیکن پھر خیال آیا کہ شاید

پھر یہ موقع نہ ملے۔ اس لئے میں بلا اجازت اندر جا کر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دائیں جانب بیٹھ جاتا ہوں لیکن حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اسی شیخ صاحب کے ساتھ کلام میں مشغول ہیں۔ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں بھی یہاں رہتا ہوں اور علماء میں سے ہوں، حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے۔ بس یہ وسوسہ میرے دل میں گزرا اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے میری طرف التفات فرما کر فرمایا کہ محمد جاوی یہ میرا بیٹا ہے۔ بہت مدت مجھ سے غائب رہا اور دور دراز سے آیا ہے، مجھے اس کے ساتھ باتیں کرنے دو، تم تو یہاں ہی رہتے ہو، اس کے بعد حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور وہ شیخ صاحب اٹھ کر باہر جاتے ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ باہر کے بڑے دروازے تک آ کر شیخ صاحب کو وداع کرتے ہیں۔

یہ تو وہ خواب ہے جو مولانا جاوی صاحب کو تین سال پہلے آیا تھا اور انہوں نے محمد خان کو بیان کیا تھا۔ اب جمعرات کو جب تین علماء بغداد ہمارے حضرت مدظلہ العالی کی زیارت کو تشریف لائے۔ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے تو مولانا جاوی صاحب بھی ان کے بعد تشریف لائے تو مولانا جاوی فرماتے ہیں کہ جب باتوں باتوں میں حضرت صاحب نے ضحک فرمایا تو فوراً میرے دل میں خیال گزرا کہ اس آدمی کو میں نے دیکھا ہے لیکن میری سمجھ میں نہ آیا کہ کہاں دیکھا ہے تو دوسرے علماء تو مسلم لیگ اور پاکستان کی باتیں کرتے رہے۔ لیکن میں اسی تفکر میں رہا کہ کہاں زیارت کی ہے۔ آخر کوئی پتہ نہ لگا لیکن جب شیخ علماء کو وداع کرنے کے لئے بڑے دروازے تک باہر تشریف لے گئے تو میرے میرے ذہن میں فوراً القاء ہوا کہ یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تین سال قبل یہاں وداع کیا تھا اور اسی شیخ صاحب نے ضحک فرمایا تھا۔ ان کی ہنسی اب تک میرے ذہن میں محفوظ ہے۔

27 اپریل بروز منگل

بعد از نمازِ صبح محبوب صاحب نے قوالی فرمائی۔ بعد ازیں بندہ مولانا حاجی محمد جاوی کے مکان پر حاضر ہوا۔ حضرت مولانا عبدالقادر آفندی بھی وہاں تشریف لائے جو جامعہ اعظمیہ بغداد شریف کے خطیب ہیں۔ راقم سطور نے شیخ آفندی کے سامنے صحاح ستہ کی تمام کتب سے اول اور آخر کی احادیث تلاوت کیں اور علامہ آفندی سے صحاح ستہ کی اجازت حاصل کی۔ علامہ آفندی نے وعدہ فرمایا کہ کتب فقہ کی سند بھی تحریر کر دوں گا چنانچہ حسب وعدہ انہوں نے سندِ فقہ بھی عنایت فرمائی۔ علامہ آفندی صاحب بھی جمعرات کی رات کو ہمارے حضرت صاحب کی زیارت کو تشریف لائے تھے۔ آج انہوں نے بندہ سے پوچھا کہ جس رات ہم حضرت صاحب کی زیارت کو آئے تھے تم نے اس سے پہلے مکان میں کوئی خوشبو جلا رکھی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے حضرت کو نہ عادت ہے اور نہ ہی کوئی خوشبو جلا رکھی تھی۔ آفندی صاحب نے فرمایا کہ جب ہم بیٹھے تھے تو ہمیں بڑی خوشبو آ رہی تھی اور جب حضرت صاحب نے ہم کو کار پر سوار کروایا تو پھر ہم کو بڑی تیز خوشبو آئی۔ ہم راستے میں آپس میں بحث کرتے رہے۔ میرے دوسرے رفقاء کہتے تھے کہ مکان میں بخور یعنی خوشبو جلا رکھی تھی۔ میں نے کہا کہ جلانے کے کوئی آثار نہ تھے۔

آج کا بڑا واقعہ یہ ہے کہ جناب مدنی صاحب تشریف لائے۔ آپ کے تشریف لانے کا واقعہ عجیب ہے۔ آپ نے حکومتِ سعودیہ سے پاسپورٹ حاصل کیا اور جدہ بھیجا تو جدہ سے جواب آیا کہ حکومت عراق، سوریا (شام) اور بیروت سے علیحدہ علیحدہ اجازت حاصل کرو، چونکہ علیحدہ علیحدہ اجازت حاصل کرنے میں طویل مدت درکار تھی لہٰذا مدنی صاحب رک گئے اور حضرت صاحب کو خط لکھ دیا کہ حاضری سے معذور ہوں۔ 24 جمادی الاخریٰ کی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں:

" الا تزورنی مع ولدی قلت لا یجیزوننی ! قال رضی الله عنه انی اعطیك اجازة۔ "

کیا آپ میرے بیٹے سمیت میری زیارت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے اجازت نہیں دی جا رہی تو آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔

پس میں پاسپورٹ لے کر جدہ آ گیا اور قونصل خانہ میں حاضر ہوا تو حکم ہوا کہ پاسپورٹ لاؤ۔ جب پاسپورٹ لایا تو قونصلر نے کہا کہ دو تصویریں لاؤ۔ اب جدہ میں صرف ایک تصویر والا ہے اور ہفتہ کے بعد تصویر تیار کرتا ہے۔ میں تصویر والے کے پاس گیا تو اس نے آدھے گھنٹہ میں دو تصویریں تیار کر دیں۔ قونصلر نے پاسپورٹ پر دستخط کر دیئے حالانکہ اس سے پہلے ایک سفارش بھی کروائی تھی لیکن قونصلر نے اجازت نہیں دی تھی۔ نیز جس ملک میں جانا ہو وہاں کی ضمانت بھی ضروری ہوتی ہے لیکن قونصلر نے ضمانت بھی معاف کر دی۔

آپ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ریاض کے راستے موٹر پر مقام جبر تک آئے۔ راستے میں گاڑی 24 گھنٹے تک راستہ سے بھٹکتی رہی کیونکہ ریتلا ملک ہے ، پھر آپ مقام جبر سے بحرین تک بحری جہاز میں آئے۔ بحرین سے بصرہ تک ہوائی جہاز میں اور بصرہ سے بغداد تک ریل کے ذریعے آئے۔ ہمارے حضرت دامت مسرتہ آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہیں کیونکہ حضرت مدنی صاحب بڑے بااخلاق اور وفادار انسان ہیں اور ہمارے حضرت سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ اکیس دن میں مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے دارالسلام بغداد میں پہنچے ہیں۔ بعد از نماز عصر بغداد شریف کے تین عالم حضرت کی زیارت کو آئے۔ بندہ سے پاکستان کے

علمی حالات دریافت کرتے رہے اور نصابِ تدریس کے بارے گفتگو کرتے رہے۔

28 اپریل بروز بدھ

کو فجر کی نماز کے بعد محبوب صاحب نے قوالی فرمائی۔ جس کا ایک مصرع یہ تھا:

"اج ڈھولن ماہی آیا"

جو کہ اس عربی مصرعہ کا ترجمہ ہے:

"طلع البدر علینا۔"

رات کو بعد نماز عشاء حضرت پیر سیّد ابراہیم صاحب قبلہ کی محفل میں حاضر ہوئے جو حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور بہت مدت ہندوستان میں رہے ہیں۔ بڑے خلیق اور عالم ہیں۔ یہ دوسری مجلس تھی۔ پہلی مجلس کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ آپ نے بہت اچھی اچھی باتیں فرمائیں۔ ابن سعود کے بارے فرمایا کہ یہ بڑا اخبث ہے اگر مجھے طاقت ہو تو اس سے جہاد کروں۔ ابن تیمیہ کے متعلق فرمایا کہ میں نے اپنے نانا مرحوم نقیب عبدالرحمٰن صاحب سے اس کی بڑی تعریف سنی ہوئی تھی کہ ابن تیمیہ حدیث کا بڑا عالم ہے۔ جب میں ہندوستان گیا تو مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی سے ملاقات ہوئی۔ دورانِ گفتگو ابن تیمیہ کا تذکرہ آیا تو میں نے اس کی تعریف کی۔ مولانا عبدالماجد بدایونی نے فرمایا کہ ابن تیمیہ تو نبی کریم ﷺ کا گستاخ ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیسے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کے فتاویٰ کی تیسری جلد لاؤ۔ میرے پاس اس کا فتاویٰ موجود تھا۔ تیسری جلد منگوائی۔ مولانا نے جو اس جلد کو کھولا تو وہی جگہ نکلی، نہ ایک ورق اِدھر نہ اُدھر۔ وہاں لکھا تھا کہ:

"لا یجوز شد الرجال لزیارۃ مرقد النبی ﷺ و لو شدھا فلا یقصر الصلوۃ لان ھذا سفر لمعصیۃ۔"

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لئے کجاوے باندھنا (سفر کی تیاری کرنا) جائز نہیں ہے، اور اگر کجاوے باندھے تو نماز قصر نہ کرے (یعنی چار رکعت والی فرض نماز کے دو فرض نہ پڑھے) کیونکہ یہ سفر گناہ کا سفر ہے۔"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے اتنا غصہ آیا کہ میں نے کتاب اٹھا کر پھینک دی اور کہا۔ نکالو اس کتاب کو یہاں سے۔ بعد میں مجھے پشیمانی ہوئی کہ کتاب میں تو آیات اور احادیث بھی تھیں۔ چنانچہ میں نے توبہ کی پھر حضرت پیر صاحب نے اپنی پگڑی سے تین تعویذ نکالے اور فرمایا کہ ایک میں رسولِ خدا ﷺ کے مزارِ اقدس کی مٹی ہے اور دوسرے میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مرقد کے غلاف کا ٹکڑا ہے اور تیسرے میں کعبہ مکرمہ کی دہلیز کی لکڑی ہے۔ جب ترکوں نے کعبہ شریف کا درواز نیا بنایا تھا تو یہ لکڑی تبرکات میں سے مجھے بھی ملی تھی۔ پھر آپ کھانے کے کمرے میں کھانا کھانے گئے ہمیں بھی ساتھ لے گئے اور کھانے کا حکم دیا لیکن ہم نے کھانا کھایا ہوا تھا۔ اس لئے معذرت کردی تاہم آپ کی بچی ہوئی دہی تبرک کے طور پر کھائی۔ آپ نے مالٹے اور کھجوریں بھی منگوائیں اور ہمیں بھی کھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم نے بھی کھائیں۔

اس مجلس میں ہم صرف تین آدمی تھے۔ سید نجیب علی شاہ صاحب، اچھن صاحب اور راقم سطور۔ پہلی مجلس میں حضرت پیر ابراہیم صاحب نے فرمایا تھا کہ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب سے مجھے دو خاص احادیث کی اجازت ہے۔ بندہ نے درخواست کی کہ ان احادیث کی بندہ کو بھی اجازت فرمائیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ جمعہ کا دن متبرک ہے لہٰذا جمعہ کو بتلا دوں گا۔ الحمد للہ علی ذالک

عربی ٹائم کے مطابق تقریباً چار بجے ہم واپس اپنی رہائش گاہ پر آئے اور یہ

سطور رات کے وقت لکھی گئیں۔ کیونکہ اس مجلس میں سید عبداللطیف شاہ صاحب اور چودھری اورنگ زیب صاحب نہ تھے۔ اس لئے آپ نے ہر دو صاحبان کے لئے ایک ایک مالٹا فرمایا۔ زہے عز و شرف

کل بروز جمعرات مدنی صاحب قبلہ کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کو جائیں گے۔ معلوم نہیں کتنے آدمی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ ایک اسٹیشن ویگن اور دو کاروں کے آدمی ضرور جائیں گے۔

29 اپریل بروز جمعرات

کو صبح قوالی نہیں ہوئی کیونکہ حضرت قبلہ نے مدنی صاحب کی معیت میں کربلا معلیٰ اور نجف اشرف جانا تھا۔ آپ ہر دو قمرین نیرین سلمہم اللہ فی الدارین اور دیگر بہت سے رفقاء کے ساتھ عربی ٹائم کے مطابق 12 بجے روانہ ہو گئے ہیں اور امید ہے کہ آج ہی رات کو واپس تشریف لے آئیں گے۔ آج آندھی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جمیع رفقاء کے ساتھ بخیریت واپس لائے۔ راقم سطور ساتھ نہیں گیا۔ واحسرتا' وائے محرومی سنا گیا ہے کہ چار کاریں اور ایک اسٹیشن ویگن گئی ہے۔ اب تقریباً چار بج چکے ہیں اور ہمارے حضرت دام دام لطفہ ابھی تک نجف اشرف سے واپس نہیں آئے۔ سنا ہے کہ دریا کا پانی آیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیریت واپس لائے۔ آمین ثم آمین

آج کا عجیب واقعہ یہ ہے کہ یہاں بغداد شریف میں رسم ہے کہ حماموں میں ایک پانی سا پڑا ہوتا ہے جس سے غیر ضروری بالوں کو دور کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ہمارے ایک مولوی صاحب جو حمام میں نہانے کے لئے تشریف لے گئے تو سمجھا کہ شاید سر دھونے والی مٹی پانی میں پڑی ہے۔ لگے ہاتھوں پر ملنے ۔۔۔ کچھ دیر بعد زخم نمودار ہونے لگے کیونکہ اس میں کچھ چونا اور ہڑتالی وغیرہ ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سر وغیرہ نہیں دھویا ورنہ تمام بالوں سے ہاتھ دھونا پڑتے اور ایک نیا تماشا بنتا۔ انسان کو چاہیے کہ

جب تک کسی چیز کا پورا علم نہ ہو جائے' اسے استعمال میں نہ لائے۔ آج رات بھی راقم سطور حضرت پیر ابراہیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ تیسری مجلس تھی۔

رات کو عربی ٹائم کے مطابق ساڑھے چار بجے ہمارے بعض ساتھی کربلا اور نجف اشرف سے واپس آئے اور ایک خوفناک واقعہ کی اطلاع دی کہ جاتی دفعہ راستے میں بس الٹ گئی اور ہمراہی زخمی ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ صرف محمد نافع کے ہاتھ پر شدید چوٹ آئی اور بازو دو جگہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ محمد نافع صاحب کو کار پر بغداد شریف لاکر ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے۔ ہمارے حضرت ابھی نجف اشرف میں تھے لیکن تقریباً سات بجے رات عربی ٹائم کے مطابق ہمارے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ بھی کربلا معلی سے ہوتے ہوئے تشریف لے آئے ہیں۔ قاری محبوب علی صاحب، محبوب قوال صاحب، ہاشم صاحب اور میاں جان محمد صاحب یہ حضرات معمولی زخمی ہوئے ہیں۔

30 اپریل 1948ء بروز جمعہ

آج ہمارے حضرت نے قوالی سے قبل ہی روضہ انور پر حاضری دی۔ بعد میں قوالی سنی اور واپس مکان پر تشریف لائے۔ بندہ بھی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ حضور نے شفقت اور مہربانی سے نوازا۔ بندہ نے ایک خاص کام کے لئے گزارش کی۔ جس کے بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ آنحضرت دام بقائہ نے بندہ کی نبض دیکھی۔ شاید یہ مقصد ہو کہ جس کام کے متعلق کہہ رہا ہے۔ اس میں صادق ہے یا نہیں۔ مثنوی شریف میں جو زرگر کا قصہ ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ بعد میں حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ سر دھونے کی لئے تشریف لے گئے اور بندہ صاحبزادگان القمران النیر ان کے دربار دربار میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔

آج کے چند واقعات نہایت عجیب و غریب ہیں:

1۔ اول جس کام کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ میں نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ یہ

کام بیعت کے متعلق ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے مرقد انور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بیعت فرمائیں لیکن آپ آج تک تواضع کی بناء پر ٹالتے رہے۔ راقم سطور نے دربار حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں حاضر ہو کر بھی کئی دفعہ یہی دعا مانگی کہ حضرت دام بقائہ مجھے بیعت فرما لیں۔ جب جمعہ کی نماز ہو گئی تو ہمارے حضرت مع مدنی صاحب اور دیگر مسترشدین کے دربار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے۔ راقم سطور بھی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو یاد کر رہا تھا کہ میری مراد بھی پوری ہو جائے۔ بالآخر حضرت کریم نے بندہ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ فرمایا۔ جب بندہ قریب آیا تو اس عاجز اور محمد خان صاحب کو مزارِ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت فرمایا۔ فالحمد للہ حمدًا کثیرًا و الشکر لہ شکرًا عظیمًا

محمد خان ضلع گجرات میں کھاریاں کے رہنے والے ہیں اور نہایت ہی محبّ العلماء والاولیاء ہیں۔ بہت دنوں سے بیعت کے لئے عرض کر رہے تھے۔ اس مطلب کے حاصل نہ ہونے پر بندہ کے دل میں بہت پریشانی وساوس شیطانی کا انبوہ تھا۔ لیکن اب الحمد للہ اطمینانِ کلی ہے۔

2۔ پیر ابراہیم صاحب سے تین احادیث کی درخواست کی تھی۔

اوّل: حدیث مصافحہ جو کہ بوقت اجازت مصافحہ کیا جاتا ہے۔

دوم: حدیثِ تشبیک کہ بوقت اجازت تشبیک کی جاتی ہے۔

سوم: حدیث رحمت ہے۔

جب ہم آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے تو آپ مع چند مہمانوں کے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ہم کو بھی اندر بلا لیا اور کھانے کا حکم فرمایا۔ میرے ساتھ نواب اچھن صاحب تھی۔ انہوں نے تو علالت کی وجہ سے کھانا نہیں کھایا۔ لیکن راقم سطور نے آپ کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ یہاں عام طور پر رؤسا چھری اور کانٹے کے ساتھ کھانا

کھاتے ہیں۔لیکن آپ نے بندہ کو فرمایا کہ تم ہاتھ سے روٹی کھاؤ۔ بعد از فراغت دوسرے کمرہ میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر مصافحہ اور تشبیک کے بعد ہر دو حدیثوں کی اجازت فرما کر اجازت نامہ تحریر کر دیا اور یونہی تیسری حدیث کی اجازت بھی فرمائی۔فالحمد للہ و الشکر لہ آج شام کا کھانا گوشت اور حلوے کے ساتھ ملک تاج محمود صاحب بندیالوی نے تمام احباب کے لئے تیار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

جمعہ کی رات ایک خاتون نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا کہ آنجناب رضی اللہ عنہا پر بہت سے پھول ہیں۔ جب میں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ لوگ جو مجھ کو پھول دیتے ہیں تو میں کیسے قبول نہ کروں؟ تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے حضرت دام بقائہ جب دوسری دفعہ کربلا تشریف لے گئے تو جمعہ کی رات تھی اور لوگ پھول چڑھا رہے تھی۔راقم سطور کو یہ تعبیر معلوم ہوتی ہے کہ اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ اس مقام پر شیعوں کا انبوہ کثیر ہے لیکن برکت اور خیر میں کوئی کمی نہیں محض شیعوں کو دیکھ کر زیارت سے محروم رہنا درست نہیں۔

4۔ عراقی فوج کے ایک کرنل صاحب عصر کی نماز مسجد سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں پڑھنے کو آئے تو انہوں نے سید احمد عطاس مدنی صاحب دام بقائہ اور ہمارے پیرزادہ سیمائے سعادہ صاحبزادہ شاہ محمد عبدالحق کی زیارت کی اور دیر تک ان کو غور سے دیکھتے رہے۔آخر میں انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ میں نے رات کو خوب میں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔آپ مدنی صاحب کی شکل میں تھے اور یہ صاحبزادے ساتھ تھے۔ پھر وہ ہمارے حضرت دام لطفہ گنج عرفان کی زیارت کو آئے اور بہت خوش ہوئے۔

5۔ ہندوستان کا نائب قونصلر جو کہ بغداد میں رہتا اور لاہور کا شیعہ ہے۔محمد خان

صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت غوثِ پاک کے دربار پر حاضر ہونا اچھا نہیں جانتا۔ ہمارے حضرت کی ملاقات کو صبح آیا اور قوالی دربارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ کرسنی اور ہمارے حضرت کے کمرہ میں بیٹھا رہا۔ جب واپس گیا تو محمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ہمارے حضرت صاحب کو کیسا پایا؟ تو اس نے جواب دیا کہ اور تو مجھے علم نہیں لیکن اتنا ضرور جان گیا ہوں کہ وہ مجھے اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ (سبحان اللہ، کیسے جذاب الارواح اور مقناطیس القلوب ہیں اور کیوں نہ ہوں ملیح عربی صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جزء ہیں اور مہر اعظم حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر ہیں۔ الولد سر الابیہ)

یکم مئی 1948ء بروز ہفتہ

قوالی ہوئی اور مولود شریف طلع البدر علینا من ثنیات الوداع دربار عالی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھا گیا۔ نہایت نزولِ رحمت معلوم ہوتا تھا۔ جب ہمارے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ واپس مکان پر تشریف لائے تو آپ کو پیٹ میں درد محسوس ہوا۔ جس نے رفتہ رفتہ سخت صورت اختیار کر لی۔ تمام دن یہ درد رہا۔ سب غلام بلکہ جمیع مقیمین آستانِ عالیشان سارا دن مضطرب اور پریشان رہے۔ عصر کے وقت ڈاکٹر بھی آیا۔ شام کے وقت آپ کو افاقہ ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک و الشکر لہ دائماً۔

راقم سطور، مولوی خدا بخش صاحب اور مولوی محمد فاضل صاحب اور قاری محبوب علی صاحب کے ہمراہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر بعد نماز عصر حاضر ہوئے۔ شام کی نماز وہاں ادا کی اور بعد از نماز زیارت کی اور بس پر واپس آ گئے۔ امام اعظم کا مزار مبارک سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے تین میل دور ہے۔

اسی تاریخ کو بندہ نے ''در الاحکام فی غرر الاحکام'' 450 فلس کی خریدی۔ 77 فلس ہمارے ایک روپے کے برابر ہیں۔ آج بغداد شریف میں ہندوستانیوں نے یومِ اقبال منایا۔ ہمارے حضرت کو بھی دعوت دی تھی کہ آپ تشریف لائیں اور قوالی کی بھی درخواست کی لیکن چونکہ ہمارے حضرت کی طبیعت ناساز تھی لہٰذا آپ تو نہیں جا سکے لیکن محبوب صاحب مع اپنی پارٹی کے گئے اور قوالی فرمائی۔ نیز ہر دو صاحبزادگان القمران النیر ان سلمہما اللہ تعالیٰ اور حضرت مدنی صاحب تشریف لے گئے لیکن راقم سطور نہیں گیا۔ ایک تو ہم امام ہمام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک پر حاضر ہوئے اور دوسرا اس مجلس میں قادیانیوں کو دخل عظیم تھا۔ میرے خیال ناقص میں ہمارے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کی بیماری کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو اس مجلس سے بچا لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان حضرت کا خود مربی ہے۔

2 مئی 1948ء بروز اتوار

قوالی ہوئی لیکن بندہ اس میں شریک نہ ہو سکا۔ قوالی کے بعد کتابیں خریدنے بازار گئے۔ راقم سطور نے مندرجہ ذیل کتب خریدیں۔ (۱) مسند دارمی 50 فلس کی۔ (۲) شرح علی قاری بر شمائل ترمذی قلمی 500 فلس کی اس کتاب کے خریدنے میں ہم سے دھوکہ ہوا۔ کتب خانہ والے نے اس کی قیمت ہم سے لکھ کر بیان کی 450 فلس، ہم نے سمجھا کہ 750 فلس۔ لہٰذا ہم نے لکھ دیا کہ ہم 500 فلس دیں گے وہ خاموش ہو گیا کیونکہ اس کا مطلب پورا تھا۔ جب ہم مکان پر آئے غور کیا تو اس دھوکہ کا علم ہوا۔ آج 3 مئی کو واپس گئے۔ اس سے کہا تو اس نے جواب دیا کہ یا تو ادا شدہ قیمت پر لو ورنہ واپس کر دو۔ ابھی تک اس کے ساتھ فیصلہ نہیں ہوا۔ (۳) توضیح تلویح 200 فلس کی۔ (۴) شرح شرعۃ الاسلام 150 فلس کی۔

حضرت صاحبزادہ عماد الملۃ والدین علامہ شاہ غلام معین الدین صاحب نے دو کتابیں خرید فرمائیں ۔(۱) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر 480 فلس کی اور رسالہ دراصطلاح حدیث 40 فلس کا ۔ آج ہمارے حضرت نے دراہیم اور دنانیر بارش کے قطروں کی طرح لٹائے۔ درگاہ شریف کے تمام علماء و زُہّاد و خدام و مقیمان اور حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کو ہدایا پیش کئے ۔علماء کو ہدایا اس حقیر پر تقصیر کے ذریعے پیش کئے ۔تین عالم جو کہ پنجگانہ نماز پڑھاتے ہیں ہر ایک کو آٹھ آٹھ دینار پیش کئے۔ ایک دینار تیرہ روپے سے زیادہ قیمت کا ہے ۔ تمام دیناروں کی قیمت 104 روپے سے زائد ہے۔اب ایک خطیب صاحب رہ گئے ہیں چونکہ وہ محلہ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں رہتے ہیں اس لئے ابھی ان کو ہدیہ پیش نہیں کیا گیا۔ باقی سب مقیمین درگاہِ عالی کو ہدایا پیش کئے جا چکے ہیں۔

آج شاہِ عراق کی سالگرہ منائی گئی۔ہم نے بھی بازار میں دیکھا کہ فوج اور پولیس مع اسلحہ جدید جا رہی تھی۔ نہایت شان و شوکت سے فوج اور پولیس نے بازار میں مارچ کیا۔ بسیں، ٹینک اور گھوڑوں پر فوج اور پولیس سوار تھی۔ ٹینکوں پر توپیں، گنیں اور دیگر جدید آلات نصب تھے۔

3 مئی 1948ء بروز پیر

دربار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے قوالی ہوئی۔ راقم السطور روضہ انور کے اندر تھا۔ بڑی فرحت محسوس ہوئی ۔ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ جی چاہتا تھا کہ باہر نکل کر قوالوں کے ہاتھوں کو بوسہ دوں۔

بعد ازاں بندہ نے بازار جا کر تفسیر اتقان اور صاحبزادہ بلند اقبال شاہ غلام معین الدین صاحب نے تاریخ ابن خلکان خریدی۔ اوّل کی قیمت چار سو فلس اور ثانی کی قیمت دو دینار یعنی دو ہزار فلس ہے۔ آج مغرب کی نماز سے پہلے بصرہ سے تار آیا

کہ پھر جہاز چار پانچ مئی کو بصرہ آئے گا اور آٹھ مئی کو روانہ ہوگا۔ یہ خبر نہایت وحشت سے سنی گئی۔ یہاں ہم سگانِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) کا ایسا دل لگ گیا کہ گویا گھر میں ہیں کبھی خیال تک نہیں آیا کہ گھر وغیرہ اور دیگر امور کا کیا حال ہوگا؟ بس دربار سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کیا ہے؟ زمین پر ایک جنت ہے و نعم ما قال لو عناہ (شاعر کا شعر کتنا اچھا ہوتا اگر بغداد شریف کے بارے کہا ہوتا۔)

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اب مفارقت کا ہر قلب میں قلق ہے، دنیا کا نظام ہی اداسی اور مایوسی سے پر ہے۔ کبھی وصال اور کبھی مفارقت پر ملال ہے۔ اے اللہ جل شانہ ہم تیرے محبوب کے در پر آ گئے اور تیرے محبوب اعظم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ارشادِ اطہر ہے

هم قوم لا يشقى جليسهم -

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔''

ہم کو ان محبوب ہستیوں کے صدقہ میں سعادت مندوں والا بنا دے اور تادمِ واپسیں اپنے محبوبوں کی سچی محبت عطا فرما۔ اے اللہ جل شانہ! انت کریم و رسول ﷺ کریم و غوثك كريم فكيف تكون بين هؤلاء الكرماء محرومين اے اللہ جل شانہ میرے حضرت کے آستانہ عالیشان کو تمام آفات و بلیات و تکالیف سے محفوظ فرما۔

یارب زباد فتنہ نگاہ دار خاک پاک گولڑہ
چنداں کہ بود است و باد را بقاء

اے اللہ جل شانہ! میرے حضرت کی اولاد کو کامل مکمل فرما اور ان کے ذریعہ سے ہم تمام غلاموں کے سینوں کو نور معرفت سے منور فرما اور ہمارے اجڑے دیس دل کو

آباد فرما۔ اے اللہ جل شانہ! گولڑہ مقدسہ کو تا قیامت روحانیت کا مرکز فرما اور ہم کو اس دربار دُرِ بار کی غلامی عطا فرما۔ زہے عز و شرف۔ اے اللہ جل شانہ میرے حضرت کی اولاد پاک کو ظاہر و باطنی علوم و کمالات سے مزین فرما۔

اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا طاعتك ۔اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على اتباع شريعتك ۔اللهم منور القلوب نور قلوبنا بنور معرفتك و محبتك و محبت رسولك ۔

بعد نمازِ عصر ہمارے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ مع مدنی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سلمان پاک میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت جعفر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے مزاراتِ مبارکہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز کے وقت واپس آئے۔

4 مئی 1948ء بروز منگل

حسبِ معمول قوالی ہوئی۔ بعدازاں ہم بازار گئے اور کتابیں خریدیں۔ بڑی نادر کتب دستیاب ہوئیں مثلاً (۱) ملا مظفر شرح بست باب (۲) شرح چغمینی طبع ایران (۳) حاشیہ سید بر شرح طوالع الانظار (۴) حاشیہ عصام کبیر (۵) حاشیہ بر شامی (۶) توضیح تلویح طبع ایران (۷) الملل والنحل (۸) شرح شرعۃ الاسلام (۹) سنن دارمی (۱۰) رضی علی شافیہ (۱۱) شرح عقائد طبع ایران (۱۲) تہافت لنقر الی۔

5 مئی 1948ء بروز بدھ

حسبِ معمول قوالی ہوئی۔ پھر ہم کتب خریدنے کے لئے بازار گئے۔ بندہ نے تین کتابیں خریدیں۔ (۱) حاشیہ السجاعی علی شرح قطر النداء (۲) نقرہ کار مع عصام علی الشافیہ (۳) شرح علی قاری بر رسالہ جزری در علم قرات قلمی اور نیز بارہ گز ململ خریدی

جو کہ تقریباً تین روپیہ گز کے حساب سے ملی۔ محرر ایں سطور نے اقلیدس پندرہ مقالہ خریدی۔ لیکن لنگر شریف کو فروخت کر دی۔ آج بھنڈاری کرم الٰہی صاحب نے ہمارے حضرت مدظلہ العالی کو مع جمیع رفقاء کے دعوت کی۔ نہایت ذوق وشوق کی دعوت تھی۔ حلوہ، گوشت اور پلاؤ گوشت والا پکایا۔ بہت دنوں سے بھنڈاری صاحب ہمارے حضرت صاحب سے دعوت کی درخواست کر رہے تھے اور آپ منظور نہیں فرماتے تھے کیونکہ بھنڈاری صاحب خود مسافر ہیں اور ان کا کافی خرچ ہوگا۔ لیکن بالآخر بھنڈاری صاحب کامیاب ہو گئے کیونکہ خلوص اور محبت بالآخر کامیاب ہو ہی جاتی ہے اور خواہ کتنی ہی شدت کیوں نہ ہو آخر اخلاص اس کو نرم کر ہی لیتا ہے۔ بھنڈاری صاحب خود ہمارے بڑے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑی قدس سرہ العزیز سے بیعت ہیں اور ان کی بیوی اب ہمارے حضرت دامت برکاتہ سے متوسلہ ہوئی ہے۔

6 مئی 1948ء بروز جمعرات

بعد نمازِ فجر حسب سابق قوالی ہوئی۔ محبوب صاحب نے فراقیہ غزلیں پڑھیں۔ بعد ازاں وداع کا سلام کیا گیا۔ اکثر رفقاء زار و قطار روتے رہے۔ حضرت دام لطفہ اور حضرت مدنی صاحب تو بہت ہی روئے۔ بعد ازاں تمام رفقاء اپنا سامان باندھنے لگ گئے۔

بعد از نمازِ ظہر ہم سب بسوں پر سوار ہو کر اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ اسٹیشن کی گھڑی پر دو بجے تھے یہ عراقی ٹائم ہے۔ یہ حروف پینسل کے ساتھ اسٹیشن کے بنچ پر بیٹھ کر لکھے گئے۔ بندہ نے نصف تھان بیس گز لٹھا بھی خریدا۔ جس پر دو ہزار پانچ سو اکیانوے فلس خرچ ہوئے اور پچھتر فلس بمقابلہ ایک روپیہ ہے اور اڑھائی گز کپڑا واسکٹ اور شیروانی کے لئے بھی خریدا جو کہ 350 فلس فی گز کے حساب سے 875 فلس کا آیا ہے۔ آج رات کا کھانا اسٹیشن پر کھایا۔ بھنڈاری کرم الٰہی صاحب کو ہم رقم دے آئے تھے کہ اسٹیشن

پر کھانا پہنچادیں۔ وہ عصر کے بعد لے آئے جو ہم نے اسٹیشن پر کھایا۔

7 مئی 1948ء بروز جمعہ

گاڑی تقریباً ساڑھے چھ بجے بغداد شریف سے روانہ ہوئی جو صبح بارہ بجے بصرہ پہنچ گئی۔ ہمارے حضرت مدظلہ مع اپنے ہر دو نورِ نظر کے سیکنڈ کلاس میں سوار تھے۔ جاتی دفعہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ تیسرے درجے میں سوار تھے۔ بقیہ دن اور رات ہم نے مسافر خانہ میں نیچے گزاری۔

جمعرات کو تقریباً تین بجے بحری جہاز ڈمرا بصرہ پہنچا۔ سنا ہے کہ 9 مئی اتوار کو یہاں سے روانہ ہوگا۔

8 مئی 1948ء بروز ہفتہ

آج کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا جو کہ تحریر کیا جائے کہ جس روز ہم بصرہ پہنچے تو پیر سیّد ابراہیم صاحب کا ایک آدمی آیا ہوا تھا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب مفتی اعظم حیدر آباد دکن اس جہاز پر آنے والے ہیں اور میں ان کے استقبال کو آیا ہوں۔ جب جہاز آیا تو مولانا بھی تشریف لائے۔ راقم سطور ان کی زیارت نہ کر سکا البتہ حضرت صاحب مدظلہ العالی سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ہمارے حضرت قبلہ نے ان سے تقبیل مزار کا مسئلہ دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بوسہ کا قائل ہوں لیکن دریافت کرنے پر کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی۔ ہمارے حضرت دام لطفہ نے ان کو فرمایا کہ آپ ایک فتوے کی شکل میں یہ مسئلہ مختص فرما کر گولڑہ مقدسہ روانہ کریں۔ یہ تمام واقعہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے اس فقیر کے سامنے بیان فرمایا۔

واعظ قوال صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حکومت حیدر آباد دکن کی طرف سے نذر و نیاز لائے ہیں اور جو مصیبت اس وقت حیدر آباد دکن پر ہے، اس کے دفعیہ کی دربارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں التجا کریں گے۔ حضرت کریم دام بقائہ نے

بھی پاکستان اور دیگر اسلامی ریاستوں اور ملکوں کے لئے دعائیں کی ہیں۔ حضرت دام لطفہ نے خصوصاً کشمیر کے معاملہ پر خاص توجہ سے دربارِ ایزدی میں التجا کی۔

آج بعد از نمازِ عصر ہم نے اپنا تمام اسباب اٹھا کر چونگی پر رکھ دیا۔ یہ سامان تین سو من سے زائد تھا۔ لیکن ہمارے حضرت دام لطفہ کی سعی جمیلہ سے چونگی والوں نے اس کی تلاشی نہیں لی۔ جیسا کہ جاتے ہوئے ہوا۔ مزدوروں نے تمام سامان اٹھا کر جہاز میں رکھ دیا۔ اگر چہ قانون کے موافق ہمیں اتوار کے روز جہاز میں داخل ہونا تھا۔ لیکن اس وقت بھیڑ کی وجہ سے جگہ کی تنگی کی فکر تھی ہمارے حضرت دام لطفہ کی کوشش سے ہم کو اسی روز ہفتہ کے دن جہاز میں جانے کی اجازت مل گئی اور ہم بعد از نمازِ عصر خالی جہاز میں داخل ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ موافق طبع منتخب کر لی۔ سید پیر نجیب علی شاہ صاحب اور خان بہادر دوست محمد وٹو فسٹ کلاس میں ہیں اور حضرت مدنی صاحب اور ہمارے حضرت دام فیضہ اور چند ملتانی پیر بھائی سیکنڈ کلاس میں ہیں کیونکہ سیکنڈ کی سیٹیں تھوڑی میسر ہوئی ہیں۔ ہمارے حضرت کریم نے تمام آدمیوں کی جگہ کو دیکھ بھال کر پھر آرام فرمایا۔

9 مئی 1948ء بروز اتوار

تقریباً گیارہ بجے ہم کو کھانا جہاز کی جانب سے ملا۔ بارہ بجے جہاز بصرہ کی بندرگاہ سے چل پڑا۔

الحمد للہ الذی سخرلنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین۔ وانّا الی ربنا لمنقلبون۔

ٹائم کا تناسب اس طرح ہے کہ جب عراقی ٹائم کے مطابق بارہ بجتے ہیں تو پاکستانی ٹائم کے مطابق اڑھائی اور عربی ٹائم کے مطابق پانچ بجتے ہیں۔ بغداد شریف دربار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں جو بڑا گھڑیال ہے اس پر عربی ٹائم آتا ہے اور اندر دو

گھڑیال ہیں جن پر عراقی ٹائم ہے۔ عربی ٹائم کے مطابق بغداد شریف میں نماز فجر پورے دس بجے، ظہر پانچ بجے، عصر سوا نو بجے اور شام بارہ بجے اور عشاء سوا ایک بجے ہوتی ہے۔

بغداد شریف سے قبلہ شریف جنوب کو ہے۔ ذرّا سا مغرب کو منحرف ہے۔ پورا جنوبی مغربی گوشہ میں نہیں۔ ہمارا مکان جس میں چند آدمی رہتے تھے۔ مسجد شریف اور روضہ مقدسہ سے شمال مغربی گوشہ میں تھا۔ لہٰذا ہم پاؤں مغرب اور شمال کو خوب پھیلا کر سوتے تھے کیونکہ ہمارے ملک پنجاب میں مغرب کی طرف پاؤں اس لئے نہیں کئے جاتے کہ اس طرف قبلہ ہے اور شمال کو اس لئے نہیں کہ اس طرف بغداد شریف ہے اور اس میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مرقد پاک ہے۔ لیکن ہمارے مکان سے قبلہ اور روضۂ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ دونوں جنوب کی طرف تھے۔ لہٰذا ہم ان دو قیدوں سے آزاد رہے۔

ہمارے حضرت مدظلہ کو حضرت نقیب الاشراف سیّد عاصم محمود صاحب دام بقائہ نے ایک غلاف عنایت فرمایا ہے جو کہ حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر دس سال تک متبرک ہوتا رہا۔ یہ غلاف مبارک ہمارے حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر خاص ایام زیارت کے لئے رکھا جائے گا اور اسی روز ہمارا جہاز تقریباً دو بجے خرم بندرگاہ کے نزدیک آ کر کھڑا ہوا۔ چونکہ آبادان میں کھڑا نہیں ہونا تھا اس لئے آبادان کے لوگ خرم شہر میں آ کر جہاز میں سوار ہوئے۔

ایک آدمی نے بتایا کہ یہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر میدانِ جمل ہے۔ جہاں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک تاریخی جنگ ہوئی تھی اور اس میدان میں چند شہداء کی قبریں بھی ہیں۔

10 مئی 1948ء بروز پیر

محمد شفیع صاحب راولپنڈی والے نے بندہ کو آ کر فرمایا کہ قبلہ حضرت تم کو یاد فرما رہے ہیں۔ جب بندہ سیکنڈ کلاس کے برآمدہ میں اپنے حضرت کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوا تو ہمارے حضرت دام بقائہ اور حضرت مدنی صاحب اور ایک اجنبی عرب آرام دہ کرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ یہ عرب صاحب کچھ نجدی خیال کے ابن سعود کے مداح تھے اور ہمارے حضرت سے حیاتِ انبیاء علیہم السلام پر گفتگو کر رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔

ہمارے حضرت دام لطفہ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ اور حیاتِ انبیاء کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟ بندہ نے عرض کیا کہ اولاً اس آیت میں اشکال ہے کہ اس آیت میں مخاطب جناب نبی کریم ﷺ ہیں۔ حالانکہ نزولِ آیت کے وقت آپ کا وصال نہیں ہوا تھا تو آپ کو میت کیوں کہا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں۔ ایک مَيْتٌ کہ جو بالفعل مردہ ہو اور دوسرا مَيِّتٌ جو کہ آئندہ زمانہ میں مرنے والا ہو۔ تو یہاں آپ کو مَيِّتٌ فرمایا گیا یعنی اِنَّكَ تَمُوْتُ اور یہ درست ہے کہ ہر نبی پر كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے ایک آن میں موت طاری ہوتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام قبر میں جا کر پھر اسی حیاتِ ظاہرہ کے ساتھ زندہ ہو جاتے ہیں۔ ابن قیم نے اس پر دلیل قائم کی ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بعد از وصال نبی کریم ﷺ اس لئے نکاح نہیں کر سکتیں کہ ان کے ازواج زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی نکاح نہیں کر سکتی۔ اس پر عرب صاحب نے اعتراض کیا کہ مردے کو سوال جواب کے وقت بھی زندہ کرتے ہیں تو پھر فرق کیا ہوا؟ تو بندہ نے جواب دیا کہ سوال و جواب منکر نکیر کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ اوّل یہ کہ جو عام کتب

عقائد میں مذکور ہے کہ روح قبر میں واپس بدن میں داخل نہیں ہوتی البتہ روح کے تعلق کی وجہ سے مردہ جواب پر قادر ہوتا ہے اور ثواب و عتاب کو بھی محسوس کرتا ہے۔ اب فرق ظاہر ہے۔

دوسرا یہ کہ سوال و جواب کے وقت روح واپس لوٹتی ہے لیکن ہمیشہ روح بدن میں نہیں رہتی۔ اب بھی فرق ظاہر ہوا۔ اس کے بعد ہمارے حضرت نے ابن سعود پر اعتراض فرمایا کہ وہ خود تو اپنے لئے معمولی لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا لیکن اس کے علماء جناب نبی کریم ﷺ کے حق میں نہایت گستاخانہ کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک نجدی مولوی نے کہا کہ نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ میری چھڑی کا کام بھی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ چھڑی سے اونٹنی کھڑی ہو جاتی ہے اور حضور ﷺ کا نام ہزار بار بھی لیا جائے تو بھی اونٹنی کھڑی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس نجدی نے ایک اونٹنی پر کئی بار آپ ﷺ کا نام پکارا تو وہ کھڑی نہ ہوئی اور پھر چھڑی ماری تو وہ کھڑی ہو گئی۔ اس پر راقم نے عرض کیا کہ یہی دلیل بعینہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے تو گویا نجدیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ بھی بیکار ہے۔ استغفر اللہ

اس پر اس عرب نے جواب دیا کہ ان باتوں سے ابن سعود پر الزام نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ کسی بے وقوف نے ایسا کہا ہو۔ اس پر محرر ایں سطور نے کہا کہ نجدی ابن سعود نے کئی آدمیوں کو قتل کروایا ہے جو کہ اس کے خلاف تقریر کرتے ہیں مثلاً حضرت مولانا نثار احمد بن مولانا احمد حسن کانپوری کو قتل کروا دیا کیونکہ آپ ہر جگہ اس کے خلاف تقریر فرماتے تھے۔ اس پر اس عرب نے جواب دیا کہ ہم نے اس قتل کا واقعہ نہیں سنا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کا نہ سننا عدم واقعہ پر دال نہیں ہے۔ اور نیز ایسے واقعہ کو ابن سعود اپنے ملک میں کیسے ظاہر کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس کی بدنامی کا باعث ہے۔

کیونکہ وہ مولانا ہمارے ملک کے تھے لہٰذا ہم کو پورا علم ہے۔ اس پر عرب صاحب نے یہ آیت پڑھی کہ

اطیعو الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم -- الآیة

یعنی مولوی نثار احمد نے ابن سعود اولی الامر کی اطاعت نہ کی اور اس کے خلاف تقریر کی۔ لہٰذا ابن سعود نے اس کو قتل کروا دیا۔ اس پر بندہ نے جواب دیا کہ آپ نے پوری آیت نہیں پڑھی۔ آیت کا آخر یہ ہے کہ

فان تنازعتم فی شی فردوہ الی الله و الرسول۔

یعنی اگر اولی الامر اور عوام میں تنازعہ واقع ہو جائے تو قرآن و حدیث سے اس کا فیصلہ طلب کرنا چاہیے نہ کہ اولی الامر اپنی قوت کا مظاہرہ کرے۔ مولانا نثار احمد ایک بڑے عالم تھے۔ وہ ابن سعود پر شرعی اعتراض کرتے تھے۔ ابن سعود کا حق تھا کہ ان کو دلائل سے جواب دیتا نہ کہ یہ ناروا حرکت کرتا۔

اب جو ہم یہاں بیٹھ کر ابن سعود پر اعتراض کر رہے ہیں تو کیا اس کی سزا یہ ہے کہ ہماری گردن ماری جائے یا کہ اس کا جواب دلیل سے دیا جائے۔ اس پر عرب صاحب خاموش ہو گئے اور کہا کہ اس کا جواب دلیل سے ہونا چاہیے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ ہمارے ملک کے ایک شیخ پیر جماعت علی شاہ صاحب ہیں وہ روضہ انور پر جا کر دعا مانگتے تھے اور ابن سعود کے خلاف تقریر کرتے تھے۔ تو ان کو ابن سعود نے چند یوم قید رکھا اور لوگوں کے ڈرانے پر چھوڑا کہ ان کے بہت مرید ہیں اور ہندوستان میں تمہاری مخالفت بڑھ جائے گی۔ اس کا جواب بھی عرب صاحب نہ دے سکے۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ جو آدمی روضہ انور کو بوسہ دے تو ابن سعود کہتا ہے کہ یہ شرک ہے۔ اس پر ابن سعود کے پاس کیا دلیل ہے؟ عرب صاحب نے کہا کہ شرک نہ ہونے پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مدعی ابن سعود ہے،

اس پر بینہ لازم ہے نہ کہ ہم پر اعتراض آپ نے خلافِ قاعدہ کیا ہے؟ اور نیز علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں ایک صحابی کا حال بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ:

" اذا رای قبور الصالحین قبلها۔ "

یہ عدم شرک پر کافی دلیل ہے۔ اس پر عرب صاحب نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ مقولہ ذکر کیا کہ آپ نے حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت فرمایا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ تم کو بوسہ نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا کیونکہ تو نافع اور ضار نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ جو رسولِ خدا ﷺ کا فعل نہیں ہے وہ نہ کرنا چاہیے۔ اس پر بندہ نے اس حدیث کی تشریح کی جو کہ پہلے گزر چکی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ فرمائے تھی تو حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا کہ حجرِ اسود نافع بھی ہے اور ضار بھی اور محدثین نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کی توجیہہ کی ہے کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ حجر من حیث نافع اور ضار نہیں اور حجر انہ مکرم من عند الله تعالیٰ اور من حیث انه قبله رسول الله ﷺ پس وہ نافع اور ضار ہے۔ اور قیامت کے دن بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔ پس ہم جو روضہ انور کو بوسہ دیتے ہیں تو نہ اس وجہ سے کہ:

" بیت البیوت اور جدار من الجدار بل من حیث انها مستراح النبی ﷺ۔ "

اس لئے نہیں کہ یہ گھروں میں سے ایک گھر یا دیواروں میں سے ایک دیوار ہے بلکہ اس لئے بوسہ دیتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کے آرام فرمانے کی جگہ ہے۔

پس یہ دلیل تو ہماری ہے نہ کہ آپ کی۔ اس پر عرب صاحب نے کہا کہ پھر تو ہاتھ پاؤں بھی قیامت کے دن گواہی دیں گے لہٰذا ان کو بھی چومنا چاہیے۔ تو اس پر بندہ

نے عرض کیا کہ محض گواہی بوسہ کی علت نہیں ہے بلکہ نسبت الی اللہ اور الی النبی ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ یہ بات تو ہم نے بالطبع ذکر کی ہے کہ حجر اسود نافع اور ضار ہے۔ اور جو مطلب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کا آپ لوگ سمجھتے ہیں وہ نہیں ہے۔ اس پر عرب صاحب خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد عرب صاحب نے کہا کہ یہ حدیث ہے کہ اس قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے جو غیر معروف ہے اور غیر معروف کا مطلب یہ ہے کہ جو قبر زمین سے مل گئی ہو۔ لہٰذا ابن سعود نے قبروں کو مٹا دیا۔ اس دلیل پر ہم خوب ہنسے اور بندہ نے عرض کیا کہ سب سے رحمت کی زیادہ مستحق قبر النبی ﷺ ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ کی قبر زمین سے ایک بالشت اونچی ہے نہ کہ مٹ چکی ہے۔ نعوذ باللہ منہ نیز غیر معروف کا معنی مٹنا نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کو کوئی جانتا نہ ہو۔ جیسے قبل ازیں میں آپ کو اور آپ مجھ کو نہیں جانتے تھے۔

آخر میں عرب صاحب فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ بیت الحرام کو محبوب رکھتا ہے یا کہ نہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں محبوب رکھتا ہے۔ اس پر وہ بولے کہ اگر ابن سعود برا ہوتا تو خداوند عالم اس کو اس خطہ مبارکہ پر ہرگز مسلط فرماتا۔ بندہ کو یہ دلیل سن کر ذرا غصہ آیا۔ میں نے جواب دیا کہ

"یا اخی دلیلك هذا اوهن من بيت العنكبوت و اضعف۔"

تمہاری یہ دلیل مکڑی کے جالے سے زیادہ نازک اور بہت کمزور ہے۔

مگر اس نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خدا کے محبوب ہیں یا نہیں؟ جواب دیا کہ محبوب ہیں تو میں نے کہا کہ کیوں نمرود کو خداوند عالم نے ان پر مسلط کیا۔ اور اس نے آپ کو آگ میں ڈالا۔ بتایئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خدا کے محبوب ہیں یا

نہیں؟ پس کیوں یزید پلید کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کیا؟ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام جاہلین کفار کے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور کفار نے ان کو تکالیف پہنچائیں اور اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خداوند عالم کے محبوب ہیں، اس کے باوجود کفار مکہ کے ظلم کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا۔ اس پر عرب صاحب بولے کہ مکہ شریف کو بالآخر حضور ﷺ نے فتح فرمایا۔ اس پر بندہ نے زور سے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بھی ابن سعود پر فتح پائیں گے اور اسی ارض مقدس سے اسے بھگا دیں گے۔ میرے یہ الفاظ تمام حاضرین نے سخت محسوس کئے ۔ ہمارے حضرت دام ظلہ نے بعد میں فرمایا کہ ممکن ہے کہ نجدی جا کر ابن سعود سے شکایت کرے اور اس کی وجہ سے مدنی صاحب پر کوئی تکلیف نہ واقع ہو جائے۔ کیونکہ قبل ازیں بھی مدنی صاحب اور ابن سعود کے تعلقات اچھے نہ تھے۔

نیز اس وقت میرے حضرت نے مجھے فرمایا کہ اس کو وہ آیت سناؤ کہ جس کا آخر یہ ہے فدمرنهم تدميرا پس میں نے اس کو یہ آیت سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اذا اردنا ان تهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها - الآية

پس ابن سعود فسق کر رہا ہے

فحق عليها القول فدمرناها تدميرا- (الاسراء : 14/17)

لہٰذا عنقریب اہل نجد پر کوئی آفت نازل ہو گی۔ اس پر عرب صاحب کچھ خاموش ہو گئے اور ہمارے حضرت کا خادم حاضر ہوا کہ کھانا تیار ہے۔ لہٰذا آپ مع مدنی صاحب کھانا کھانے کے لئے مدنی صاحب کے کمرے میں تشریف لے گئے۔ بندہ کھانا کھا چکا تھا۔ لہٰذا اجازت طلب کی کہ اپنی جگہ پر جاؤں لیکن نیچے کا رستہ نہ ملتا تھا۔ اس لئے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کھانا کھاتے رہے اور خادم بیٹھا گلزار احمدی

کا تماشا دیکھتا رہا۔ آپ نے کھانے کو بہت دفعہ فرمایا لیکن مجھے کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ اس حقیر سراپا تقصیر پر تلطف بے غایت فرماتے رہے نیز فرمایا کہ میں تمہاری طبیعت کو اداس محسوس کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ کبھی گرانی نہیں ہوئی البتہ گذشتہ رات بعد از نماز عشاء یکا یک طبیعت پر بوجھ آیا اور پھر حضرت صاحبزادگان کی خدمت میں حاضر ہوا تو گرانی دور ہوگئی۔ آپ نے گرانی کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے بہت ٹال مٹول کی لیکن آخر آپ نے پوچھ ہی لی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ بغداد شریف میں دو دفعہ مجھے ایک خیال آیا کہ تم کو بلا کر کہوں لیکن پھر حجاب کی وجہ سے نہیں کہا۔ خداوند تعالیٰ یہ حجات دور کرے (سبحان اللہ زہے عزوشرف) کسی موقعہ پر تمہیں بیان کروں گا۔ اس کے بعد بندہ نے ایک رفیق کو کہا کہ مجھے راستہ بتاؤ۔ لہٰذا میں نیچے اپنی جگہ پر آ گیا اور رات کو حضرت صاحبزادگان کریمان کی خدمت میں دیر تک حاضر رہا۔

11 مئی 1948ء بروز منگل

تقریباً گیارہ بجے جہاز بحرین پہنچا۔ یہاں گندم اتاری جارہی ہے۔ سینکڑوں بوریاں گندم کی ہیں۔ اب ہم نمازِ عصر پڑھ چکے ہیں کہ یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ کرین کے ذریعے گندم باہر کشتیوں پر اتاری جارہی ہے۔ تین کرینیں دھڑا دھڑ مختلف مقامات سے گندم اور دیگر سامان اتار رہی ہیں۔ جہاز بحرین سے تقریباً بارہ میل دور سمندر میں کھڑا ہوا ہے۔ ہوا ذرا تیز ہے۔ لہٰذا کشتیاں خوب ہچکولے کھا رہی ہیں۔ آج مدنی صاحب تقریباً بارہ بجے بحرین اتر گئے۔ یہاں سے ہوائی جہاز اور بس کے ذریعے مدینہ منورہ جائیں گے۔ ہمارے حضرت صاحب کا ارادہ تھا کہ ان کے ساتھ بحرین تک تشریف لے جائیں لیکن جہاز والوں نے کہا کہ سمندر میں تلاطم زیادہ ہو جائے گا اور آپ کو تکلیف ہوگی لہٰذا آپ تشریف نہیں لے گئے۔ سنا ہے کہ کل بروز بدھ جہاز یہاں سے روانہ ہوگا۔ آج بدھ کی رات کو ہم نے رجب شریف کا چاند دیکھا لیکن دوسری کا

معلوم ہوتا تھا شاید منگل کا چاند ہے۔ بحرین میں سنا ہے کہ پندرہ ہزار بوری گندم اتاری گئی ہے۔

12 مئی بروز بدھ

تقریباً سوا چار بجے ہمارا جہاز بحرین سے روانہ ہوا۔ بعد از نماز عصر قوالی ہوئی آج کل محرر ایں سطور کی قوالی سے کوئی خاص دلچسپی نہیں لیکن بعض وجوہ کی بنا پر حاضر ہوا۔

13 مئی 1948ء بروز جمعرات

بعد از نماز صبح بندہ اپنے حضرت کریم کے پاس سیکنڈ کلاس کے برآمدہ میں حاضر ہوا آپ نے ایک مولوی عبدالحکیم کا قصہ سنایا جو کہ اجمیر شریف کا تھا اور ہمارے موجودہ حضرت مدظلہ پر مسمریزم کا عمل کیا۔ یہاں تک کہ آپ اس پر اتنے فریفتہ ہوئے کہ اگر وہ یہ کہتا کہ میں تم کو قتل کرتا ہوں یا تم کنویں میں چھلانگ لگاؤ تو آپ تیار ہو جاتے، اس نے کئی بار یہ خبیث ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ آخر ہمارے بڑے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم ہوا تو آپ نے اس کو گولڑہ مقدسہ سے اخراج کا حکم فرمایا، کچھ مدت کے بعد وہ تائب ہوا اور گولڑہ شریف میں فوت ہوا یہ قصہ عجیب وغریب ہے لیکن اس کی تفصیل تحریر کرنے سے بندہ قاصر ہے، بعد از نماز عصر پھر بندہ اپنے حضرت کے حضور حاضر ہوا آپ نے گاڑی پر فائرنگ کا واقعہ بیان فرمایا نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز نے کسی آدمی کو خواب میں فرمایا کہ غلام محی الدین (دام بقاہ ظلہ علی رؤس المشتاقین) رات کو بہت دیر سے آتا ہے اور مجھے فکر رہتی ہے، نیز خواب میں کسی آدمی نے آپ کو دیکھا کہ جائے وقوعہ پر کھڑے آپ آگ کا مقابلہ فرما رہے ہیں، نیز آپ نے پستول والا واقعہ بھی بیان فرمایا کہ

دو آدمی آپ کی تاک میں پستول لے کر لنگر شریف اور شہر گولڑہ مقدسہ کے درمیان بیٹھے تھے جب آپ رات کو گزرے تو ان کا پستول نہ چلا اور آپ بعافیت گھر پہنچ کر کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر وسمہ لگائے بیٹھے تھے کہ ایک سے پستول چل گیا اور دوسرا مارا گیا، آخر آپ کی امداد سے قاتل کو باوجود سزائے موت کے رہائی حاصل ہوئی اور اس آیت ظہور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد پاک سے ظاہر ہوا (لا تثریب علیکم الیوم) اور بھی بہت سے واقعات آپ نے بیان فرمائے، نماز مغرب کے قریب بندہ نیچے آیا اور بعد از نماز یہ چند سطور تحریر کیں۔

14 مئی 1948ء بروز جمعہ

تقریباً دس بجے جہاز مسقط آ کر ٹھہرا یہ شہر ایک عرب شیخ کی حکومت ہے اور حکومت برطانیہ (یخزیہا اللہ تعالیٰ) کے ماتحت ہے البتہ اس کا سکہ علیحدہ ہے، تمام پہاڑ ہی پہاڑ ہیں، مغرب کی طرف شہر ہے اور مشرق کی طرف شاہی محلات ہیں، لیکن یہ محلات کوئی بہت خوش نما نہیں ہیں، کسی زمانہ میں یہ تمام علاقہ ترکی کا تھا جہاز تقریباً میل کے فاصلہ پر ٹھہرا اور دکاندار کشتیوں میں سودا لے کر جہاز کے پاس آ پہنچے، یہاں مچھلی بہت ارزاں ہے اور آم بھی ہیں تقریباً بارہ بجے کے نزدیک مسقط کا بادشاہ عرب جہاز دیکھنے کیلئے آیا نہایت متشرع اور باجلال انسان تھا۔ داڑھی نہایت خوبصورت اور بقدرِ قبضہ تھی اور داڑھی میں کافی سفید بال تھے چالیس سال کا معلوم ہوتا تھا۔ اس کیساتھ جتنے وزراء و رؤسا تھے سب نہایت متشرع اور نورانی چہروں والے تھے۔ آگے پیچھے رائفل بردار سپاہی تھے لیکن سب عربی لباس میں ملبوس تھے۔

یہ لوگ جہاز تک کشتی میں آئے۔ اور جہاز پر سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھے سیڑھی بالکل ہمارے ساتھ تھی ہم نے تمام آدمیوں کو نہایت قریب سے دیکھا نیز تمام اشخاص مع بادشاہ کے سب نے عربی طرز کی چپل پہن رکھی تھی، بادشاہ مسقط جہاز میں

اب سیکنڈ کلاس کے کمروں میں پھر رہا ہے اور بندہ یہ سطور تحریر کر رہا ہے، جب واپس جائے گا تو روانگی کا حال تحریر کیا جائے گا۔ ان لوگوں میں سب سے پیچھے ایک سکھ بھی تھا۔ سنا ہے کہ مسقط کے پہاڑ بصرہ تک چلے گئے ہیں یہاں سے سمندر بالکل تنگ ہے۔ اس لئے پہاڑوں پر بڑے قلعے ہیں لیکن دو تین ذرا بڑے اور باقی چھوٹے چھوٹے، بادشاہ کی کشتی بڑی عجیب تھی۔ اس میں ایک چھت والا کمرہ تھا جو کہ کوٹھی کی طرز کا تھا اور اس میں قالین بچھے ہوئے تھے۔ اوپر ایک چبوترہ تھا جس کے تین جانب سے لکڑی کی دیوار تھی اور ایک ستون پر سرخ جھنڈا لہرا رہا تھا۔ سیکنڈ اور فرسٹ کلاس کے کمرے دیکھ کر بادشاہ تیسرے درجہ میں بھی آیا اور کشتی پر سوار ہو کر تقریباً ساڑھے بارہ بجے واپس اپنے محلات میں چلا گیا اس بادشاہ کا نام سعید بن تیمور ہے اور تیمور لنگ کی اولاد سے ہے اور حنفی مذہب رکھتا ہے اس نے پانچ حج کئے ہیں اور پانچوں دفعہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا ہے، سنا ہے بڑا نیک ہے پانچ وقت نماز کے لیے مع اپنے امراء کے جاتا ہے مسقط سے کچھ پہاڑ میں ایک متھرا شہر سنا ہے وہ بڑا عالیشان شہر ہے قبل از نمازِ عصر بندہ اپنے حضرت کے دربار میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک دن جہاز میں فرمایا تھا کہ بغداد شریف میں مجھے ایک چیز کا خیال آیا کہ تم کو کہوں لیکن کسی وجہ سے نہیں کہی اب تم کو بتلا دوں گا محرر ایں سطور چند روز سے اسی کام کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ آج آپ نے وہ چیز بیان فرما دی۔

اس کے بعد آپ نے ایک خواب بیان فرمایا کہ گولڑہ مقدسہ میں کسی نے آپ کا نقصان بھینس کے متعلق کیا ہے اور حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز کے ہاتھ میں پستول ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارا دل تنگ ہے تو میں اس پر پستول چلاتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ یہ کام نہ فرمائیں بلکہ روحانی قوت سے کام لیں کہ مال بھی مل جائے اور جھگڑا بھی نہ ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ممکن ہے گولڑہ مقدسہ میں کوئی

واقعہ ہوا ہو، یہ دن 14 مئی 1948ء بروز جمعہ کا ہے اور یہ خواب آپ کو اس جمعہ کی رات کو آئی ہے اللہ تعالیٰ خیر کرے بندہ نماز عصر اور شام پڑھ کر واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

15 مئی 1948ء بروز ہفتہ

پھر بندہ بعد از نماز عصر اپنے حضرت دامت برکاتہ کے حضور حاضر ہوا آج پھر فوٹو کی بحث شدید رہی راقم سطور نے یہی عرض کیا کہ یہ تصویر حرام ہے اگر چہ امر مسنون کیلئے ہی اس کا ارتکاب کیا جائے کیونکہ فقہاء کا قاعدہ ہے کہ اگر سنت اور بدعت جمع ہو جائیں اور بدعت کو اپنائے بغیر سنت پر عمل نہ ہو سکے تو سنت کو چھوڑ دیا جائے اور بدعت کو نہ اپنایا جائے۔ تو بہت سے پیر بھائی اس بات سے بہت بگڑے مگر ہمارے حضرت دام ظلہ العالی نے ان کو فرمایا کہ یہ شرعی مسئلہ ہے اس میں رائے کا دخل نہیں ہے۔

نیز اولیائے کرام کے مذاکرات بھی ہوئے کیونکہ آج بروز ہفتہ رجب شریف کی پانچویں تاریخ ہے اور اتوار کی رات چھٹی ہے اس لئے شیخ بڈھا صاحب مجاور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ کھانا ہمارے حضرت کی خدمت میں پیش کیا کہ ختم شریف پڑھا جائے آپ نے محرر ایں سطور کو ختم کا ارشاد فرمایا بندہ نے تعمیل ارشاد کی بعد از ختم بڑا سرور حاصل ہوا۔ کیونکہ کھانا حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی تقریب کے لیے پکایا گیا تھا۔ ہمارے حضرت دام لطفہ کل بروز اتوار چھٹی رجب کو ختم دلوائیں گے۔

بعد از نماز مغرب بندہ مع اپنے ہمراہیان واپس اپنی جگہ پر آ گئے۔ کل سولہ مئی بروز اتوار تقریباً ساڑھے چھ بجے جہاز انشاء اللہ تعالیٰ کراچی پہنچ جائے گا لہٰذا احباب نے آج رات ہی سامان باندھ رکھا ہے، جب محرر ایں سطور بصرہ سے جہاز پر روانہ ہوا ہے تو یہ معمول ہے کہ بعد از نماز صبح صاحبزادہ شاہ محمد عبد الحق طال بقاۂ تقریباً ایک گھنٹہ تک سلم العلوم کا سبق تکرار فرماتے ہیں۔ اور بعد از نماز ظہر میبذی کا سبق مرحمت فرماتے

ہیں۔ اور بعد از نماز عشاء دونوں اسباق دہراتے ہیں۔

16 مئی 1948ء بروز اتوار

ساڑھے سات بجے جہاز بندرگاہ کراچی پہنچا کسٹم کی بڑی فکر تھی۔ ہمارے رفقاء نے بے شمار مال خریدا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور ہمارے حضرت کی توجہ سے افسروں نے کوئی خاص تلاشی نہیں لی۔ بلکہ چند ایک اشیاء کی معمولی تلاشی لے کر باقی اسباب کی تلاشی نہیں لی، سامان بسوں پر رکھا اور ہم خود بھی بسوں پر سوار ہو کر اسٹیشن پہنچ گئے۔ رات کو جہانگیر باغ میں حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک تھا۔ اس میں حاضر ہوئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے۔

17 مئی 1948 بروز پیر

صبح والی گاڑی پر سید نجیب علی شاہ صاحب اور چوہدری اورنگزیب خاں صاحب سندھ ایکسپریس پر روانہ ہو گئے اب ہمارا پتہ نہیں ہے کس گاڑی پر جائیں گے۔

منگل کی رات ملک فتح شیر خان اپنے لڑکے محمد رشید کے ساتھ، ملاقات کو آئے اور بہت دیر بیٹھے رہے۔

18 مئی 1948ء بروز منگل

صبح کی گاڑی میں سید عبدالقادر شاہ صاحب چلے گئے وہ ملتان اتریں گے پھر ہمارے ساتھ ملتان سے گاڑی پر سوار ہوں گے ظہر کے بعد فتح محمد ساگھری پدھراڑ والے کا لڑکا اسٹیشن پر ملنے آیا اور بندہ کا سامان گاڑی کے پاس رکھواتا رہا اور ہمارے حضرت قبلہ دامت برکاتہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہماری گاڑی پاکستان میل بروز منگل ساڑھے پانچ بجے شام کراچی سے روانہ ہوئی سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو ہے اور تھرڈ کلاس کے دو دو کمرے ریزرو ہیں۔

19 مئی 1948ء بروز بدھ

تقریباً دس بجے سید نجیب علی شاہ صاحب ڈیرہ نواب کے سٹیشن پر ہمارے حضرت کی زیارت کو تشریف لائے۔آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے آدمی تھے۔سمہ سٹہ کے اسٹیشن پر حضرت شیخ الجامعہ کے ہر دو صاجزادے حضرت دام لطفہ کے استقبال کو آئے ہوئے تھے اور ریل پر سوار ہو کر بہاولپور تک آئے۔

ملتان اسٹیشن پر حاجی غلام محمد لوٹھرڑ والے نے اور اسٹیشن خانیوال پر سردار دوست محمد وٹو نے تمام زائرین کی پر تکلف دعوت کی منٹگمری (اب ساہیوال) کے اسٹیشن پر میاں محمد مسعود صاحب اور حکیم فیروز الدین صاحب مع دیگر معتقدین کے ہمارے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے موجود تھے۔نیز میاں محمد مسعود صاحب کے گھر والے بھی زیارت بغداد شریف کو گئے وہ بھی یہاں اترے ملتان اسٹیشن پر میاں مظفر محمود اور منظور حسین مع اپنے دیگر رفقاء کے اترے۔

خانیوال میں سردار دوست محمد وٹو اور سرفراز خان مع دیگر ساتھیوں کے اترے لاہور اسٹیشن پر گاڑی تقریباً ساڑھے سات بجے شام کو پہنچی۔زائرین کا جم غفیر تھا۔گولڑہ شریف سے جرنیل محمد حیات اور فضل حق صاحب حضرت دامت برکاتہ کے استقبال کو آئے ہوئے تھے چونکہ ان دنوں نواب محمد حیات صاحب قریشی آف صابو والی بیمار ہیں اور لاہور میں علاج کروا رہے ہیں اور نواب صاحب کا بڑا لڑکا میاں محمد سعید بھی لاہور اسٹیشن پر زیارت کے لیے آیا ہوا تھا۔لہٰذا ہمارے حضرت دام ظلہ العالی میاں صاحب کی معیت میں نواب صاحب کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے اور تقریباً نصف گھنٹہ کے اندر واپس تشریف لائے اور محرر ایں سطور کا ٹکٹ لاہور سے سرگودھا کا تھا۔ لیکن لاہور آ کر خیال ہوا کہ لالہ موسیٰ سے سرگودھا جاؤں تاکہ کچھ زیادہ دیر شرف محبت حاصل کر سکوں ملک تاج محمود صاحب کو عرض کیا گیا انہوں نے فوراً وہی ٹکٹ لالہ موسیٰ

سے سرگودھا کا بنوا دیا اللہ تعالیٰ ملک صاحب کو دارین میں خوش رکھے بڑے کارکن آدمی ہیں۔ اور تمام سفر میں بندہ کیساتھ خاص طور پر مہربانی کرتے رہے ہیں۔

لاہور اسٹیشن سے بندہ حضرت صاحبزادگان القمران النیّران کے ڈبہ میں سوار ہوا تا کہ کچھ زیارت سے فیض یاب ہو سکے۔ گوجرانوالہ اسٹیشن پر بندہ اس ڈبہ سے اتر کر اپنے حضرت دام لطفہ کے حضور میں حاضر ہو کر زمینِ خدمت کو بوسہ سے کر وداع ہوا۔ اور لالہ موسیٰ اسٹیشن پر اترا۔ چونکہ اس وقت بارہ بجے رات کا وقت تھا اور حضرت استراحت فرماتے تھے لہٰذا یہاں زیارت کا موقع نہیں ملا۔

امید ہے کہ میرے حضرت پچیس مئی بروز جمعرات تقریباً ساڑھے پانچ بجے صبح گولڑہ مقدسہ کے اسٹیشن پر اتریں گے۔

لالہ موسیٰ سے پتہ چلا کہ گوجر خان اور راولپنڈی سے فون آ رہے ہیں کہ حضرت دامت برکاتہ لالہ موسیٰ پہنچ گئے ہیں یا نہیں؟ نیز بعض رفقاء کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت نقیب الاشراف صاحب کا ایک تار گولڑہ مقدسہ آیا ہے کہ امید ہے کہ آپ بخیریت گھر پہنچ گئے ہوں گے۔

بندہ محرر ایں سطور کے ساتھ لالہ موسیٰ بابو غلام محی الدین صاحب آف جوڑا بھی اترے۔ ہماری گاڑی ساڑھے پانچ بجے لالہ موسیٰ سے سرگودھا روانہ ہوئی۔ میں بڑے آرام سے تقریباً گیارہ بجے سرگودھا پہنچ گیا اور تین بجے بس پر سوار ہو کر پانچ بجے 20 مئی 1948ء بروز جمعرات سیال شریف پہنچ گیا۔

راقم سطور جب سیال شریف سے بارادہ زیارت بغداد شریف گیا تھا تو طلباء کا یہ انتظام کر گیا کہ برادرم علی محمد میری جگہ آ کر کام کرے گا۔ چونکہ برادرم نے آنے میں تاخیر کی تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے مولوی احمد بخش کو بلوایا جو کہ سیال شریف کے متوسلین سے ہیں اور جامعہ عباسیہ بہاول پور کے فارغ ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے

طلباءِ کے اسباق سن کر معذرت کی کہ میں یہ اسباق نہیں پڑھا سکتا اور مولوی صاحب چلے گئے ۔اس کے بعد سب طلباء بھی چلے گئے تو بعد میں برادرم علی محمد آئے تو چونکہ کوئی طالب علم نہ تھا لہٰذا وہ بھی واپس ہو گئے اور حضرت سجادہ نشین نے پھر مولوی احمد بخش کو بلوایا۔

اور جب بندہ محرر ایں سطور یہاں حاضر ہوا تو مولانا صاحب یہاں سیال شریف میں موجود ہیں۔یہ ہے تمام سفر کا خلاصہ

بندہ سیال شریف سے چار جمادی الاولیٰ 1367ھ بمطابق 16 مارچ 1948ء بروز منگل روانہ ہوا اور واپس 10 رجب 1367ھ بمطابق 20 مئی 1948ء بروز جمعرات آیا۔

میرے حضرت دام بقائہ کی معیت میں مع آپ کے یک صد آٹھ نفر تھے۔ میرے حضرت غریب نواز نے بغداد شریف میں خیرات بلیغ فرمائی۔ جو راقم کی تحریر میں آئی انیس ہزار روپیہ ہے اور جو تحریر میں نہیں آئی اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ یہ اندازہ محرر ایں سطور نے ان لوگوں سے سنا جو کہ رقم کے حساب و کتاب پر متعین تھے۔ سجادہ نشین صاحب بغداد شریف نقیب الاشراف سید عاصم مدظلہ العالی کو ہمارے حضرت نے دو ہزار روپیہ نذر پیش کیا ہے۔

☆......☆......☆......☆

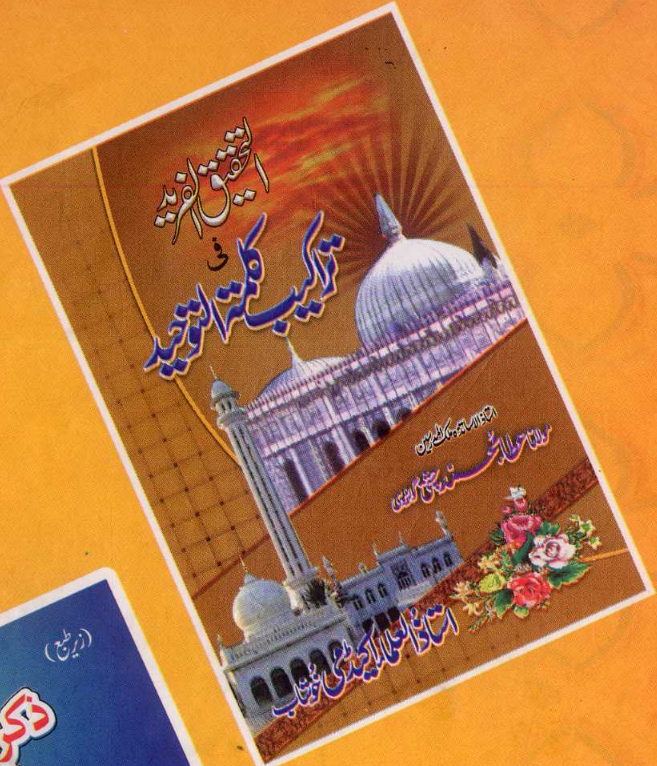

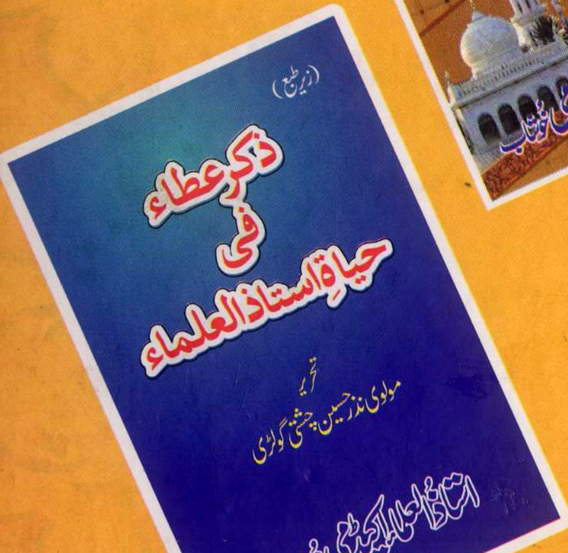

استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب
Cell:0345-4868494, 0342-7559591